545

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 20۔جون 2011

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

سالانہ بجٹ بابت سال 12-2011 پر عام بحث

547

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا ستائیسواں اجلاس

سوموار، 20۔جون 2011

(یوم الاثنین، 17۔رجب المرجب 1432ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں سہ پہر 3 بج کر 20 منٹ پر زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر رانا مشہود احمد خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ ﴿56﴾
كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿57﴾ وَالَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿58﴾ الَّذِيْنَ
صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿59﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا
تَحْمِلُ رِزْقَهَا اللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿60﴾

سُوْرَةُ العَنکبوت آیات 56 تا 60

اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو میری زمین فراخ ہے تو میری ہی عبادت کرو (56) ہر متنفس موت کا مزہ چکھنے والا ہے پھر تم ہماری ہی طرف لوٹ کر آؤ گے (57) اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کو ہم بہشت کے اونچے اونچے محلوں میں جگہ دیں گے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ (نیک) عمل کرنے والوں کا (یہ) خوب بدلہ ہے (58) جو صبر کرتے اور اپنے پروردگار

پر بھروسا رکھتے ہیں(59)اور بہت سے جانور ہیں جو اپنا رزق اٹھائے نہیں پھرتے خدا ہی ان کو رزق دیتا ہے اور تم کو بھی اور وہ سننے والا (اور) جاننے والا ہے(60)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب محمد افضل نوشاہی نے پیش کی۔

نعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

گزر ہو جائے میرا بھی اگر طیبہ کی گلیوں میں
تو ساری زندگی کر دوں بسر طیبہ کی گلیوں میں
ہوائیں رحمتِ حق کی وہاں چلتی ہیں روز و شب
برستا نور ہے شام و سحر طیبہ کی گلیوں میں
جدھر دیکھی اسی ماہِ جبیں کی چاندنی دیکھی
جمالِ مصطفیٰ آیا نظر طیبہ کی گلیوں میں
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مصطفیٰ کے عشق میں ہر آنکھ پُر نم ہے
یہ دیکھا ہے محبت کا اثر طیبہ کی گلیوں میں
درود اُن پر سلام اُن پر، سلام اُن پر درود اُن پر
وظیفہ ہے یہی شام و سحر طیبہ کی گلیوں میں

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ہمارے نامور شاعر اور کالم نگار خواجہ پرویز صاحب جہان فانی سے کوچ کر گئے ہیں مہربانی کر کے ان کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ابھی ان کا جنازہ نہیں ہوا ان کی نماز جنازہ کے بعد دعائے مغفرت کرا لیں گے۔

جناب پرویز رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پرویز رفیق صاحب!

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! جناب یعقوب انجم بھٹی صاحب جو کہ پاکستان کرسچن لیگ USA کے صدر ہیں اور Mr. Peter Back, from South Korea Good people International Organization. جنہوں نے فلڈ ریلیف میں پاکستان کے لئے بڑا کام کیا ہے تو ان کو Kindly آپ welcome کریں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: یہاں پر جس طرح آپ نے فرمایا کہ Peter Back اور انجم یعقوب بھٹی صاحب تشریف فرما ہیں ان کو ایوان میں خوش آمدید کہا جاتا ہے۔

رانا تنویر احمد ناصر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ last point of order ہے کیونکہ آج بجٹ پر بحث کا آخری دن ہے۔ جی، رانا صاحب!

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! میں آج کے اخبار کے حوالے سے ایک خبر کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ کیولری گراؤنڈ پر ایک روڈ ایکسیڈنٹ ہوا ہے، ایک لڑکا موٹر سائیکل پر سوار تھا اس کو ایک سرکاری گاڑی نے ٹکر ماری، اس سرکاری گاڑی میں دو نوجوان نشے کی حالت میں سوار تھے، موٹر سائیکل پل سے نیچے گرا اور ایک بندہ ہلاک اور ایک زخمی ہو گیا۔ موقع پر مقامی پولیس نے سرکاری گاڑی کو قبضے میں لے لیا اور نوجوانوں کو تھانہ لے گئی۔ اوپر سے فون آنا شروع ہو گئے اور سرکاری گاڑی کو واپس بھیج دیا گیا جب یہ خبر میڈیا پر آئی تو پھر سرکاری گاڑی کی نمبر پلیٹ یا گاڑی تبدیل کر دی گئی۔ وہ نوجوان جو نشے کی حالت میں تھے ان کا بارہ گھنٹے کے بعد طبی معائنہ کرایا گیا۔ وہ نوجوان کون تھے؟ ایک کا نام زوہیب صدیق جو چیئرمین فیڈرل بورڈ آف ریونیو اور سابق چیف سیکرٹری پنجاب جناب سلیمان

صدیق صاحب کا صاحبزادہ تھا، جب بارہ گھنٹے کے بعد طبی معائنہ ہوا تو اس کا پھر کیا رزلٹ آنا تھا؟ اور کل وہ نوجوان bailout ہو گئے۔ میں آپ کے توسط سے آئی جی پنجاب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر وقوعہ کسی غریب، مزدور، ہاری، کسان یا کسی کلرک کے بیٹے نے کیا ہوتا یا کسی "نان سی ایس پی" افسر کے بیٹے نے کیا ہوتا تو کیا پھر بھی اس کے ساتھ یہی سلوک ہونا تھا؟ جس طرح ان کو پروٹوکول دیا گیا اور بغیر ہتھکڑیوں کے پیش کیا گیا تو اس کیس میں جو امتیاز برتا گیا ہے میں اس کی پرزور مذمت کرتا ہوں۔ وہ نوجوان جو ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہو گیا اور ایک زخمی ہوا ہے ان کے ورثا کے ساتھ اظہار یکجہتی کے لئے میں پانچ منٹ کا علامتی واک آؤٹ کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بالکل واک آؤٹ کریں اس کے بعد رانا ثناء اللہ صاحب کو مل لیں۔ رانا صاحب! ذرا ان کی بات سن کر اس کو دیکھ لیں۔

سردار اطہر حسن خان گورچانی: پوائنٹ آف آرڈر۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

تحاریک استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، دیکھیں! میں نے پہلے ہی کہا ہے کہ یہ آخری پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ ہم تحاریک استحقاق لے لیں تو پھر اس کے بعد میں آپ دونوں کو ٹائم دوں گا۔ اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ تحاریک استحقاق نمبر 53 محترمہ دیبا مرزا صاحبہ کی ہے۔ جی، محترمہ!

سروسز ہسپتال لاہور کے ڈاکٹرز کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ ناروا سلوک

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 23۔اپریل 2011 کو میں سروسز ہسپتال لاہور میں میڈیکل چیک اپ کے لئے گئی تو مجھے ڈاکٹر احمد خان نے ECO کارڈیو گرافی کے لئے میڈیکل یونٹ۔II میں ایک ڈاکٹر صاحب کے ساتھ بھجوایا۔ میڈیکل یونٹ۔II کے متعلقہ آفس میں دو ڈاکٹر ایک لیڈی ڈاکٹر اور ایک ڈاکٹر ضمیر on ڈیوٹی تھے۔ لیڈی ڈاکٹر سے میں نے متعلقہ ٹیسٹ کے لئے ٹائم دینے کو کہا تو

جواباً لیڈی ڈاکٹر نے کہا کہ ایک سال سے پہلے کا ٹائم نہیں مل سکتا۔ میں نے کہا کہ رہنے دیں، میں یہ ٹیسٹ کہیں اور سے کروالیتی ہوں جس پر وہاں موجود ڈاکٹر ضمیر نے بدتمیزی شروع کر دی اور کہا کہ تم خود کو کیا سمجھتی ہو؟ یہاں ایک سال سے پہلے کا ٹائم نہیں مل سکتا۔ میں نے جواب دیا کہ میں نے آپ سے کوئی بات کی ہے اور نہ ہی میں نے آج ہی ECO کارڈیو گرافی کرنے کو کہا ہے۔ آپ کیوں misbehave کر رہے ہیں؟ میرے ساتھ آئے ہوئے ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ یہ محترمہ ایم پی اے ہیں اور میں ڈی ایم ایس پروٹوکول کے آفس سے ان کے ساتھ آیا ہوں لیکن ڈاکٹر ضمیر نے کہا کہ میں کسی ایم پی اے کو نہیں جانتا، یہ ہسپتال ایم پی اے کی پراپرٹی نہیں ہے۔ آپ یہاں سے باہر چلے جائیں۔ ڈاکٹر ضمیر کے ناشائستہ، غیر مہذب اور غیر اخلاقی روّیہ کی وجہ سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک استحقاق کو کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے۔ جی، گورچانی صاحب!

سردار اطہر حسن خان گورچانی: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں آپ کی توجہ ایک نہایت ہی اہم مسئلہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ دو سال پہلے میاں محمد شہباز شریف صاحب نے ایک سکیم launch کی تھی جو زرعی گریجویٹ کو زرعی اراضی الاٹ کرنے کا پراجیکٹ تھا۔ ماسوائے ایک ڈسٹرکٹ راجن پور کے پورے پنجاب میں ان لوگوں کو اراضی کی الاٹمنٹ ہو چکی ہے اور راجن پور ایک ایسا ڈسٹرکٹ ہے جہاں پر صرف اور صرف پندرہ لوگوں کو زمینیں الاٹ کی گئی ہیں جبکہ ٹوٹل 182 کا account ہے۔ اب مجھے یہ نہیں پتا کہ کس بنیاد پر تفریق کی گئی ہے اور باقی لوگوں کو زرعی رقبے ابھی تک الاٹ کیوں نہیں ہوئے جبکہ وزیر اعلیٰ صاحب نے اس سلسلے میں اپنی دوسری سکیم بھی launch کر دی ہے بلکہ ابھی میرے knowledge میں آیا ہے کہ ڈیرہ غازیخان اور Tribal areas کے لوگوں کو بھی ابھی تک الاٹمنٹ نہیں ہوئی۔ میں آپ کے توسط سے درخواست کروں گا کیونکہ وزیر اعلیٰ صاحب تو شاید ایوان میں تشریف نہیں لاتے اور اگر لے بھی آتے ہیں تو بغیر بات سنے چلے جاتے ہیں۔ میری آپ کے توسط سے ان سے درخواست ہو گی کہ اس مسئلہ پر توجہ دیں۔ راجن پور اور ڈیرہ غازیخان کے ریونیو ڈیپارٹمنٹ سے

ضرور یہ بات پوچھیں کہ یہ process ابھی تک مکمل کیوں نہیں ہوا؟ جب امیدواران ان کے پاس جاتے ہیں تو ان کو یہ کہہ کر بھگا دیا جاتا ہے کہ آپ کو زمینیں الاٹ کر دی جائیں گی اور پتا نہیں ہے کہ وہ دن کب آئے گا؟ میں آپ کے توسط سے رانا ثناء اللہ خان صاحب سے بھی درخواست کروں گا کہ اس میں تھوڑی سی دلچسپی لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں بالکل انہیں کہہ دیتا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! مہربانی کریں۔ جن لوگوں نے پانچ دن سے نام دیئے ہوئے ہیں اور جن کے نام آگے جاتے رہے ہیں ان کا حق ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں نے بجٹ کے حوالے سے بات کرنی ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! آپ نے اپنی suggestions دی ہوئی ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں نے انہیں یاد دہانی کرانی تھی۔

سرکاری کارروائی

سالانہ بجٹ بابت سال 12-2011 پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ جب آپ نے on the floor of the House بات کی وہ ساری تیاری کر کے ہی بتائیں گے۔ آج سالانہ بجٹ بابت سال 12-2011 پر بحث کا آخری دِن ہے۔ واضح رہے کہ گزشتہ پانچ ایام کے دوران سڑسٹھ معزز ممبران تقاریر کر چکے ہیں۔ آج کے دن کے لئے میرے پاس سترہ اور 20۔ جون کی فہرست کو ملا کر باون معزز ممبران کی فہرست موجود ہے۔ ایوان کا ٹائم تو 8 بجے تک ہے اور منسٹر صاحب نے 7 بجے wind up speech شروع کرنی تھی لیکن جو ہماری بات ہوئی ہے وہ منسٹر صاحب اپنی 9 بجے wind up speech شروع کریں گے تو آپ کے پاس 9 بجے تک کا ample time موجود ہے۔ میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ بجٹ پر بحث کے چار دن ہوتے تھے، یہ ایوان کی تاریخ میں پہلی دفعہ ہے کہ ہم چھ دن بحث کر رہے ہیں اور اس کے بعد جن معزز ممبران کی باری پھر بھی نہیں آتی تو میں ان کو صرف یہ یاد کرانا چاہوں گا کہ 24 اور 27۔ جون کو جب ضمنی بجٹ

پر عام بحث ہونی ہے تو پھر جن کی باری آج نہیں آتی وہ اس دِن اپنی تقریر کر سکتے ہیں اور آج کی لسٹ میں جو معزز ممبران رہ جائیں گے ان کو ہم ضمنی بجٹ پر بحث کے لئے priority پر ٹائم دے دیں گے۔ میری سب سے یہی گزارش ہے کہ ہم آج کا جو سیشن ہے اس کو اچھے طریقے سے چلائیں اور اس کے بعد وزیر خزانہ صاحب بجٹ پر wind up speech کریں گے۔ میں کارروائی کا باقاعدہ آغاز کرتے ہوئے سب سے پہلے محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کو تقریر کی دعوت دیتا ہوں۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں ایک چھوٹی سی گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چودھری ظہیر الدین خان صاحب!

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! آپ نے مہربانی فرماتے ہوئے ایک گھنٹہ ٹائم بڑھایا ہے اور منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ وہ 9 بجے wind up speech کریں گے۔ ہم اسی کام کے لئے منتخب ہوئے ہیں اور آپ کی اجازت کے طالب ہیں، اگر ایک گھنٹہ اور آگے کر دیں تو پھر ضمنی بجٹ پر جانے والوں کی تعداد بہت تھوڑی رہ جائے گی۔ آپ مہربانی فرما کر 10 بجے تک ٹائم کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کو پتا ہے کہ اس دن صبح پونے گیارہ بجے اجلاس شروع ہوا تھا اور ہم نے رات پونے نو بجے ختم کیا تھا اس دن ہم نے اپنی پوری list exhaust کی تھی تو میرا خیال ہے کہ جب وقت آئے گا، ممبران کو دیکھ لیں گے اس وقت ہم ٹائم بڑھا دیں گے۔

چودھری ظہیر الدین خان: یہی میری گزارش ہے کہ اگر ایسا کر دیا جائے تو ممبران contribute بھی کر سکیں گے اور آپ کے لئے بھی convenience ہو جائے گی۔ یہ میری صرف تجویز ہے، آگے آپ کی مرضی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہم نے تو ایوان کی will کے مطابق چلنا ہے، اگر اس وقت ایوان کہے گا کہ آگے چلتے رہیں تو ہم آگے چلتے جائیں گے۔ جی، محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ!

محترمہ زوبیہ رُباب ملک: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شروع کرتی ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔

جناب سپیکر! میں دل کی گہرائیوں سے آپ کی شکر گزار ہوں کہ آج آپ نے مجھے بجٹ 12-2011 پر اظہار خیال کرنے کا موقع دیا۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی انتہائی خوش آئند ہے کہ موجودہ صوبائی حکومت لگاتار اپنا چوتھا بجٹ پیش کر رہی ہے یعنی پنجاب حکومت کا دو تہائی سے زیادہ

وقت پورا ہو چکا ہے اور اس کا صرف مختصر سا وقت باقی رہ گیا ہے تو میں چاہوں گی کہ اس سے فائدہ اٹھایا جائے اور جو ہماری آٹھ کروڑ عوام ہے اس کی امنگوں اور خواہشوں کا خیال رکھا جائے اس لئے ہمیں اس بجٹ میں یہ دیکھنا ہو گا کہ کیا یہ ایک عوامی بجٹ ہے یا کسی افسر شاہی کے اعداد و شمار کا گورکھ دھندہ ہے؟ جب میں نے اس بجٹ کو پڑھا جیسا کہ پچھلے تین سالوں کے بجٹ میں دعوے کئے گئے اور اس کے مطابق صوبہ پنجاب کی جو پچھلے سال کی بجٹ تقریر 11-2010 کی کتاب ہے اسی سے عرض کروں گی اس میں کہا گیا تھا کہ غربت میں کمی، روزگار کے مواقع میں اضافہ، صحت، تعلیم، سہولیات زندگی سے متعلق شعبہ جات کے لئے زیادہ سے زیادہ فنڈز کی فراہمی، نئے انفراسٹرکچر کا قیام، موجودہ انفراسٹرکچر کی بحالی اور بہتری، صنعتی اور زرعی پیداوار میں اضافہ، اس کے ساتھ ساتھ ہمارے ملک میں جو ایک قدرتی آفت آئی تھی 'سیلاب' اس کی بہتری کے لئے بھی حکومت پنجاب نے بہت سارے دعوے کئے۔ میں آج حکومت پنجاب سے انتہائی ادب و احترام سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ کیا یہ سارے دعوے پورے ہو چکے ہیں؟ ایسا ہرگز نہیں ہوا ہے میں پھر وہی کہوں گی کہ یہ بجٹ اعداد و شمار کا گورکھ دھندہ بن کر رہ گیا ہے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ اب میں آپ کی توجہ بجٹ 12-2011 پر دلاؤں گی۔ حکومت پنجاب نے اسے شروع ہی سیلاب سے کیا ہے کیونکہ سیلاب ایک ایسی قدرتی آفت تھی جس میں ہمارے بہت سارے بہن بھائیوں کے گھر بہہ گئے، بے گھر ہو گئے جن کو ایک ٹائم کی روٹی نصیب نہیں ہو رہی تھی۔ کہہ لیں کہ یہ پاکستانی قوم پر بہت بڑی آزمائش تھی اور ہم سب لوگوں کے یہ دعوے تھے کہ ہم اس آزمائش سے نکلیں گے اور میں اس چیز کو مانتی ہوں کہ پاکستان ایک ایسا ملک ہے اور پاکستان کی عوام ایک ایسی قوم ہے کہ جس نے ہر کٹھن اور مشکل راستے سے نکل کر اچھا اور خوشحال پاکستان بنانے کی ہر ممکن کوشش کی ہے۔ اگر ہماری ترجیحات اور اعداد و شمار ٹھیک ہوں اور ہم ان چیزوں کو مانیں تو میرا خیال ہے کہ یہ جو چھوٹی موٹی چیزیں آتی ہیں اور تنقید برائے تنقید ہوتی ہے وہ بھی نہ ہو۔ وزیر خزانہ میرے لئے بڑے قابل احترام ہیں میں آپ کے توسط سے یہ کہنا چاہوں گی کہ بجٹ تقریر 12-2011 صفحہ نمبر 2 پر انہوں نے یہ پڑھا کہ سیلاب سے متاثرہ بے گھر افراد کی بحالی حکومت پنجاب کے لئے ایک بہت بڑا چیلنج تھی۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ حکومت پنجاب عوام کی توقعات پر پورا اُتری، بے گھر افراد کے لئے پنجاب حکومت نے 89 model villages کی تعمیر کا ایک جامع منصوبہ تیار کیا، میں یہ بات دہراؤں گی کہ منصوبہ تیار کیا، ان میں سے 22 model villages وزیراعلیٰ ریلیف فنڈ سے تعمیر کئے جا رہے ہیں، 67 model villages ملکی اور غیر ملکی اداروں کے مالی تعاون سے بنائے جا رہے ہیں، ان

67 model villages میں سے 15 میں تمام بنیادی سہولیات کی فراہمی حکومت پنجاب نے اپنے ذمہ لی ہے، 17 دیہات کے لئے حکومت پنجاب نے سرکاری زمین فراہم کی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ وقت ایسی چیز ہے جو ثابت کرتی ہے اور وقت کا ضائع کرنا اب ہمارا ملک جیسا کہ حالت جنگ میں ہے اور ہر طرح کے challenges میں ہے، ہمیں یہ نہیں کرنا چاہئے اور ہمیں ہر بات پر اعداد و شمار، نمبر بازی اور گورکھ دھندوں سے باہر نکل کر اس عوام کا سوچنا ہو گا اور اس آٹھ کروڑ عوام کا کیا پورے پاکستان کا سوچنا ہو گا۔ Serina میں ایک کانفرنس ہوئی تھی جہاں پر میں بھی گئی تھی وہاں پر جب 2010 میں سیلاب آیا تھا اور حکومت پنجاب کی دونوں کتابیں جس میں کھلے عام یہ دعویٰ کیا گیا تھا ان تصویروں کے ساتھ ،انتہائی ادب واحترام کے ساتھ میں حکومت پنجاب سے پوچھنا چاہوں گی انہوں نے کہا تھا کہ total 204 model villages بنائیں گے جبکہ اپنے ہی بجٹ میں یہ لکھ رہے ہیں کہ ہم نے 89 model villages کا صرف تصور ہی کیا تھا، یہ بھی ایک تصور ہی تھا۔ ایک تصویر کے دو رُخ کیوں ہیں، ہم کیا کر رہے ہیں؟ ہم اس عوام کے ساتھ جھوٹ بول رہے ہیں یا اس ایوان کے معزز ممبران کے ساتھ مذاق کر رہے ہیں۔ یہ میرے قابل محترم بہت سینئر ساتھی سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب اس میٹنگ میں گئے تھے کیونکہ وزیر اعلیٰ بہت مصروف تھے وہ کسی مصروفیت کی وجہ سے تشریف نہیں لے جا سکے تھے۔ یہ حکومت پنجاب کی اپنی کتاب ہے، میں نے پرنٹ نہیں کرائی۔ اس کے بعد میں آپ کو اس کی تفصیل پیش کروں گی جس میں یہ کہا گیا کہ مظفر گڑھ میں 49، رحیم یار خان میں 35، راجن پور میں 30، لیہ میں 30، ڈیرہ غازی خان میں 30، میانوالی میں 15، بھکر میں 15، ٹوٹل 204۔ میں آپ کے توسط سے اس معزز ایوان اور وزیر خزانہ سے انتہائی ادب کے ساتھ یہ پوچھنا چاہوں گی کہ یہ کیا ہے؟ ہم کس کے ساتھ مذاق کر رہے ہیں، کیا اس کا کوئی جواب دے سکتا ہے کہ یہ کدھر گئے اور یہ جو 204 model villages میں سے 89 تعمیر ہوئے اور باقی جو بچے وہ کہاں گئے؟ بہت شرم کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ تبھی تو ہمیں باہر کے ممالک صحیح لفظوں میں یاد نہیں کر رہے۔ اگر ہماری صفیں درست ہو جائیں تو شاید ہمیں ان لوگوں کو کتابیں دکھانے کی ضرورت ہی نہ پڑے جو جھوٹے اعداد و شمار کے ساتھ بن رہی ہیں۔

محترمہ طیبہ ضمیر: یہ جعلی اعداد و شمار بتا رہی ہیں۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: اگر یہ جعلی ہیں تو میں آپ کے توسط سے طیبہ ضمیر صاحبہ کو یہ بتانا چاہتی ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ Chair سے بات کریں اور اپنی بات جاری رکھیں۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! یہاں پر بات ہوتی ہے کہ 67 میں سے 15 کی ذمہ داری حکومت پنجاب نے لی ہے، 52 کی ذمہ داری کون لے گا؟ پھر کہتے ہیں کہ 17 دیہاتوں کی سرکاری زمین حکومت پنجاب دے گی، 50 کی زمین کون دے رہا ہے؟ یہ بھی واضح کر دیں تاکہ عوام کو پتا ہو کہ ہم نے کس ڈگر پر چلنا ہے اور کس دروازے کو کھٹکھٹانا ہے۔ اس وقت یہ اہم issue ہے کیونکہ آپ کو پتا ہے کہ آج بھی آسمان پر بادل موجود ہیں، مون سون شروع ہو چکا ہے، محکمہ موسمیات نے پیشین گوئی کی ہے کہ جولائی میں تیزی آ جائے گی اور اس دفعہ دگنی بارشیں ہونے کا خدشہ ہے۔ پہلے ہی ہمارے دعوے جھوٹے ہیں بند اور پشتے ابھی تک ٹھیک نہیں کئے گئے، کیا ہم پھر بجٹ پر cut لگائیں گے، کیا پھر ہم جھوٹی کتابیں لے کر باہر کے ممالک میں جائیں گے؟ ہم جھولیاں پھیلاتے رہیں گے کیونکہ ہم آپس میں sincere نہیں ہیں اور ہم اپنی عوام کے ساتھ بھی sincere نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں روزگار سکیم کے متعلق بات کروں گی جیسا کہ 10-2009 کی بجٹ کتاب میں کہا گیا تھا کہ غربت کے خاتمے کے لئے حکومت پنجاب سستی روٹی اور فوڈ سٹیمپ سکیم کے ذریعے غربت کو ختم کرے گی۔ اس وقت بھی میں نے شدید مذمت کے ساتھ ان سکیموں کو رد کر دیا تھا اور کہہ دیا تھا کہ میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ ان دو چیزوں سے ہماری عوام غربت سے کیسے چھٹکارا حاصل کرلے گی، یہ کیسا vision ہے؟ جب بھی بجٹ بنایا جاتا ہے اعداد و شمار اور آبادی کو سامنے رکھتے ہوئے بنایا جاتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ وسائل کو بھی دیکھا جاتا ہے۔ تب بھی میں نے اس چیز کی مخالفت کی اور میری بجٹ تقریر میں یہ بات ابھی تک موجود ہے۔ اس وقت میں نے یہ کہا تھا کہ micro financing طرز کے کچھ بنک قائم کرنے چاہئیں جو غریب اور بے روزگار لوگوں کو بغیر سود کے قرضے دیں تاکہ سستی روٹی سکیم اور فوڈ سٹیمپ سکیم کا پیسا re-circle ہو سکے۔ سکیمیں بنائی جاتی ہیں یہ کوئی بُری چیز نہیں ہے، vision ہونا چاہیے اور اس کا تسلسل بھی ہونا چاہئے۔ یہ نہیں کہ ہم خود ہی ان چیزوں کو بنائیں اور انہیں خود ہی اپنے قلم سے مٹا دیں یا کسی افسر شاہی کی سیاہی سے مٹا ڈالیں۔ ابھی تک میں نے جتنا بجٹ دیکھا ہے مجھے تو لگتا ہے کہ یہ بجٹ کسی افسر شاہی کی سیاہی سے لکھا جاتا ہے اور اسی سے مٹا دیا جاتا ہے اور یہ معزز ایوان تو صرف مذاق بن کر رہ گیا ہے۔ روزگار سکیم کا پہلا point یہ ہے کہ 20 ہزار روپے تک

کا قرض سود پر دیا جائے گا۔آج ہمیں اس بات کو یقینی بنانا ہو گا کہ گزشتہ سکیموں کی طرح کیا یہ سکیم چلے گی؟آپ کے توسط سے اس معزز ایوان سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ کیا آپ اس کا طریق کار بتا سکتے ہیں اور کیا یہ سیاسی بنیادوں پر سکیم تیار کی گئی ہے یا عوام کی امنگوں کو سامنے رکھتے ہوئے تیار کی گئی ہے؟اگر ہم یہ vision دیتے ہیں کہ ہم نے لوگوں کو مچھلی کھانے کا نہیں بتانا، مچھلی پکڑنے کا طریقہ بتانا ہے تو پھر اس کے ساتھ ساتھ vision کو بھی clear کرنا ہو گا اور اس کا تسلسل بھی رہنا چاہئے۔ورنہ میں یہ کہوں گی کہ وقت ضائع مت کریں اب وقت نہیں ہے،اب وقت انتظار نہیں کرے گا کیونکہ گزرا ہوا وقت واپس نہیں آتا۔یہاں میں یہ بھی عرض کروں گی کہ صرف تنقید برائے تنقید نہیں ہونی چاہئے۔میں آپ کو یہاں تجویز دوں گی کہ اس مد میں آپ جو 20ہزار روپے مختص کر رہے ہیں اس کی اوّلین ترجیح دیہاتوں میں ہونی چاہئے کیونکہ شہروں میں تو اس رقم سے کچھ نہیں ہو سکتا البتہ دیہاتوں میں ایسی بہت ساری آبادیاں ہیں جہاں لوگ بے روزگار ہیں،نوکریوں کی کمی ہے unemployment ہے۔میری حکومت پنجاب سے humble request ہو گی کہ اس کی ترجیح دیہاتوں کی طرف کریں۔دوسری میری گزارش یہ ہو گی کہ اس کو سیاسی بنیادوں پر نہ کریں ورنہ یہ ان غریب عوام کے دلوں پر چھری،ایک اور کانٹا چلانے کے مترادف ہو گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہمارے ہاں بار بار غربت کا مذاق اڑایا جا رہا ہے،اب ایک ایسا انقلاب آئے گا جس میں ہم حق اور ناحق سب اس سیلاب میں بہہ جائیں گے۔یہ ایک ایسا سیلاب ہے جس کو ہم دیکھ نہیں پا رہے، جس کے متعلق ہم سوچ نہیں رہے، جس کی ہم smell نہیں لے رہے۔آج بھی ہم ائرکنڈیشنوں میں بیٹھے ہوئے ہیں اور شاہی قلم سے ان کی قسمت لکھتے جا رہے ہیں۔میں سمجھتی ہوں کہ جمہوریت عوام کی آواز ہوتی ہے، جب یہ سکیمیں بنتی ہیں،ایوان کے اجلاس بلائے جاتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ اپنی تجاویز دیں اور بجٹ پاس ہو جاتا ہے اس کے کچھ ہی عرصہ بعد وہی سکیمیں revise ہو جاتی ہیں۔یہ عوام کی آواز نہیں ہوتی بلکہ افسر شاہی کی قلم چل رہی ہوتی ہے۔اس کی تقسیم کا ایک طریق کار ہے میں تو اپوزیشن کی نہایت ہی ادنیٰ ممبر ہوں، میرا vision شاید اتنا بڑا نہ ہو،اس کتاب میں ماشاء اللہ بہت ہی قابل احترام قائدین کا vision بیان کیا گیا ہے۔ایک ممبر ہونے کی حیثیت سے، عوام کا نمائندہ ہونے کی حیثیت سے میں اپنا vision دینا چاہوں گی کہ اگر آپ نے عوامی سکیم بنانا ہے تو micro financing طرز کا ایک بنک قائم کیا جائے۔اگر اس کو سیاسی سکیم بنانا ہے تو پھر اس پر ایک بہت بڑی task force بنے گی، بڑے لوگ اس میں شامل ہوں گے،ان کو غریبوں کے مسائل کا سرے

سے پتا ہی نہیں ہو گا

اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ آپ micro financing کریں، micro finance bank قائم کریں اور اس کے ذریعے اس رقم کی تقسیم کریں۔ دوسرا عالمی دنیا میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ خواتین قرض کی واپسی میں بہت زیادہ قابل احترام ہیں اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ اس میں خواتین کو ترجیح دی جائے کیونکہ خواتین کو اگر آپ قرضہ دیں گے تو اس کے results اچھے آئیں گے۔ آپ نے یہ بھی کہا ہے کہ 20ہزار روپے ہم ایک لاکھ لوگوں کو دیں گے، ضرور دیں لیکن خواتین کی ratio کو بڑھائیں اور جب تک آپ اس کو بنگلہ دیش کی طرح re-circle نہیں کریں گے عوام ہمیشہ کشکول پکڑ کر پھرتی رہے گی اور ہم اس کا مذاق اڑاتے رہیں گے جس کا اب وقت گزر چکا ہے۔

جناب سپیکر! اسی طرح بے روزگار سکیم میں پوائنٹ نمبر 2 میں ییلو کیب سکیم کا ذکر کیا گیا ہے۔ میں پھر کہوں گی کہ وقت ایک انتہائی اہم issue ہے، وقت کی ہمیں پہچان کرنی چاہئے، وقت ایک ایسی چیز ہے جو ہمیں سبق سکھاتا ہے اور وقت ہی ہمیں بتاتا ہے لیکن ہم لوگوں کو اُسے سمجھ نہیں آتی کیونکہ ہم عقلِ کل بن چکے ہیں۔ ہم عوام سے کہتے ہیں کہ ہم ایوانوں میں بیٹھے ہوئے ہی عقلِ کل ہیں، ہم سے زیادہ کوئی اچھی پالیسی نہیں بنا سکتا۔ وقت نے یہ ثابت کیا کہ ییلو کیب سکیم پہلے بھی ناکام ہو گئی تھی یہ گزرا ہوا وقت کہہ رہا ہے میں نہیں کہہ رہی۔ نہایت افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ پنجاب حکومت کی لیڈر شپ کے پاس کیا اس سے زیادہ اچھا vision نہیں تھا کہ ہم اپنے پنجاب کے پڑھے لکھے لوگوں کو یہ کہہ رہے ہیں کہ تم ہمارے پاس آؤ اور آکر ٹیکسی ڈرائیور بنو۔ میں انتہائی ادب کے ساتھ پنجاب حکومت سے گزارش کروں گی کہ پنجاب حکومت کا یہ vision نہیں ہے پنجاب حکومت کا vision ہے کہ اپنے لوگوں کو اپنے پاؤں پر کھڑا کیا جائے۔ غریب لوگوں کے دکھوں کا مداوا کرنا، غریب لوگوں کے آنسو پونچھنا ہی vision ہے۔ ییلو کیب سکیم کی جب بھی یہاں پر بات ہوتی ہے، حلال کی روزی کمانے میں کوئی عار نہیں ہونی چاہئے، میں ٹیکسی ڈرائیور کو برا نہیں کہنا چاہتی کیونکہ رزق حلال عین عبادت ہے لیکن وہ ماں جب دیہاتوں سے بچے کو شہر بھیجتی ہے اور وہ یہ کہتی ہے کہ میرا بچہ بابو بن کر آئے گا، میرا بچہ ڈاکٹر بن کر آئے گا، میرا بچہ انجینئر بن کر آئے گا کیا ہم بچوں کو یہ vision دے رہے ہیں، وہ ماں اب کیا کہے گی کہ میرا بچہ جب شہر سے پڑھ کر آئے گا تو وہ ٹیکسی ڈرائیور بن کر آئے گا؟ میری آپ سے انتہائی عاجزی اور انکساری سے یہ گزارش ہے کہ ان بچوں کو اس طرف نہ لگائیں، اسمبلیوں میں جہاں قانون بنائے جاتے ہیں، جہاں آئین کی تشریح ہوتی ہے ان اسمبلیوں کے لئے تو آپ نے گریجویٹ کی شرط ختم کر دی ہے اور ٹیکسی

ڈرائیور کے لئے آپ نے یہ شرط لگادی کہ وہ گریجویشن کریں۔ یہ کہاں کا انصاف ہے؟ یہ دونوں متضاد چیزیں ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں تعلیم کے متعلق بات کروں گی۔ ہم یہاں پر تعلیم کی بات کرتے ہیں، اگر میں یہاں تعلیم کی بات کرتی ہوں تو میں اسے تعلیمی emergency کا نام دوں گی۔ میں آپ کے توسط سے وزیر خزانہ صاحب سے کہوں گی کہ اسے صرف تعلیم نہ کہیں بلکہ اسے تعلیمی ایمر جنسی کا نام دیں وہ اس لئے کہ تعلیم کسی بھی معاشرے کے لئے life line ہوتی ہے۔ معاشرے کا انحصار صرف اور صرف تعلیم پر ہوتا ہے آج ہمارا صوبہ پنجاب تعلیم کے حوالے سے ہنگامی صورت اختیار کر چکا ہے جس سے زندگی کا ہر شعبہ مفلوج ہو کر رہ گیا ہے کروڑوں بچوں کا مستقبل داؤ پر لگا ہوا ہے۔ میں آج اس ایوان میں کھڑے ہو کر اپنے رب سے دعا کرتی ہوں کہ ایسا نہ ہو مگر اب بھی ہم نے تعلیمی ایمر جنسی نافذ نہ کی تو مجھے خدشہ ہے کہ پنجاب تاریکی میں چلا جائے گا کیونکہ اس وقت پنجاب میں 75 فیصد ایسے بچے ہیں جو سکولوں میں نہیں جا رہے۔ میں یہاں پر ایک پاکستانی اور مسلم لیگی ہونے کے ناتے قائداعظم محمد علی جناح کا vision پیش کرنا چاہوں گی۔

جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہوں گی اس قائد کا vision ہے جنہوں نے اس ملک پاکستان کو آزادی دلوائی، جنہوں نے ہمیں پہچان دی، جنہوں نے ہمیں مسلمان ہونے کی پہچان دی کہ آپ کا اپنا خطہ ہے جس میں یہ سبز ہلالی پرچم لہرایا گیا۔ آج میں کسی ایک پارٹی کا vision پیش نہیں کر رہی بلکہ میں قائد کا vision پیش کر رہی ہوں۔ 1947 میں اعلیٰ پاکستان تعلیمی کانفرنس میں قائداعظم محمد علی جناح نے پیغام دیا تھا کہ "اس ریاست کا انحصار بہت حد تک اس بات پر ہوگا کہ اپنے بچوں کو ہم تعلیم کس طرح دیتے ہیں اور ان کو آگے چل کر اس ملک کا خادم بنانے کے لئے" یہ بہت ضروری ہے ہمارے لئے خادم اعلیٰ بہت قابل احترام ہے یہ ان کے لئے ہے اور یہ قائداعظم محمد علی جناح بھی فرماتے ہیں کہ "اس ملک کا خادم بنانے کے لئے ان کی پرورش کس طور پر کرتے ہیں" اس کانفرنس میں یہ بھی طے پا گیا تھا کہ پاکستان کی حکومتیں اپنے بچوں کے لئے مفت تعلیم لازمی قرار دیں۔ میں یہاں پر ایک بہت ہی اہم نکتہ پیش کرنا چاہتی ہوں کہ ہم آئین اور بالادستی کی بات کرتے ہیں، جب ہم آئین کی بات کرتے ہیں تو آئین کے بغیر ملک اور ریاستیں نہیں چلتیں، ہم پر آئین کی بالادستی لازم ہے اور ہم اس چیز کو بہت احترام سے مانتے ہیں اس لئے میں یہاں پر آرٹیکل A 25 کا حوالہ دوں گی وہ یہ کہتا ہے کہ ریاست کا انحصار اس پر ہے کہ آپ اپنے بچوں کو صرف تعلیم دیں اور اس کا انحصار صرف اور صرف تعلیم دینے پر ہے۔ اس میں یہ بڑا

clear لکھا ہے اور اگر آپ چاہیں تو میرے پاس اس کی binding پڑی ہے میں وہ پیش کر دیتی ہوں۔اس میں بڑا clear ہے کہ پانچ سال سے لے کر سولہ سال تک کی عمر کے بچے کو مفت تعلیم فراہم کی جائے گی اور یہ لازمی قرار دے دیا گیا ہے۔اب اٹھارہویں ترمیم میں یہ آئین change ہوا ہے، ہم اٹھارہویں ترمیم کی قدر کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہوں گی چونکہ میں بہت اہم issue پر بات کر رہی ہوں۔ یہاں پاکستان کے وسائل کی بات ہوتی ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ ہمارے پاس وسائل نہیں ہیں، میں آپ کی توجہ دلاؤں گی کہ دنیا میں کم از کم 26 ایسے ممالک ہیں جن میں ہم سے مسائل بھی زیادہ ہیں اور وہاں غربت بھی زیادہ ہے لیکن وہ تعلیم کی شرح میں ہم سے کہیں زیادہ آ گے ہیں جیسے سری لنکا میں سو فیصد شرح خواندگی ہو چکی ہے بنگلہ دیش میں ہم سے دُگنا شرح خواندگی ہو چکی ہے۔اقوام متحدہ کی ایک رپورٹ ہے کہ اگر 2031 تک پنجاب کی آبادی آئین پاکستان کی شق کو پورا کرے گی تب 2031 میں پانچ سے سولہ سال کے بچے مفت تعلیم حاصل کریں گے لیکن اگر ہم نے تعلیم کو ترجیح دی تب۔

جناب سپیکر! میں میانی شہر ضلع سرگودھا سے تعلق رکھتی ہوں۔ مجھے میرے گاؤں سے ایک خط موصول ہوا ہے۔ یہ وہاں کے گرلز پرائمری سکول کی تصویر ہے (سکول کی تصویر ایوان میں دکھاتے ہوئے) اس میں 504 بچیاں پڑھتی ہیں میں تصویریں آپ کو بھیجوں گی اور استدعا ہے کہ آپ اسے ریکارڈ کا حصہ بنائیں۔ یہ خط میں کہتے ہیں کہ میڈم! ہمیں آپ سے انتہائی گزارش ہے کہ میانی گرلز سکول کی تعداد 504 ہے اور اس سکول کا 78-04-12 میں اجراء ہوا تھا مگر آج تک اس سکول کی عمارت نہیں ہے۔اس عرصے میں سکول مختلف جگہوں پر چل رہا ہے اور موجودہ حویلی میں بھی عرصہ دس سال سے چل رہا ہے جس کے دو کمرے اور ایک واش روم ہے۔ میں یہ اپنی کہانی نہیں بتا رہی بلکہ میں یہ ایوان میں رکھ رہی ہوں، اس پر کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہئے، یہ عوام کی بھلائی کے لئے ہے، یہ ان 504 بچیوں کا مسئلہ ہے، یہ وہ بچیاں ہیں جنہوں نے آگے جا کر اپنے کنبے کو سنبھالنا ہوتا ہے، بچیوں کا پڑھنا ہمارے ملک کے لئے بہت ضروری ہے، بچیوں کی عزت کرنا ہمارے لئے بہت ضروری ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اب میں میو ہسپتال لاہور کی بات کروں گی۔ یہ میو ہسپتال کی حالت ہے (میو ہسپتال کی تصویریں دکھاتے ہوئے)، یہ وارڈ کے باہر کی حالت ہے، جہاں پر ہیپاٹائٹس کی بات آتی ہے تو پچھلے بجٹ میں صحت کے لئے 33 کروڑ روپیہ رکھا گیا تھا جبکہ اب اسے کم کر کے 20 کروڑ روپیہ کر

دیا گیا ہے۔سیلاب آیا قدرتی آفات آتی ہیں، آبادی بڑھ رہی ہے لیکن ہم پندرہ فیصد کے حساب سے کٹوتی کر رہے ہیں اور 20 کروڑ روپے میں سے -/20 روپے فی بندہ پڑتا ہے۔میں تو بالکل یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ ایک بندہ -/20 روپے میں ہیپاٹائٹس کا علاج کروائے گا۔یہ کیسے ممکن ہے ؟یہ میانی کا PHR ہسپتال ہے (تصویریں دکھاتے ہوئے) اگر ہیلتھ کا کوئی بندہ بیٹھا ہوا ہے تو یہ دیکھ سکتے ہیں، یہ ڈاکٹر کی ڈینٹل مشین ہے، یہ میانی شہر کے ہسپتال کی ڈینٹل مشین کے اوزار ہیں۔میں آپ سے استدعا کروں گی کہ وہاں بھی عوام رہتی ہے، وہ ہمارے پنجاب کا اثاثہ ہے لہذا اس کا خیال کریں۔اب میں زراعت سے متعلق بات کرنا چاہوں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ wind up کریں۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جی، میں wind up کرتی ہوں۔اب میں زراعت سے متعلق بات کرتی ہوں کہ پنجاب آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا صوبہ ہے اور زراعت کو ریڑھ کی ہڈی کہتے ہیں۔آپ کو بخوبی علم ہے کہ زرعی رقبہ 51 ملین ایکڑ ہے اور 9.05 ملین ایکڑ رقبے کو کاشت کرنے کے قابل بنایا جا سکتا ہے۔جس کے لئے ہم صرف اور صرف 3۔ارب 40 کروڑ روپے رکھ رہے ہیں۔محکمہ زراعت کھربوں روپے کی آمدنی دینے والا ہے لیکن اس کے لئے اتنی کم رقم رکھی گئی ہے اور دوسری طرف ہم لیپ ٹاپ کے لئے 2۔ارب روپے رکھ رہے ہیں۔ہم زراعت کے لئے، کسانوں کے لئے تو 3۔ارب 40 کروڑ روپے رکھ رہے ہیں اور 2۔ارب روپے لیپ ٹاپ کے لئے رکھ رہے ہیں۔کیا یہ اونٹ کے منہ میں زیرہ کے مترادف نہیں ہے ؟ لہذا میری استدعا ہے کہ جو لیپ ٹاپ کا 2۔ارب روپیہ ہے وہ زراعت میں شامل کیا جائے چونکہ یہ ریڑھ کی ہڈی ہے۔

جناب سپیکر! میری کچھ بہنوں اور بھائیوں نے hooting بھی کی ہے اگر کسی کی دل آزاری ہوئی ہے تو میں معافی چاہوں گی لیکن اس ایوان کا نمائندہ ہونے کے ناتے یہ میرا فرض ہے اور میں آئین اور قانون کو دیکھتے ہوئے اس فرض کو نبھاؤں گی۔اس سے مجھے کوئی نہیں روک سکتا۔میں یہ بھی کہوں گی کہ خدارا اب تنقید مت کریں اور جو صحیح چیز ہے اسے سمجھیں اور اسے درست کرنے کی کوشش کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔اب تشریف رکھیں۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! صرف ایک منٹ مزید بات کروں گی۔میں یہ کہوں گی کہ خدارا وفاق اور پنجاب آپس کی ضد کی وجہ سے پنجاب کے آٹھ کروڑ عوام کو نقصان نہ پہنچائیں۔ایسا نہ کہا

جائے کہ اگر وفاق نے یہ نہ کیا تو پنجاب یوں نہیں کرے گا۔ ہم سب نے مل کر اپنے ملک پاکستان کا نام روشن کرنا ہے۔آخر میں شعر کہتے ہوئے اجازت چاہوں گی کہ:۔

ہم ہیں دریا ہمیں ایک ہونا پڑے گا
جس طرف بھی چل پڑے راستہ خود ہی بن جائے گا

پاکستان زندہ باد۔بہت بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔اب میں اشرف سوہنا صاحب کو دعوت خطاب دیتا ہوں۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بجٹ پر اظہار خیال کرنے کا موقع عنایت فرمایا ہے۔بجٹ کی صورت میں اعداد و شمار پیش ہو گئے ہیں، ان اعداد و شمار کے پیچھے کسی سیاسی جماعت، حکومت کی سیاسی will اور سیاسی پروگرام ہوتا ہے۔جب اس پر عملدرآمد ہونے کا وقت آتا ہے تو یہ عملدرآمد کا تناسب اس سیاسی حکومت کا اپنے لوگوں کے ساتھ commitment کا تعین کرتا ہے۔وزیر خزانہ کی بجٹ تقریر میں ایک بڑا خوبصورت اقرار جرم کیا گیا ہے اور میں اس میں سے دو لائنیں آپ کے سامنے پڑھنا چاہوں گا۔

"پاکستان کی تاریخ سیاسی جماعتوں اور ان کے رہنماؤں کی طرف سے غریب عوام کو زندگی کی بنیادی سہولتیں فراہم کرنے کے دعوؤں اور وعدوں سے بھری پڑی ہے۔پاکستان مسلم لیگ (ن) نے روٹی، کپڑا اور مکان کو آج تک سیاسی نعرہ کے طور پر استعمال نہیں کیا لیکن مسلم لیگ (ن) کی قیادت اور اس کی حکومت کو ان بے وسیلہ عوام کے دکھوں اور محرومیوں کا بخوبی اندازہ ہے جن کو اپنے سروں پر ایک چھت بھی میسر نہیں ہے۔بد قسمتی سے پاکستان کی تاریخ کے مختلف ادوار میں ایسے منصوبوں اور پروگراموں کا مقصد ان مراعات یافتہ طبقوں کو فائدہ پہنچانا تھا جن کی چوکھٹ پر زندگی کی نعمتیں پہلے ہی سلام کرتی ہیں"

جناب سپیکر! میں نے اپنے پاس سے کچھ نہیں کہنا۔میں نے پاکستان کی تاریخ کے 25 سال، پانچ دور حکومت، ایک ہی خاندان کی حکمرانی، غریبوں کے لئے آنسوؤں کا دریا، امراء کے خلاف انقلاب کی نوید، کھوکھلے نعرے اور دکھائے جانے والے سنہری خواب ادھورے کے ادھورے رہ جانے کے بارے میں بات کرنی ہے۔یہ کہتے ہیں کہ پاکستان مسلم (ن) نے کبھی روٹی، کپڑے اور مکان کی بات

نہیں کی تو میں آپ کو تاریخ اور پنجاب حکومت کے ریکارڈ سے یہ ثابت کرتا ہوں کہ انہوں نے عوام کو کیا کیا سنہرے خواب دکھائے ہیں۔

جناب سپیکر! میاں محمد نواز شریف صاحب کے پہلے دور حکومت 1987 میں نو جگہوں پر غریبوں اور محنت کشوں کے لئے لیبر کالونیوں کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ بورے والا میں 571 لوگوں کے لئے پلاٹ دینے کا وعدہ کیا گیا جبکہ آج اس لیبر کالونی میں سڑکیں، بجلی چوری، سیوریج اور واٹر سپلائی کے پائپ غائب ہو چکے ہیں۔ اسی طرح 1987 ہی میں کمالیہ میں 731 گھروں کے لئے میاں محمد نواز شریف صاحب نے سنگ بنیاد رکھا۔ وہاں پر بجلی موجود نہیں، ٹرانسفر چوری ہو چکا، سیوریج اور واٹر سپلائی کے پائپ چوری ہو چکے۔ اسی سال جھنگ میں پچاس ایکڑ پر مشتمل لیبر کالونی بنانے کا اعلان کیا گیا اور 1365 لوگوں کو گھر دینے کے سنہرے خواب دکھائے گئے۔ وہاں سے بھی سڑکیں، سیوریج اور واٹر سپلائی پائپ سب کچھ غائب ہو چکا ہے۔ اب آپ اوکاڑہ میں آئیں، 1987 میں میاں نواز شریف صاحب میرے شہر اوکاڑہ میں تشریف لاتے ہیں۔ شہر سے دس کلو میٹر دُور ویرانے میں 24 ایکڑ پر مزدوروں کے لئے لیبر کالونی کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ آج وہاں پر پانی کی ٹینکی غائب اور سیوریج کے پائپ چوری ہو چکے ہیں۔ اب فیصل آباد چلتے ہیں۔ ٹیپو سلطان کالونی، راجہ غضنفر کالونی، حسن شہید کالونی اور محمد بن قاسم کالونی یعنی پانچ سو ایکڑ کے اوپر غریبوں کے لئے ان کالونیوں کا سنگ بنیاد رکھا گیا، پچیس سال ہو چکے لیکن وہاں پر ایک گھر بھی نہیں بن سکا۔ اب میں آپ کو سرگودھا لے کر چلتا ہوں۔ سرگودھا میں اڑتالیس ایکڑ پر غریبوں کے لئے گھر بنانے کا وعدہ کیا گیا، فوٹو کھینچے گئے، اخبارات میں چھپا کہ نوجوان چیف منسٹر پنجاب محنت کشوں سے محبت کرتے ہیں۔ چودہ سو اٹھارہ لوگوں کو خوشخبری سنائی گئی کہ ان کے لئے ورکرز ویلفیئر فنڈ سے گھر بنیں گے۔ وہاں پر چار دیواری غائب اور سڑکوں کی سولنگ کی اینٹیں بھی غائب ہو چکی ہیں۔ اب اس دور حکومت کو دیکھ لیں۔ پرانی شراب نئی بوتل میں بند کر کے آشیانہ ہاؤسنگ سکیم متعارف کرائی گئی ہے۔ میں تاریخ کو گواہ بنا کر اس ایوان کے اندر کہوں گا کہ جب سیاسی قیادت کہتی کچھ اور ہو جبکہ کرتی کچھ اور ہو تو اس طرح شخصیت کا تضاد کبھی نتیجہ خیز نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر! حکومتی بنچوں کی طرف سے کہا جائے گا کہ تین سال تک تم خود لیبر منسٹر رہے ہو اس لئے خود ان باتوں کا جواب دو۔ جی، بالکل میں اس کا جواب دیتا ہوں۔ غریبوں کے لئے آنسو بہانے والے، ایک متحرک اور محنتی چیف منسٹر میرے کہنے اور لکھنے کے باوجود تین سال تک مزدوروں کی وزارت کو وقت نہیں دے سکے۔ میں کہتا ہوں کہ اس چیز کو پنجاب کے وزیر اعلیٰ کے حوالے سے

Guinness Book of World Records میں لکھا جائے کہ ایک ایسا وزیر اعلیٰ بھی ہے جس نے تین سال تک اپنے ایک محکمہ کی briefing ہی نہیں لی۔ ماضی میں غریبوں کے لئے گھر بنانے کا دعویٰ کرنے اور اب آشیانہ سکیم کا اعلان کرنے والوں کو میں بتانا چاہتا ہوں کہ پرانے خوابوں کا حساب دیئے بغیر پنجاب کے لوگوں کو نئے خواب دکھانا مناسب بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں نے وزیر اعلیٰ صاحب سے کہا کہ وفاقی حکومت کی طرف سے میں 3۔ارب روپے لے کر آیا ہوں جن سے ڈیفنس روڈ پر غریبوں کے لئے تیرہ سو گھر بنے ہیں۔ آپ میرے ساتھ تشریف لائیں ہم ان گھروں کی inspection کرتے ہیں۔ میں آپ سے رہنمائی اور وقت مانگتا ہوں کیونکہ آپ کو کام کی quality دکھانی ہے۔ جب وزیر اعلیٰ صاحب کو یہ بتایا گیا کہ اس لیبر کالونی کا سنگ بنیاد سلمان تاثیر صاحب نے رکھا ہے تو پھر تعصب سامنے آیا اور انہوں نے دس کلو میٹر کے اوپر جا کر پنجاب کے محنت کشوں کے لئے بننے والے گھروں کا visit نہیں کیا۔ دکھ اور ظرف کی بات یہ ہے کہ وہاں سلمان تاثیر صاحب کی سنگ بنیاد کی لگی ہوئی تختی بھی کوئی اکھاڑ کر لے گیا ہے۔ میں نے کہا، جناب چیف منسٹر! آپ نے مظفر گڑھ کے سیلاب زدہ علاقہ میں بیسیوں چکر لگائے، میں نے وفاقی حکومت سے 60 کروڑ روپیہ لے کر وہاں پر ایک لیبر کالونی بنائی ہے تو آپ میرے ساتھ چلیں میں وہاں پر جا کر آپ کو غریبوں کے گھر دکھاتا ہوں۔ جب اُن کو یہ بتایا گیا کہ اس کالونی کا سنگ بنیاد چودھری پرویز الٰہی نے رکھا ہے تو میرے چیف منسٹر کو حوصلہ نہیں پڑا کہ اُس پراجیکٹ کی طرف تشریف لے جاتے۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "شیم، شیم" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر! غریبوں کے ساتھ ہمدردی جتلانے کے لئے جب سیاسی قیادت کچھ فیصلے کرتی ہے تو میں آپ کو برصغیر کی تاریخ کا ایک بہت بڑا عمل دکھاتا ہوں اور آپ یہ سن کر خوش ہوں گے کہ ہندوستان میں جب گاندھی کو یہ بتایا گیا کہ اُس کے مذہب کی سب سے چھوٹی ذات کے شودر اپنی بے بسی کی وجہ سے مسلمان ہونا شروع ہو گئے ہیں تو گاندھی نے کہا کہ میں اپنے مذہب کے لوگوں کو مسلمان نہیں ہونے دوں گا۔ گاندھی نے شودروں کے ایک محلے میں جا کر رہائش اختیار کی اور اُن کو بتایا کہ اُن کی قیادت میں سے کوئی شخص تو ایسا ہے جو اُن کے اندر اُن کی طرح رہنا چاہتا ہے۔ پاکستان کی حفاظت کا دعویٰ کرنے والے صرف مسلم لیگ (ن) کے سیاستدانوں سے ہی نہیں بلکہ میں اپنی جماعت کے سیاستدانوں سے بھی کہتا ہوں کہ کوئی ایک سیاستدان تو بڑے بڑے محلات، بڑی بڑی کوٹھیوں اور بڑے

بڑے فارم ہاؤسز سے نکل کر پاکستان کے غریب لوگوں کے اندر آ کر رہنے کا فیصلہ تو کرے اور بتائے کہ اُن جیسا کوئی تو ہے جو اُن کے ساتھ رہنا چاہتا ہے اور اُن کے ساتھ مرنا چاہتا ہے۔

جناب سپیکر! اس حکومتی جماعت کے ماضی سے ثابت ہوتا ہے کہ اس آشیانہ سکیم کی کامیابی کے کوئی chances نہیں ہیں۔ جس طرح پہلے نو شہروں کے اندر پیسا ضائع کیا گیا ہے اِسی طرح ان کا ماضی اور ان کا ریکارڈ، اِن کی commitment اور ان کا vision بتاتا ہے کہ یہ سیاسی نعرہ کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ میں اس بارے میں کچھ نہیں کہتا، میں صرف دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس چیف منسٹر صاحب کو اپنی یہ commitment پوری کرنے کی توفیق دے۔

جناب سپیکر! دانش سکولوں کی طرف آئیے، میں غریبوں کے بچوں کے لئے وفاقی حکومت سے ایک ارب روپیہ لے کر آیا جو آج پنجاب کے خزانہ میں موجود ہے۔ چیف منسٹر کے دفتر میں فائل ایک سال تک پڑی رہی کہ ہمیں طریق کار طے کرنا تھا کہ ہم نے غریبوں کے پچاس لاکھ بچوں کو کیسے facilitate کرنا ہے۔ میں نے چیف منسٹر سے کہا کہ غریبوں اور مزدوروں کے لئے ایک سوشل سکیورٹی میڈیکل کالج بنانا ہے، میں آپ سے پیسا نہیں مانگتا بلکہ آپ سے صرف اجازت اور رہنمائی مانگتا ہوں لیکن مجھے convey کیا گیا کہ اگر تم یہ وعدہ کرو کہ اس میڈیکل کالج کا نام فلاں شخصیت کے نام پر رکھو گے تو صبح ہی اجازت دے دیتے ہیں تو میں نے کہا کہ آپ تو بہت بڑی شخصیت کا نام لے رہے ہو، میں تو کسی عام شخص کے نام پر بھی اس میڈیکل کالج کا نام رکھنے کے لئے تیار ہوں، آپ اجازت تو دیں کہ ہم غریبوں کے بچوں کو مفت میں ڈاکٹر بنا سکیں۔ میں نے وفاقی حکومت سے پیسا لیا اور میں نے کہا کہ بلوچستان سے پانچ سو غریب بچوں کو لاہور میں لا کر پڑھانا ہے، میں نے چیف منسٹر کو سمری بھیجی تو چیف منسٹر صاحب نے اُس کے اوپر لکھا کہ میں اس پروگرام کے لئے خود کوئٹہ جاؤں گا، آج تک خود گئے نہ مجھے جانے دیا۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "شیم، شیم" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر! یہ کہتے ہیں کہ ان کی جماعت نے غریبوں کے issue کو کبھی exploit نہیں کیا اور میں نے تو واقعات سے ثابت کر دیا ہے، میں نے تو پنجاب حکومت کی سمریوں پر چیف منسٹر کے notices سے ثابت کر دیا ہے، میں نے تو اعداد و شمار اور ان کے ریکارڈ سے ثابت کر دیا کہ کون غریبوں کے ساتھ وفادار ہے اور کون وفادار نہیں۔ میں اس ایوان میں کہہ رہا ہوں کہ اس ایوان کے سامنے آپ سے مطالبہ کر رہا ہوں کہ میں ابھی جو بات کہنے لگا ہوں اس پر آپ ایوان کی کمیٹی بنائیں اور اس پر مجھے فیصلہ لے کر دیں کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ چیف منسٹر کا پرنسپل سیکرٹری لیبر منسٹر سے یہ کہے کہ ہم نے

پنجاب کے اندر مزدوروں کے منصوبوں کے لئے وفاقی حکومت سے کوئی گرانٹ نہیں لینی۔ اس سے زیادہ کم ظرفی اور اس سے زیادہ چھوٹا پن اور کیا ہو سکتا ہے؟ خدا کے لئے یہ فیصلہ کریں کہ اب غریبوں کے نام پر سیاست نہیں کرنی اور اب ہم نے غریبوں کو سیاست کے لئے نہیں بیچنا۔

جناب سپیکر! چیف منسٹر صاحب نے جوش خطابت میں بیان دیا کہ کرپشن کے خاتمے کے لئے سرجیکل آپریشن کی ضرورت ہے۔ یہ سرجیکل آپریشن کس نے کرنا ہے؟ یہ سرجیکل آپریشن تو چیف منسٹر نے کرنا ہے اور چیف منسٹر کس سے یہ مطالبہ کر رہے ہیں اور میں کہتا ہوں کہ سیاست میں پھر ایک تضاد آیا کہ اس کرپشن کے خاتمہ کے لئے آپ نے اپنے مالیاتی بجٹ میں تذکرہ ہی نہیں کیا، آپ نے کوئی پروگرام ہی نہیں دیا، آپ نے اس حوالے سے کوئی ذکر ہی نہیں کیا کہ آپ یہ کرپشن کس طریقے سے ختم کرنا چاہتے ہیں؟ کرپشن کو ختم کرنے کے حوالے سے سنجیدگی کا اندازہ کیجئے کہ چار مہینے سے انٹی کرپشن ڈیپارٹمنٹ کا کوئی سربراہ ہی نہیں ہے۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "شیم، شیم" کی نعرہ بازی)

سینئر مشیر تشریف فرما ہیں، میں کہتا ہوں کہ آپ نے ڈی سی او اوکاڑہ کو کیوں بدلا؟ میں کچھ مطالبہ نہیں کرتا، صرف یہ کہتا ہوں کہ آپ نے اُس ڈی سی او کو کرپشن کے الزامات کے تحت بدلا اور میں آپ کو بتاتا ہوں کہ چیف منسٹر صاحب نے اپنے ایک لاڈلے کے کہنے پر اُس کو ڈی سی او اوکاڑہ لگایا تھا۔ اُس ڈی سی او نے چپڑاسی اور پٹواری سے لے کر اوپر تک پیسا لیا اور آپ نے اُس کو بدل کر پھر ایک اچھی جگہ پر لگا دیا تو good governance کدھر ہے اور اس بجٹ کا وجود کدھر ہے؟ میں حکومت سے کہہ رہا ہوں کہ اگر حکومت کے اندر اتنی اخلاقی جرأت ہے تو چیف سیکرٹری پنجاب صرف اتنا کہہ دے کہ ہم نے اُس ڈی سی او کو کرپشن کی وجہ سے نہیں بلکہ انتظامی وجہ سے بدلا ہے تو میرا resignation حاضر ہو جائے گا۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "شیم، شیم" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر! آپ کو یاد ہو گا اور اُس دن آپ ہی یہاں پر تشریف فرما تھے کہ 23- جون 2010 کو آپ نے مجھے گفتگو نہیں کرنے دی تھی، آپ نے کہا تھا کہ وزیر گفتگو نہیں کرے گا لیکن میں نے اُس دن بھی گفتگو کر لی تھی۔ (قہقہے)

میں نے اُس دن چیف منسٹر صاحب کے سامنے دو باتیں عرض کی تھیں کہ بھائی نے روٹی کی خاطر اپنی بہن کو قتل کر دیا تھا اور یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کے وائس چانسلر نے وہاں کے ملازمین کو نوکری سے نکال دیا تھا۔ اس پر چیف منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ میں دو دن کے اندر ایوان میں آکر ان دونوں باتوں کا

جواب دوں گا اور اس موضوع کے اوپر آج تک اُن کے دو دن نہیں ہوئے۔ آپ تماشا دیکھیں کہ میں نے جس وائس چانسلر کو چارج شیٹ کیا تھا، آپ نے رولز کے اندر تبدیلی کر کے سپریم کورٹ کے فیصلے کی روح کے خلاف اُس وائس چانسلر کو چار سال کے لئے permanent کر دیا۔ ریکارڈ یہ کہتا ہے، ٹی وی چینل بتا بتا کر تھک گئے ہیں اور اخبارات لکھ لکھ کر تھک گئے ہیں کہ اُس وائس چانسلر نے اپنے بیٹے، جس کی حاضریاں بھی پوری نہیں تھیں اور جس نے امتحانات بھی پاس نہیں کئے تھے کو انہوں نے ایم بی ایس کی ڈگری جاری کر دی۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "شیم، شیم" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر! میں اشاروں کنایوں میں باتیں نہیں کر رہا، میں کسی خوف کے زیر اثر تذکرہ نہیں کر رہا بلکہ میں تو سیدھی سیدھی باتیں کر رہا ہوں اور سیدھا سیدھا بتا رہا ہوں کہ چیف سیکرٹری صرف دیانتداری سے یہ کہہ دے کہ انہوں نے ڈی سی (اوکاڑہ) کو کرپشن کے الزامات کی وجہ سے نہیں بدلا تو میں استعفیٰ دے دوں گا۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ کوئی اخلاقی جرأت تو پیدا کرے۔ آپ جب ڈاکٹروں کو ڈگریاں دینے والے شخص کو اتنی بڑی بددیانتی کے بعد بھی وائس چانسلر لگاتے ہیں تو کرپشن کا سرجیکل آپریشن کس نے کرنا ہے؟ اس یونیورسٹی کے بورڈ آف گورنرز کے چیئرمین اور اس اسمبلی میں پیش کئے گئے بجٹ کے روح رواں میں ان کا نام نہیں لیتا، آپ نے ان سے غریبوں کا غریب نواز بجٹ بنوایا جنہوں نے پاکستان کے اندر اپنے بیٹے کی شادی کرنا بھی پسند نہ کی تھی، اس شخص نے جو پنجاب کے غریبوں کے کے لئے بجٹ بنانے والا شخص ہے، اس نے دبئی کے اندر ایک ایسے ہوٹل میں اپنے بیٹے کا ولیمہ کیا جہاں 16 لاکھ ڈالر ایک گھنٹے کے چارج کئے جاتے ہیں۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے اسحاق ڈار، اسحاق ڈار کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر! میں یہ باتیں چیئرنگ کراس پر نہیں کر رہا بلکہ اسمبلی کے اندر ذمہ داری سے کر رہا ہوں۔ اگر یہ بجٹ اس شخص نے تیار نہ کیا ہوتا تو یقین کریں میرا ظرف مجھے اجازت نہ دیتا کہ میں اس بات کا تذکرہ یہاں کرتا۔ میں بجٹ بنانے والے اور بجٹ کے درمیان صرف ایک مماثلت اور تعلق پیدا کر رہا ہوں۔ میں ادب سے عرض کروں گا اور کابینہ کے دوست اس بات کے گواہ ہیں۔ میں نے وزیر اعلیٰ صاحب سے کہا کہ آپ جب تک پنجاب کے اندر معاشی انصاف قائم نہیں کریں گے تو آپ پنجاب کے اندر محفوظ ہیں، میں محفوظ ہوں اور نہ میری اور آپ کی اولاد محفوظ ہے۔ وہ مجھے کہنے لگے کہ کیا کرنا چاہئے تو میں نے کہا کہ جناب وزیر اعلیٰ میں آپ کی ایک منت کرتا ہوں کہ پنجاب کے اندر معاشی انصاف قائم

کرنے کے لئے پنجاب میں چار کروڑ کام کرنے والے مزدوروں کو تنخواہ صرف بذریعہ چیک دلوا دیں۔ پنجاب حکومت نے کم از کم سات ہزار روپے تنخواہ کا جو نوٹیفکیشن جاری کیا ہے اس پر عملدرآمد کے لئے بذریعہ چیک مزدوروں کو تنخواہ دے دیں تو میں یقین سے کہتا ہوں کہ پنجاب کے اندر نصف غربت صرف لیبر قوانین کے اوپر عملدرآمد کرنے سے ختم ہو جائے گی۔ لیبر قوانین پر عملدرآمد اس پنجاب میں نہیں ہونا اس لئے کہ یہ دو متصادم طبقات ہیں اور ہم حکمران لوگ غریبوں کے مدمقابل طبقے سے تعلق رکھتے ہیں جس نے مجھے ہمیشہ منتخب کیا ہے۔ میں صرف یہ کہتا ہوں کہ اس بجٹ کو پیپلز پارٹی نے یقیناً support کرنے کا فیصلہ کیا ہے لیکن میں اسمبلی کے لوگوں سے مدد مانگتا ہوں، میں ممبران اسمبلی سے گزارش کرتا ہوں اور میں وزیر خزانہ کی منت کرتا ہوں کہ آخر اس میں کیا حرج ہے کہ یہ اسمبلی فیصلہ کرے کہ کسی مزدور کو سات ہزار روپے سے کم تنخواہ نہیں دی جائے گی اور ہر مزدور کو بذریعہ چیک تنخواہ دی جائے گی۔ میری یہی گزارش اور تجویز ہے کہ یہ حکومت ہماری ایک بات تو مانے، جو غریبوں کے حق میں آنسو بہاتے ہوئے نہیں تھکتے اور جو اشرافیہ کے خلاف انقلاب آنے کی نوید سنا رہے ہیں وہ خدا کے لئے کم از کم ایک جگہ پر تو support کریں۔

میں آخر میں صرف ایک شعر سنا کر اجازت لوں گا۔ شعر یہ ہے کہ

جس دیس کے کُوچے کُوچے میں افلاس آوارہ پھرتا ہو
دھرتی بُھوک اُگلتی ہو دُکھ فلک سے گرتا ہو
جہاں ننگے بُھوکے بچے آہوں پہ پالے جاتے ہوں
سچائی کے مجرم زنداں میں ڈالے جاتے ہوں
برسوں سے یہ مٹی اپنے اُوپر یہ ظلم سہتی ہے
پھر بھی اپنے دیس کے رہنے والوں کو
زندہ ہے بھٹو زندہ ہے بی بی کہتی ہے

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی، علی اصغر منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریمo اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo جناب سپیکر! شکریہ۔ آج اس حکومت کے چوتھے بجٹ کو پیش کرنے پر میں وزیر خزانہ جناب کامران مائیکل صاحب، اپنے صوبے کے قائد ایوان عزت مآب وزیر اعلیٰ پنجاب

میاں محمد شہباز شریف صاحب، محکمہ خزانہ اور محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کے عملہ ،اپنی پارٹی کے زعماء دانشوروں اور ممبران صوبائی اسمبلی تمام کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ اس نفسا نفسی اور بھوک ننگ کے عالم میں جس وقت وفاقی حکومت نے پیداواری اخراجات کی items میری مراد سوئی گیس، بجلی، پٹرول اور چینی کی قیمتوں کو زمین سے آسمان تک پہنچادیا اس کے علاوہ لوٹ مار اور ڈکیتی کا وہ بازار گرم کیا کہ آج بڑے سے بڑے ڈاکو کی روح بھی کانپ رہی ہے۔ وہ بھی شرم سے مرے جارہا ہے کہ جس طرح production items کی قیمتوں میں 200 فیصد اضافہ کیا گیا اب یہ وہی لوگ ہیں جو مشرف کے ساتھی ہیں جنھوں نے اُس آمر کو گارڈ آف آنر دے کر اس ملک سے رخصت کیا اور آج یہی لوگ اس پر objection کر رہے ہیں۔ اس پر کسی دانشور نے کیا خوب کہا تھا کہ

"چھج تاں بولے گا پر چھانی کیہہ بولے گی جینہوں آپ چھتّی سو چھید"

جناب سپیکر! آج وہی مشرفی ٹولہ اکٹھا ہو گیا ہے۔ آج آئین توڑنے والے، مشرف کو گارڈ آف آنر دینے والے، ججوں کو معزول کرنے والے۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران (ق) لیگ کی طرف سے
"ضیاء الحق کا ٹولہ، ضیاء الحق کی پیداوار" کی آوازیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: .Order in the House پلیز ذرا حوصلے سے سنیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آج وہی لوگ جنھوں نے اس ملک کو اغیار کے ہاتھوں گروی رکھ دیا ہے یہ آج کس منہ سے اس ملک کے عوام کی بات کرتے ہیں؟ آج میں وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں جو مشرف کے ٹولے کی لوٹ مار کی اُس لہر کے درمیان ایک شمع لے کر وزیراعلیٰ پنجاب کی سربراہی میں پنجاب میں نکلا ہے۔ آج جب غریبوں کی فلاح و بہبود کی بات کی جاتی ہے تو اِن لوگوں کے پیٹ میں دَرد اور مروڑ کیوں اٹھتے ہیں؟

(اس مرحلہ پر معزز ممبران (ق) لیگ کی طرف سے "ضیاء الحق کی پیداوار" کی آوازیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: Order in the House. This is no way! ایک معزز ممبر بات کر رہے ہیں لہذا آپ سننے کا حوصلہ بھی رکھیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں بڑے ادب سے عرض کروں گا کہ یہ وہی لوگ ہیں جو ایوان کے انہی بنچوں پر چڑھ کر etiquettes کے خلاف غیر اخلاقی طور پر یہاں پر بھنگڑے ڈالا کرتے تھے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ بجٹ کے points پر بات کریں۔ یہ گیارہ سال ضیاء کے ساتھ رہے ہیں۔

چوہدری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ آج کس procedure کی بات کرتے ہیں؟ آج جب میرا قائد غریبوں کے لئے آشیانہ ہاؤسنگ سوسائٹی کا اعلان کرتا ہے تو ان لوگوں کو پتا نہیں مالیخولیا کیوں ہو جاتا ہے؟ جب غریب کی اصلاح کی بات ہوتی ہے تو یہ لٹیرے، پنجاب بنک کے ڈاکو، جاگیر دار، سرمایہ دار اور وہ ٹولہ جس نے دس سال کبھی پیٹریاٹ کی شکل میں اور کبھی (ق) لیگ کی شکل میں مشرف کا وردی میں ساتھ دیا۔ آج میں وحدہ لاشریک کی قسم کھا کر، مدینہ شریف والی ذات کی قسم کھا کر اور حلفاً یہ بات کہتا ہوں کہ میرا قائد دانش سکول اس لئے بناتا ہے کہ یتیموں اور مساکین کے بچوں کو وہاں پر تعلیم دی جائے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران (ق) لیگ کی طرف سے "جھوٹ، جھوٹ" کی آوازیں)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! آپ کی جگہ پر ضیاء الحق کو بٹھایا گیا تھا۔

چوہدری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ یقین کریں کہ میں چشتیاں ہائی سکول کے افتتاح پر موجود تھا۔ خدا کی قسم میں نے اپنے قائد کو ایک بے سہارا، یتیم اور مسکین جس کے والدین فوت ہو چکے ہیں اُس کی documentary کو دیکھتے ہوئے روتے ہوئے دیکھا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: بے سہاروں کا تو آپ لوگوں نے راستہ ہی بند کر دیا ہے۔

چوہدری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا قائد غریبوں کے لئے 6 ہزار ماہانہ آمدنی والے والدین کے یتیم اور بے سہارا بچوں کے لئے جب اربوں روپے کے خزانے کے پنجاب کی غریب عوام کے لئے منہ کھول دیتا ہے تو اِن لوگوں کے پیٹ میں درد اٹھتا ہے کیونکہ یہ لوگ وڈیرے، جاگیر دار، سرمایہ دار اور ایلیٹ کلاس ہیں لیکن میرا قائد وہ قائد ہے جو مزدوروں کی بات کرتا ہے مگر جاگیر داروں کی بات نہیں کرتا۔ میرا قائد وہ قائد ہے جو آئین، دانش سکول اور آشیانہ ہاؤسنگ سوسائٹی کی بات کرتا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! یہ بجٹ پر بات کریں۔

چوہدری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا قائد پنجاب کی سیلاب میں گھری ہوئی دکھی عوام بلکہ پاکستانی عوام کی بات کرتا ہے۔ میں دعوے سے عرض کروں گا کہ جیسے آپ بھی وزیر اعلیٰ پنجاب اور میاں نواز شریف صاحب کے حکم پر سندھ کے دورے پر گئے تھے اور میں نے بھی قائد کے حکم پر

امدادی سامان لے کر اپنا گھر بار چھوڑ کر دادو کے غریب آدمیوں کے ساتھ عید منائی تھی کیونکہ یہ میرے قائد کا vision تھا، میرے قائد کا حکم تھا اور مسلم لیگ (ن) کا پروگرام تھا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

سیدہ ماجدہ زیدی: وہ فراڈ کی بات بھی کرتا ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران (ق) لیگ کی طرف سے

"ضیاء الحق کا ٹولہ، ضیاء الحق کی پیداوار" کی آوازیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: منڈا صاحب! ذرا ایک منٹ تشریف رکھیں۔ میری قائد حزب اختلاف سے گزارش ہے کہ جب اپوزیشن بنچوں کی طرف سے تقریر ہوتی ہے تو Chair کا کام ہے جیسے ہم اِدھر سے کنٹرول کرتے ہیں۔ ہر ایک کا اپنا اپنا نقطہ نظر ہے جس نے اسے پیش کرنا ہے۔ جب آپ کی باری آئے گی تو اُس پر جواب دے دیں but this is very bad اور کسی ممبر کے بارے میں personal comments pass کرنا decorum of the House کے خلاف ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوگا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ بھی اِن کو سمجھائیں کہ یہ بجٹ پر بات کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بھی بیٹھ جائیں۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ ہمارے لیڈروں کے نام لے کر بات کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں، میری بات سنیں۔ آپ یہاں پر ریکارڈ نکال لیں، سب نے اس طرح بات کی ہے لہذا اب اس طرح کی بات نہ کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ personal ہو رہے ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! ہم اِن کو بات نہیں کرنے دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ ٹائم تقریر میں count نہیں ہے کیونکہ یہ علیحدہ سے ٹائم ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: یہ ہمارے لیڈر کا نام لے کر کیوں بات کر رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنی تقریر نکال لیں آپ نے خود نام لئے ہوئے ہیں۔ پلیز ذرا سننے کا حوصلہ رکھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: اِس نے ہماری پارٹی کا نام لیا ہے۔ ہم واک آؤٹ کر جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: حوصلہ کریں اور اُن کے نقطہ نظر کو سنیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! ہم انہیں نہیں بولنے دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔Kindly ایوان کے اندر کوئی ممبر dictate نہ کرے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: یہ ہماری پارٹی کا نام لے رہا ہے لہذا ہم ایوان نہیں چلنے دیں گے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، راجہ صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں اپنے اپوزیشن کے معزز ممبران سے گزارش کروں گا کہ چودھری ظہیر صاحب اور میں نے بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں وعدہ کیا تھا کہ آپ جس طرح مرضی ہم پر تنقید کریں اور ہم آپ پر تنقید کریں لیکن سب کو موقع ملنا چاہئے۔ میں اپنی اپوزیشن کی معزز ممبران سے یہ کہوں گا کہ تنقید برائے اصلاح ہونی چاہئے۔ میٹنگ میں یہ بھی طے پایا تھا کہ کسی بھی قیادت کا ذکر ہو گا نہ اُن کے خلاف بات ہو گی۔ منڈا صاحب بجٹ پر ضرور بات کریں لیکن یہ قیادت کا نام لیں اور نہ اُن کا ذکر کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب! پہلی بات یہ ہے کہ آج جب اشرف سوہنا صاحب اور زوبیہ رباب صاحبہ تقریر کر رہی تھیں تو مجھے چٹیں آئیں کہ قیادت کا نام لیا جا رہا ہے اور قیادت پر بات بھی ہو رہی ہے جس پر میں نے اُن کو منع کیا کہ یہاں سب کا اپنا ایک نقطہ نظر ہے اور اسمبلی ہی ایک ایسا forum ہے جس پر ہمیں حوصلے کے ساتھ بات کرنی بھی چاہئے اور سننی بھی چاہئے۔ اگر کسی قیادت کا نام لیا گیا ہے تو اُس پر میں ابھی کارروائی کروں گا اور اگر قیادت کا نام نہیں لیا گیا بلکہ پارٹی کا نام لیا گیا ہے تو اُس پر کوئی کارروائی نہیں ہو گی کیونکہ یہ already decision ہو چکا ہے کہ پارٹی کے نام اور policies پر بات ہو سکتی ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، گوندل صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! منڈا صاحب کی تقریر میں کچھ الفاظ غیر پارلیمانی تھے مثلاً یہ "بی کلاس اور دو نمبر وغیرہ" تو اس طرح کے الفاظ کارروائی سے حذف کرائے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ میں اسے چیک کر لیتا ہوں۔ سیکرٹری صاحب! اگر اس میں کوئی بھی ایسا لفظ ہو تو اسے حذف کیا جائے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! وقفہ ہوا ہے تو میں نے ایک بہت ضروری بات کرنی ہے کہ ہماری معزز ممبر عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ نے مجھے ابھی بتایا کہ وہ ٹی وی کے دو تین پروگراموں میں گئی ہیں جہاں رانا ثناء اللہ صاحب اور بابر اعوان صاحب کے issue کے حوالے سے بات کی ہے۔ وہ کہہ رہی ہیں کہ انہیں کسی اخباری نمائندے کے ذریعے رانا ثناء اللہ صاحب نے دھمکیاں دی ہیں کہ میں "آپ کو اس کا سبق سکھاؤں گا اور اس طرح کی بات کی ہے"۔ (شیم، شیم)

جناب سپیکر! سردار ذوالفقار کھوسہ صاحب یہاں پر تشریف رکھتے ہیں تو وہ اس بارے میں کچھ وضاحت کر دیں یا پھر اس حوالے سے کوئی کمیٹی بنا دیں کیونکہ یہ بڑا حساس معاملہ ہے۔ پہلے قتل کی بات ہوئی اور اب اس طرح کی دھمکیاں دینی شروع کر دی گئی ہیں تو ہم اس کی مذمت کرتے ہیں اور آپ سے امید بھی کرتے ہیں کہ اسے seriously لیتے ہوئے اس پر کمیٹی بنائیں تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو کیونکہ ہم اس طرح کی دھمکیوں سے ڈرنے والے ہیں اور نہ ہم اس طرح پیچھے ہٹیں گے۔ آپ کے فیصلے کی ضرورت ہے اور مہربانی کر کے اس پر action لیں اور اپنی ruling دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ سے یہ کہوں گا کہ رانا ثناء اللہ صاحب ادھر ہی موجود ہیں۔ انہیں ایوان میں آنے دیں تو وہ خود ہی جواب دیں گے۔ جی، منڈا صاحب!

چوہدری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ میرے فاضل دوست نے ایک cross question put کیا ہے جس کا میرے پاس بہت ہی خوب صورت جواب ہے لیکن میں میاں محمد نواز شریف صاحب کا ورکر

ہوں اور میاں محمد شہباز شریف صاحب کی حکومت میں ایک نمائندہ ہوں لہذا مجھے صرف ایک بات سکھائی اور بتائی گئی ہے کہ کبھی بھی اخلاق کا دامن نہیں چھوڑنا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! الحمد للہ تعلیم کی کمی نہیں ہے تو میرے نہایت قابل احترام قائد حزب اختلاف تشریف رکھتے ہیں، باقی بھی میرے لئے قابل احترام ہیں تو انہیں بتانا چاہتا ہوں کہ میں نے اب تک اپنی پوری گزارشات میں کسی کا نام لے کر اسے حرف تنقید نہیں بنایا اور یہ میرا پارلیمانی حق ہے کہ جو لوگ ساڑھے تین سال تک ہمارے ساتھ اقتدار میں مزے لوٹتے رہے وہ آج تک سرکاری گاڑیاں اور گھر استعمال کر رہے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منڈا صاحب! Chair کی طرف منہ کر کے بات کریں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): میں اپنی پارٹی کی طرف اس لئے منہ کر رہا ہوں کہ یہ decorum کے خلاف بات ہے لیکن کیا کروں کہ میرے معزز دوست میری ہر بات پر ناراض ہوتے ہیں۔ پتا نہیں یہ کیوں دکھی ہو جاتے ہیں اس کی مجھے سمجھ نہیں آئی؟ آج یہ فوڈ سپورٹ سکیم پر تنقید کرتے ہیں تو مجھے یہ بتا دیں کہ کون سا ہمارا معزز ساتھی ہے جس نے فوڈ سپورٹ پروگرام کے فارم نہیں لئے تھے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "میں نے نہیں لئے" کی آوازیں)

جناب سپیکر! یہ کورا جھوٹ ہے اور اسی طرح کا جھوٹ ہے جس طرح رینٹل پاورز کا جھوٹ ہے، یہ اسی طرح کا جھوٹ ہے جس طرح حج سیکنڈل میں ایک وفاقی وزیر نے تراویح، نماز اور نوافل پڑھے اور آج وہ اللہ کے فضل و کرم سے "زیارتیں" کر رہا ہے۔ آج دیکھیں یہ وہ دوست ہیں جنہوں نے حاجیوں کو بھی نہیں بخشا، جنہوں نے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں کے غلاموں کو بھی نہیں بخشا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے پی آئی اے، سٹیل مل، این آئی سی ایل، پنجاب بنک اور پتا نہیں کون کون سا پاکستان کا محکمہ ہے جس میں اندھیر نگری نہیں مچائی۔ میں ایک ایک محکمہ کے ایک ایک سیکنڈل کو with documentary ثابت کر سکتا ہوں۔ یہ اگر ایک بھی سیکنڈل یا الزام ہمارے قائد، ہمارے قائد کی قیادت اور میرے قائد کی حکومت پر سامنے لے آئیں تو میں اس اسمبلی سے resign دے دوں گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں وہی بات کروں گا کہ آج اگر میرا قائد پنجاب کے پڑھے لکھے بے روزگار نوجوانوں سے پستول اور کلاشنکوف واپس لے کر انہیں ایک باعزت روزگار دینا چاہتا ہے اور اگر ویٹرنری و زرعی گریجویٹ اور انجینئر کو مفت زمینیں اور بلا سود قرض دیتا ہے تو میرے ان ساتھیوں کو پتا نہیں کیا problem ہوتی ہے، انہیں کیا مالیخولیا ہو جاتا ہے؟ یہ ہمارے دوست کہتے ہیں کہ سیلاب کے دنوں میں وزیر اعلیٰ صاحب موٹر سائیکل، گاڑیوں اور پتا نہیں کن کن چیزوں پر سوار ہو کر ان علاقوں میں گھومتے تھے تو میں کہتا ہوں کہ آپ کو یہ بھی توفیق نہیں ہوئی اور آپ نے اے سی والے کمرے چھوڑے اور نہ اپنے خاندان اور بیوی بچے اور اپنے عشرت کدے چھوڑے۔ خدا کی قسم میرے قائد آٹھ، آٹھ دن اپنا گھر بار چھوڑ کر اپنے بچے اور اپنا آرام دہ بستر چھوڑ کر سیلاب کے مصیبت زدہ علاقوں میں دکھی عوام کی خدمت کرتے تھے، ان کی پوری ٹیم، ممبران صوبائی اسمبلی و قومی اسمبلی اور ان کے ورکرز جس میں ہمارے سینئر مشیر سردار ذوالفقار کھوسہ صاحب بھی دکھی عوام کی دن رات خدمت کرتے رہے ہیں۔ آج انہیں جنوبی پنجاب کا بھی مالیخولیا ہو گیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ بات وقت ثابت کرے گا کہ سیلاب کے دنوں میں کس نے دکھی انسانیت کی خدمت کی اور کس نے سیاست کی، کس نے غریبوں کے ساتھ مذاق کیا اور کن کے جھوٹے اور جعلی لیڈروں نے جعلی کیمپ لگائے؟ آج میرے قائد جنوبی پنجاب میں ان کی آبادی سے زیادہ ان کے لئے بجٹ مختص کرتے ہیں تو یہ لوگ اس دکھ سے بے ہوش ہو جاتے ہیں اور ان لوگوں کی عقل کام چھوڑ دیتی ہے۔ میں اپنی speech کو wind up کرتے ہوئے اپنی آخری گزارشات کروں گا کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے وفاقی محکموں کے ہر wing اور ہر شعبے میں لوٹ مار مچا رکھی ہے اور کرپشن کا وہ بازار گرم کیا ہوا ہے کہ جو بچ گیا تھا اس میں آج مشرف کی باقیات بھی شامل ہو گئی ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے مشرف کو وردی میں دس بار صدر منتخب کرنے کے لئے انہی بنچوں پر بیٹھ کر وعدہ کیا تھا تو آج یہ کس منہ سے آئین کی بات کرتے ہیں اور پنجاب کے عوام کی فلاح و بہبود کی بات کرتے ہیں؟ پورے پاکستان کے عوام گواہ ہیں کہ کون شخص ایک ہی سوٹ اور ایک ہی چپل میں گزارہ کرتا ہے اور کون شخص سو سو سوٹ جس کی قیمت لاکھوں روپے میں ہے، وہ کون ہے اس کی فیملی کیا کرتی ہے، اس کے بیٹے کیا کرتے ہیں اور اس کے بھائی کیا کرتے ہیں؟ آج پورا میڈیا، پورے پنجاب کی عوام بلکہ پاکستانی عوام یہ دیکھ رہی ہے کہ کس نے پنجاب، پاکستان کی عوام کے ساتھ پیار کیا اور کس نے ملکی وسائل کو دونوں ہاتھوں سے لوٹا ہے؟ چند دن پہلے پچھلے اجلاسوں میں انہوں نے جس طرح سے واٹر فلٹر پلانٹ میں لوٹ مار کی اور ٹھیکوں کے نام

پر مشرف کے دونوں ساتھیوں نے لوٹ مار کا وہ بازار گرم کیا کہ آج بڑے سے بڑا ڈاکو بھی شرم سے ڈوبنے کے لئے جگہ تلاش کر رہا ہے۔

جناب سپیکر! میں آخری بات کر کے اجازت لوں گا کہ پورے پاکستان کی عوام اس بات سے باخبر ہے کہ پٹرول کی قیمتیں کون بڑھاتا ہے، کون اس پر کمیشن لیتا ہے، چینی کی قیمتیں کون بڑھاتا ہے، سی این جی گیس کی بندش کون کرتا ہے اور سی این جی کی لوڈشیڈنگ کون کرتا ہے؟ میں پنجاب کی عوام کے لئے ایک message دے کر جا رہا ہوں کہ جب پٹرول، سوئی گیس، بجلی، چینی اور کھاد مہنگی کر دی جائے گی تو بھلا کس طرح قیمتیں کنٹرول ہوں گی؟ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے غریبوں کے منہ سے نوالہ بھی چھین لیا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ہمارے ساتھ اقتدار کا مزہ لوٹتے رہے، لیبر کالونیوں میں جا کر چیک تقسیم کرتے رہے اور پانی چوری کرواتے رہے۔ آج یہ کس منہ سے ایسی باتیں کرتے ہیں؟ اس موقع پر میں ایک شعر کہہ کر اجازت لوں گا اور یہ شعر ان کے لئے لمحہ فکریہ ہوگا۔

جن کے لئے ہم رک رک کر چلے
آج وہی لوگ ہمیں آبلہ پا کہتے ہیں

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ ملک محمد وارث کلو!

ملک محمد وارث کلو: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! آج بجٹ پر تقریر کرتے ہوئے میں عرض کروں گا کیونکہ جوشیلی تقریریں جو پہلے اُدھر سے شروع ہوئیں اور اِدھر سے بھی کافی ہو گئی ہیں اس لئے میں تھوڑا آرام سے یہ عرض کرنا چاہوں گا۔ بجٹ آمدن اور اخراجات کا ایک تخمینہ ہوتا ہے۔ ایک گھر کا سربراہ بھی اپنے گھر کا بجٹ بناتا ہے۔ وہ جب اپنے مہینے اور سال کا بجٹ بناتا ہے۔۔۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! پوائنٹ آف آرڈر کی اجازت نہیں ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں نے صرف یہ بات کرنی ہے کہ کلو صاحب ماشاء اللہ بڑی اچھی تقریر کرتے ہیں مگر ان کا قد ذرا بڑا ہے اور مائیک چھوٹا ہے اس لئے وہ رانا ثناء اللہ صاحب کے مائیک پر آ جائیں تو بہتر ہے تا کہ ہم سن سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کی آواز تھوڑی دیر میں ٹھیک ہو جائے گی، آپ بے فکر رہیں۔ جی، کلو صاحب!

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! اس سلسلہ میں ایک سربراہ کا فرض ہوتا ہے اور وہ دیکھتا ہے کہ میرے گھر کے کیا حالات ہیں۔ جب اس نے بجٹ بنانا ہے تو وہ اپنی پوری آمدن، اخراجات، گھر کے افراد جو بیماری میں ہوتے ہیں، جن کے تعلیمی اخراجات ہوتے ہیں اور جو بھی وہ سال یا مہینے میں دیکھتا ہے تو اس کے حساب سے اپنا بجٹ بناتا ہے۔ جب ملکوں اور صوبوں کا بجٹ بنانا ہو تو ظاہر ہے کہ جو معروضی حالات ہیں ان کو دیکھنا، جو محدود وسائل ہیں ان کو دیکھنا اور پھر ان تمام چیزوں کو دیکھنے کے بعد بجٹ بنانا پڑتا ہے۔ یعنی ہماری آمدن کیا ہے، اخراجات کیا ہیں اور ہمارے حالات کیا ہیں؟ اب میں بغیر کسی تنقید کے جو میں سمجھتا ہوں وہ بیان کروں گا کہ ہمارا ملک اس وقت انتہائی مصیبتوں میں گھرا ہوا ہے۔ اس میں سب سے بڑی مصیبت دہشت گردی کی جنگ ہے اور یہ اغیار کی جنگ ہمارے اوپر تھوپ دی گئی ہے۔ ہمارا پورا ملک آٹھ نو سال سے اس جنگ کی لپیٹ میں ہے جس نے ہماری معیشت کو مکمل طور پر تباہ کر دیا ہے اور ہماری sovereignty بھی خطرے میں ڈال دی ہے۔ اسی طرح میں اپنے تہہ دل سے یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت ملک میں جو کرپشن کا گراف اپنی height پر ہے وہ repeat کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اسی طرح غربت اور بے روزگاری کی یہ حالت ہے، ہمارے ملک کا جو latest survey آیا ہے اس کے مطابق 42 فیصد لوگ غربت کی لکیر سے نیچے زندہ رہ رہے ہیں۔ میں یہ بتانا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اس 42 فیصد میں سے پنجاب 55 فیصد سے بھی اوپر ہے۔ پنجاب میں غربت سب سے زیادہ ہے۔ بلوچستان، سندھ اور سرحد کی نسبت پنجاب میں غربت سب سے زیادہ ہے۔ بیرونی قرضوں کا یہ حال ہے کہ یہ قرضے 55۔ارب ڈالر سے تجاوز کر گئے ہیں اور ان کے سود کی قسط بھی ہم مزید قرضے لے کر ادا کرتے ہیں۔ ہمیں ایک لت سی پڑ گئی ہے اور ہمیں نشہ ہو گیا ہے کہ ہم اس قرضے کے بغیر رہ نہیں سکتے۔ حالت یہ ہے کہ جب وہ ہمیں قرضہ دیتے ہیں تو اپنی شرطیں منواتے ہیں اور وہ شرائط مان کر، چاہے وہ کیری لوگر بل کا 1.5۔ارب ڈالر ہو یا کوئی اور ہو ہم وہ کرتے ہیں۔ اب اس vicious circle میں جو اس وقت چل پڑا ہے، مزید قرضے لے کر یہ پورا بوجھ غریب پر لاد دیا جاتا ہے اور ان قرضوں کے ثمرات غریب تک نہیں پہنچتے۔ وہ ایلیٹ کلاس کی عیاشیوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں مگر غریب تک نہیں پہنچتے۔ اس سلسلہ میں آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک نے USA کے ساتھ مل کر ہمیں ایک شکنجے میں جکڑ رکھا ہے۔ ہم اس ہیروئن پینے والے کی طرح سے ہو گئے ہیں کہ جب اس کا نشہ ٹوٹتا ہے تو چاہے اس کی ماں ہو، چاہے اس کی بہن ہو، چاہے اس کے بچے ہوں وہ سارے فروخت کرنے کے لئے رکھ دیتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ

مجھے ایک پُڑی چاہئے۔ اب ایک کیری لوگر بل ہم نے لینا ہوتا ہے تو کانگرس کا ایک ممبر بلکہ پوراUSA ہم سے اپنی شرائط منواتا ہے اور ہم مانتے چلے جاتے ہیں لیکن اس سارےprocess کا فائدہ غریب تک نہیں پہنچتا۔

جناب سپیکر! اب ہمارے ملک میں یہ سلسلہ ہے کہ بجلی، گیس اور تیل وغیرہ کی قیمتیں بڑھانے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ یہ ڈائریکٹ ٹیکسیشن ہے، جب یہ ٹیکسیشن کی جاتی ہے تو اس ٹیکسیشن سے پورے ملک کے غریب عوام متاثر ہوتے ہیں۔ اگر بے چارے پہلے سے بد حال ہیں تو بد سے بد تر حالت میں چلے جاتے ہیں۔ ہمارے ملک میںmismanagement کی انتہا ہو گئی ہے کیونکہ میں کوئی ایسی بات نہیں کر رہا آپ دیکھتے ہیں کہ اس وقت ملک میں پٹرول، بجلی، گیس اور نہ ہی کوئی اور چیز ملتی ہے۔ صنعتیں بجلی اور گیس سے چلتی ہیں، پندرہ سے اٹھارہ گھنٹے تک بجلی کی لوڈشیڈنگ کی جارہی ہے جس سے صنعتیں تباہ ہو گئی ہیں۔ اس میں سب سے بڑی بات جو ہے وہ میں آپ کے توسط سے کرنے کی جسارت کروں گا کہ پنجاب کو نشانہ بنایا جارہا ہے اور یہ ساری لوڈشیڈنگ صرف پنجاب میں کی جارہی ہے مثلاً اگر دس روٹیاں اور پندرہ بندے ہیں اور ان میں روٹیاں تقسیم کرنی ہیں تو حصہ برابر کے حساب سے تقسیم کرنا چاہئے لیکن یہ نہیں کیا جارہا، تمام لوڈشیڈنگ پنجاب میں کی جارہی ہے اور پنجاب کی صنعتیں تباہ کردی گئی ہیں۔ پنجاب کے غریب عوام پہلے غربت اور بے روزگاری سے مرے ہوئے ہیں اور اب لوڈشیڈنگ اور قیمتوں کی گرانی سے مزید مر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے یہ بات ایوان بالا تک پہنچاؤں گا کہ اس کا کچھ کیا جائے۔ ان حالات میں صنعتیں بند ہو گئی ہیں، لوگ بے روزگار ہو گئے ہیں اور لوگ ٹائر جلا کر سڑکوں پر احتجاج کر رہے ہیں۔ انڈین پنجاب پورے انڈیا کو گندم مہیا کرتا ہے لیکن میں آپ کو بتاؤں کہ اس کی وجہ کیا ہے کہ وہاں پر گھروں میں بجلی نہیں ہے لیکن کھیتوں میں بجلی جگہ جگہ پر پہنچائی جاتی ہے، ان پر سبسڈی دی جاتی ہے اور بجلی کے ریٹ کم ہیں۔ وہاں ہر وقت ہر سہولت کاشتکار کو دی جاتی ہے لیکن یہاں ہمارے ملک میں الٹی گنگا بہہ رہی ہے اور یہاں ہو کیا رہا ہے؟ کہا جاتا ہے کہ زمینداروں پر ٹیکس لگائیں۔ اب زمیندار تو بہت کم رہ گئے ہیں، سارے کاشتکار ہی ہیں، زراعت پر 17 فیصد جی ایس ٹی لگا دیا گیا ہے، 3 فیصد withholding tax لگایا گیا ہے اور وہ بھی زمیندار سے وصول کیا جاتا ہے اس طرح سے 20 فیصد ٹیکس زراعت پر لگا دیا گیا ہے۔ زراعت کو تباہ و برباد کر دیا گیا ہے اور کسان اور مزدور کراہ رہے ہیں۔

(اذان عصر)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کلو صاحب!

ملک محمد وارث کلو: ان حالات میں ایک طرف دہشت گردی کی جنگ نے پورے پاکستان کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے اور دوسری طرف حالات یہ ہیں کہ یہاں کہا جاتا ہے کہ per capita income اتنی ہو گئی اور یہ بھی سرمایہ دارانہ نظام کا ایک فراڈ ہے۔ چلیں! per capita income تو ہو گئی لیکن آپ کو پتا ہے کہ اس کی تقسیم کیسے ہوتی ہے، انتقالِ دولت کیسے ہوتا ہے؟ اس سرمایہ دارانہ نظام کا یہ کمال ہے کہ بڑے خوبصورت طریقے سے یہ انتقالِ دولت ہوتا ہے، دولت کی غیر مساویانہ تقسیم ہوتی ہے اور جو طاقت ور ہیں انہوں نے مختلف قسم کے ہتھکنڈے اختیار کئے ہوئے ہوتے ہیں اور ان ہتھکنڈوں کے ذریعے وہ ساری دولت drain کر کے اپنی طرف لے جاتے ہیں اور غریب منہ تکتا رہ جاتا ہے۔ اس سلسلے میں ایک شعر عرض ہے کہ:

ہم کو تو میسر نہیں مٹی کا دیا بھی
گھر پیر کا بجلی کے چراغوں سے ہے روشن

جناب سپیکر! اس وقت معیشت بدحالی کا شکار ہے اور sovereignty خطرے میں ہے، دہشت گردی ملک کو دیمک کی طرح چاٹ رہی ہے۔ ان حالات میں، میں سوائے ایک فقرہ بولنے کے اور کچھ نہیں کر سکتا کہ "روم جل رہا تھا اور نیرو بانسری بجا رہا تھا" اب کچھ بھی نہیں ہو رہا اور کوئی planning نہیں ہو رہی کہ ہمیں اس ملک کو کیسے بچانا چاہئے۔ یقین مانیں کہ جس طرح دہشت گردی کی جنگ میں "اِک نکی جئی ہاں" نے پوری قوم کو ایک جہنم میں دھکیل دیا تھا۔ ہم ابھی تک سنبھل نہیں پا رہے اور مختلف طریقوں سے وہی relay race کھیلی جا رہی ہے جو 9/11 کے وقت شروع ہوئی تھی۔ آج وہی relay race کھیلی جا رہی ہے اور صرف فرق اتنا ہے کہ کل relay race کا راڈ کسی اور کے ہاتھ میں تھا اور آج کسی اور کے ہاتھ میں ہے۔ میں اس پر بھی ایک شعر عرض کروں گا کہ:

یوں بے سبب نہیں ہیں چمن کی تباہیاں
کچھ باغباں ہیں برقِ شرر سے ملے ہوئے

جناب سپیکر! ان حالات میں وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب نے اپنی جو ادنیٰ سی کوشش کی کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ perfection تو کسی جگہ نہیں ہوتی اور perfections ہو نہیں سکتی لیکن جو کوشش میاں محمد شہباز شریف صاحب نے اپنے محدود وسائل کے اندر رہتے ہوئے

کی ہے میں اس کا ذکر کئے بغیر رہ نہیں سکتا۔ انہوں نے اس ماحول اور سارے حالات میں یہ نعرہ مستانہ لگا دیا اور اس نے یہ کہہ دیا کہ "شہباز پرواز میں کوتاہی برداشت نہیں کرے گا" اور انہوں نے کہا کہ اغیار کی دولت، اغیار کی امداد لینے سے بہتر ہے کہ ہم روکھی سوکھی کھالیں گے لیکن اغیار کی مدد جو ہماری غیرت کو للکارتی ہو، ہمارے ضمیر کو damage کرتی ہو وہ امداد لینا ہم بند کر دیں گے اور یقین مانیں کہ میاں محمد شہباز شریف صاحب کی اس بات نے نہ صرف پنجاب بلکہ پاکستان کے 18 کروڑ عوام کے دل جیت لئے ہیں اور آج بھی وہ اس نعرے پر قائم ہیں، M.O.U sign ہوئے مگر انہوں نے واپس کر دیئے اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ توفیق دے اسی طرح جس طرح پنجاب میں یہ نعرہ لگا ہے کل ہمارے مرکز اور دوسرے صوبوں کو بھی اس کی توفیق ہو۔ میرا ایمان ہے بلکہ میرا صرف ایمان ہی نہیں ہمارا دین اسلام یہ کہتا ہے، میرے دین نے مجھے جو سبق سکھایا ہے اس میں قرض لینا بدترفعل ہے اور سود شرعاً منع ہے۔ سود لینے والا اور دینے والا دونوں کو جہنمی قرار دیا ہے۔ میرے مذہب اسلام کی کوئی چیز بغیر مقصد کے نہیں ہوتی تو اس کے بعد میں یہ کہنا چاہوں گا کہ بجٹ 11-2010 میں کفایت شعاری کے لئے بچت سکیم شروع کی گئی اور انہوں نے 6۔ارب 10 کروڑ روپے کی بچت کی اور وہ بچت کیسے ہوئی؟ انہوں نے اپنے سیکرٹریٹ کے اخراجات بند کر دیئے، austerity drive کی، پوری پنجاب حکومت میں discipline قائم کیا گیا انہوں نے مکمل طور پر نظم وضبط enforce کیا تب جا کر 6۔ارب 10 کروڑ روپے کی بچت ہوئی، اب 654۔ارب روپے کے بجٹ میں سے انہوں نے 220۔ارب روپے ترقیاتی سکیموں کے لئے مختص کئے جو کہ highest figure ہے۔ میرے خیال میں یہ تقریباً 38 فیصد بنتا ہے۔ وہ جاریہ اخراجات کم کر کے 220۔ارب روپے ترقیاتی اقدامات کے لئے لے کر گئے ہیں اس میں سے 70۔ارب روپے جنوبی پنجاب کے لئے مختص کئے گئے ہیں۔ جنوبی پنجاب کی آبادی 31 فیصد ہے اور وسائل میں سے 32 فیصد جنوبی پنجاب کے ترقیاتی اخراجات کے لئے مختص کئے گئے ہیں۔ جب محرومیوں کی بات ہوتی ہے تو اس وقت آدمی پریشان ہوتا ہے۔ میں بھی سرائیکی speaking ہوں تو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے میاں محمد شہباز شریف صاحب نے سب سے زیادہ توجہ جنوبی پنجاب پر دی ہے اور خاص طور پر جب سیلاب آیا اور ہم سیلاب میں گھرے ہوئے تھے تو یقین مانیں ہمیں سمجھ نہیں آتی تھی، کبھی کوئی ٹرک کہیں سے آرہا تھا اور کوئی ٹرک کہیں سے آرہا تھا، لوگ آرہے تھے اور ہماری مدد کو پہنچ رہے تھے۔ میاں محمد شہباز شریف، ان کی کابینہ اور ان کے افسران مکمل طور پر جنوبی پنجاب کے سیلاب سے گھرے ہوئے علاقوں میں موجود تھے۔ ٹھیک ہے تنقید کرنے والوں کا حق ہوتا ہے وہ تنقید کریں، خوش دلی سے کریں،

کوئی بھی کرے کہ پیسے روٹی پر جھونک دیئے، فوڈ سٹیمپ پر جھونک دیئے۔ غریب لوگوں کے لئے جو 2روپے کی روٹی جاری کی گئی اس کا ان لوگوں کو کیا پتا جن کی توندیں موٹی ہوں، جن کے وسائل بے بہا ہوں، انہیں کیا پتا کہ غریب کدھر رہتا ہے اور کن تاریک راہوں اور گلیوں پر چلتا ہے؟ ان کے لئے اگر وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف صاحب نے 2روپے کی روٹی جاری کی تو اس سے انہیں کیوں تکلیف ہوتی ہے؟ جو بھوکا ہو اس سے اگر پوچھیں کہ دو اور دو کتنے ہوتے ہیں وہ کہتا ہے کہ 4روٹیاں، اس وقت اس غریب کی یہ ضرورت تھی لہذا اس وقت سٹیشن، ہسپتالوں، گنجان آباد شہروں میں 2روپے کی روٹی دی گئی لیکن جب جنوبی پنجاب کو ضرورت پڑی تو میاں محمد شہباز شریف صاحب نے یہ کہا کہ نہیں، اب لٹے پھٹے جو قافلے ہیں میں ان کے پاس خود جاؤں گا اور یہ وسائل اُدھر جائیں گے۔ حکومت پنجاب نے وہاں پر 10۔ارب روپے تقسیم کئے۔ اس کے علاوہ جتنے مخیر حضرات تھے انہوں نے میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کی beck and call پر وہاں ٹرکوں کے ٹرک پہنچائے اور اب وہاں جو گاؤں بن رہے ہیں ان پر بھی تنقید ہو رہی ہے کہ یہ گاؤں کیوں بن رہے ہیں؟ یہ ان کو پتا ہو گا جن کے گھر اُجڑ گئے، جن کی جھونپڑیاں اور کچے مکان اُجڑ گئے ہیں ان پر ان ایوانوں میں کھڑے ہو کر تنقید کرنا تو بڑا آسان کام ہے کہ اتنے گھر کیسے بن رہے ہیں؟ جس کسی نے دیکھنے ہوں تو ہمارے پاس میانوالی، بھکر آ جائیں، مظفر گڑھ چلے جائیں جا کر دیکھیں کہ گھر اور گاؤں کے گاؤں کیسے بن رہے ہیں۔ یہاں پر تنقید ہوتی رہی، میڈیا میں بھی بہت آ تا رہا کہ پنجاب گورنمنٹ دیوالیہ ہو چکی ہے تو میں یہاں پر statistics دینا چاہوں گا۔ یہ میرے پاس جنوری کا cash balance ہے 4915.828 یہ cash balance کی exact figure ہے۔ اسی طرح مئی میں آ کر یہ بڑھتی گئی اور مئی میں 6818.938 ہے تو یہ یہاں پر باتیں کر دینا، میڈیا میں جا کر بغیر تصدیق کے بات کر دینا یہ ہم لوگوں کے level پر زیب نہیں دیتا کہ ہم کوئی غلط بات کریں، ہمیں جو بات کرنی چاہئے وہ پوری تصدیق کے بعد کرنی چاہئے۔ انہوں نے متوازن طریقے سے اپنے وسائل تقسیم کئے ہیں۔ اس وقت ان لوگوں کے پیٹ میں مروڑ اٹھ رہے ہیں وہ اس لئے کہ وسائل کا رُخ غریب کی طرف موڑ دیا گیا ہے۔ اب اس سے سب سے زیادہ فائدہ غریب طبقہ کو ہو گا، 30۔ارب روپے غریبوں کے لئے مختص کر کے وزیر اعلیٰ پنجاب نے غریبوں کی دعائیں لے لی ہیں اور جو پیسے مختص ہوئے ہیں ان پر لگیں گے۔ اس میں گندم پر سبسڈی ہے، الیکٹرانک تنوروں کے لئے ہے اور بجٹ میں سب چیزیں لکھی ہیں میں اس وقت ساری گنوا نہیں سکتا۔

جناب سپیکر!اب آشیانہ ہاؤسنگ سکیم پر بات کروں گا، یقین مانیں اُس کو پتا ہے جس کے پاس گھر نہیں ہے اور ہم لوگ کتنے بڑے بڑے گھروں میں رہتے ہیں اور یہاں آکر تنقید کرتے ہیں کہ آشیانہ ہاؤسنگ سکیم غلط بن رہی ہے۔اوہ بھئی خدا کے بندو!آپ سے دو مرلہ اور تین مرلہ کا گھر جو غریب آدمی کو آسان قسطوں پر 8لاکھ روپے میں مل رہا ہے برداشت نہیں ہوتا،زمین مفت میں دی جا رہی ہے۔8لاکھ روپے میں شہروں میں زمین نہیں آتی اور اس سکیم کے تحت شہروں کے ساتھ ملحقہ 8لاکھ اور 11لاکھ روپے میں دو اور تین مرلہ کے ڈبل سٹوری گھر اُن لوگوں کو دیئے جا رہے ہیں جن کی آمدن 20ہزار روپے تک ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہر جگہ ہونی چاہئے، تحصیل ہیڈ کوارٹر پر بھی ہونی چاہئے،Towns پر بھی ہونی چاہئے۔اس سکیم کے بارے میں یہ کہوں گا کہ:

میں خیال ہوں کسی اور کا
مجھے سوچتا کوئی اور ہے

روٹی، کپڑا اور مکان کا خیال تو کسی اور کا تھا نعرہ کسی اور کا تھا ابھی ایوان میں یہ بات ہو رہی تھی کہ یہ جھوٹے وعدے کرتے ہیں، میں یہ کہتا ہوں کہ 1970 کے الیکشن میں جن لوگوں نے روٹی، کپڑا اور مکان کا وعدہ کیا تھا اس کا وعدہ آج میاں محمد شہباز شریف پورا کر رہا ہے۔(نعرہائے تحسین)

جناب سپیکر!یہ تو خیال ہی آپ کا تھا لیکن اس کو سوچ کسی اور نے لیا اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم حقیقت پسندانہ باتیں کریں۔بے روزگار نوجوانوں کے لئے روزگار کی سکیمیں شروع کی جا رہی ہیں۔ ادھر سے کہا گیا کہ پیلو کیب ناکام ہو گئی تھی، قطعاً پیلو کیب ناکام نہیں ہوئی تھی البتہ پیلو کیب میں جو خرابیاں تھیں وہ دور کرنے کے لئے اس وقت اس میں rectification کی جا رہی تھی لیکن اب کی جو سکیم ہے اب 800 سی سی کی گاڑی ملے گی اور وہ گریجویٹ کو ملے گی تا کہ misappropriate نہ ہو اور ضروری نہیں ہے کہ وہ گریجویٹ خود گاڑی چلائے وہ کسی اور کو بھی چلانے کے لئے دے سکتا ہے۔اس سے روزگار ملے گا جس سے بے روزگاری ختم ہو گی۔اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس کو ڈرائیور بنایا جا رہا ہے،یہ اتنی اچھی سکیم ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر:اب آپ اپنی تقریر wind up کریں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب والا!مہربانی کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:آپ اپنی بات جاری رکھیں۔بس wind up کریں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب والا! اس سکیم کے تحت 20 ہزار نوجوانوں کو یہ گاڑیاں دی جائیں گی اور اس میں بھی جنوبی پنجاب کو 40 فیصد share دیا گیا ہے، جنوبی پنجاب کو اس 20 ہزار میں سے 40 فیصد ملے گا تاکہ غربت جو کہ جنوبی پنجاب میں زیادہ ہے دور ہو سکے۔ میاں محمد شہباز شریف صاحب کا vision دیکھیں کہ انہوں نے کہا ہے کہ ان لوگوں کو زیادہ حق ملے۔ اسی طرح ادھر سے زرعی گریجویٹ کی مخالفت میں بات ہو رہی تھی کہ ان کو زمینیں کیوں مل رہی ہیں؟ جتنے زرعی گریجویٹ ہیں ان کو jobs مل نہیں رہیں وہ دھکے کھا رہے ہیں، دربدر کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ اس سے double edge benefit ہو گا ایک طرف تو ان کو روزگار مل جائے گا دوسری طرف وہ لوگ ان کو production دیں گے، وہ جن علاقوں میں جائیں گے وہاں لوگوں کو educate بھی کریں گے کہ زمینداری میں جو نئی نئی چیزیں ہیں وہ بھی ان کو سکھائیں گے۔ اس کے علاوہ ایک لاکھ نوجوانوں کو 20 ہزار روپے فی کس بلا سود قرضے کا بجٹ میں اعلان کیا گیا ہے، یہ بہت اچھی سکیم ہے وزیر خزانہ صاحب بھی سن رہے ہیں 20 ہزار روپے کی رقم بہت کم ہے۔ یہ بہت اچھی سکیم ہے مہربانی فرما کر اس رقم کو بڑھا کر 50 ہزار روپے کر دیا جائے تاکہ 50 ہزار میں لوگ دستکاری یا کوئی اور کاروبار کر سکیں۔ 2003 میں، اس وقت میں بورڈ آف ریونیو کا پارلیمانی سیکرٹری تھا میں نے پوری محنت اور کوشش کی کہ lease بند نہ کریں۔ دس دس ایکڑ پر جو لوگ بیٹھے ہیں یہ غریب ہیں ان کی lease بند نہ کریں لیکن lease بند کر دی گئی اور private sale treaty کا ایک concept دیا گیا جس سے یہ زمین وہ لوگ لے سکتے تھے جن کے پاس پیسا تھا، دولت تھی۔ میں یہاں on the floor of the House کہوں گا کہ میری ہی request پر میاں محمد شہباز شریف صاحب نے مہربانی کی اور انہوں نے agree کیا کہ جتنے غریب کسان دس دس ایکڑ lease لے کر بیٹھے ہوئے تھے 2012 تک ان کی lease extend کر دی گئی ہے اور وہ لوگ اس وقت میاں صاحب کو دعائیں دے رہے ہیں۔ غریبوں کی مدد کا یہ ایک concept ہے، زبانی کلامی بات اور ہوتی ہے۔ ایک نئی سکیم جو کہ کاشت کاروں کے لئے introduce کی گئی ہے جو prohibited zone ہیں وہاں پر جتنا رقبہ ہے اس میں دس دس ایکڑ کے بلاک بنا کر ان کو بھی lease پر دیا جا رہا ہے تاکہ وہ لوگ بھی اس سے اپنا کما کر کھائیں۔

جناب سپیکر! جناح آبادی سکیم میں 50 ہزار پلاٹ الاٹ کئے جا چکے ہیں۔ تعلیم کے شعبہ میں Education Endowment Fund کے لئے 6۔ ارب روپے رکھے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں دانش سکول کی طرف آتا ہوں، دانش سکول ایک ایسا concept ہے کہ جو پورے پنجاب میں ایک تبدیلی لائے گا، ایک revolution لائے گا لیکن ہو سکتا ہے کہ مجھے اچھا نہ لگے کیونکہ میرے بچے اگر لاہور ایچی سن یا گرائمر سکول میں پڑھیں اور میرے موچی کے بچے بھی اسی level کے سکول میں پڑھیں یہ شاید مجھے برداشت نہ ہو، میں برداشت نہیں کر سکتا لیکن وزیراعلیٰ پنجاب کا vision دیکھیں، ہمارے علاقوں میں یہ concept رہا ہے اور ہمارے دوستوں کے بچے انگلینڈ اور ایچی سن کالج لاہور میں پڑھتے تھے لیکن اپنے دیہاتوں میں سکول بھی نہیں بننے دیتے تھے کہ مبادا یہ پڑھ لکھ کر ہمارے سامنے نہ کھڑے ہو جائیں۔ اب ایک revolution آ چکا ہے۔ دانش سکول صرف پندرہ اضلاع میں نہیں ہونے چاہئیں، میں اپنے وزیر خزانہ سے استدعا کرتا ہوں کہ یہ پنجاب کے پورے 36 اضلاع میں قائم ہونے چاہئیں تاکہ پورا پنجاب اس سے فیض یاب ہو کیونکہ لاہور سے تھوڑا باہر نکلیں تو غربت کے ڈھیر ادھر بھی لگے پڑے ہیں۔ میں آپ کی توجہ چاہوں گا، آپ کی مسکراہٹ بجا لیکن اب میں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بس اب آپ wind up کریں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب والا! پانچ منٹ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سب کے لئے rules ایک جیسے ہیں۔ اب آپ wind up کریں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب والا! چھ مقرر میں نے دیکھے ہیں ان میں سے کسی ایک کو آپ نے یہ نہیں کہا کہ wind up کریں اور نہ ہی آپ نے انہیں ٹوکا، ریکارڈ چیک کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیونکہ انہوں نے ٹائم پر اپنی تقریر ختم کر دی۔

ملک محمد وارث کلو: جناب والا! ایسی بات نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بحث نہ کریں، آپ اچھے طریقے سے wind up کر لیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب والا! آپ اپنا ریکارڈ دیکھ لیں کہ ہر بجٹ میں آپ میرے ساتھ کیا حشر کرتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز! کلو صاحب! اس طرح نہ کریں۔ آپ کا بڑا regard ہے۔ پوری عزت ہے۔ اب آپ اس کو wind up کر لیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں wind up کر رہا ہوں۔ دانش سکول ایک visionary اقدام ہے اور اس سے انشاء اللہ تعالیٰ پنجاب میں revolution آئے گا۔ پنجاب ایجوکیشن فنڈ میں بھی 6۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں، 19۔ارب روپے اصلاح آبپاشی کے لئے رکھے گئے ہیں اور 11۔ارب روپے آبپاشی کے لئے رکھے گئے ہیں۔ اسی طرح زراعت کے لئے 3۔ارب روپے رکھے گئے ہیں، خواتین کی فلاح کے لئے 13۔ارب روپے رکھے گئے ہیں اور balance طور پر یہ allocation کی گئی ہے۔ آخر میں موٹر وے کے متعلق عرض کروں گا کہ موٹر وے کے تو وہ موجد ہیں، موٹر وے انہوں نے بنائی ان کا credit کوئی نہیں چھین سکتا، اب موٹر وے پر ایک صنعتی شہر بسا رہے ہیں جہاں پر لوگ صنعتیں لگائیں گے، مزدور کو مزدوری ملے گی۔ 500 میگا واٹ کا ایک بجلی گھر لگا رہے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ وسائل جو ان کے پاس آئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ذات نے ان کی ٹیم کو جو وقت دیا ہے اس کو وہ صحیح استعمال کر رہے ہیں اور کبھی انہوں نے شکوہ نہیں کیا۔ آخر میں ان کی طرف سے ایک شعر عرض کر دوں:

شکوہ ظلمت شب سے تو بہتر تھا
اپنے حصہ کی کوئی شمع جلائے جاتے

وہ اپنے حصہ کی شمع جلائے جا رہے ہیں جس کسی نے تنقید کرنی ہے وہ تنقید کرتے رہیں گے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ پرویز رفیق صاحب!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! وزیر خزانہ موجود نہیں ہیں اس کے علاوہ وزراء بھی موجود نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر خزانہ بتا کر گئے ہیں۔ وہ wind up تقریر تیار کر رہے ہیں۔ ابھی آ رہے ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! تمام منسٹر غائب ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی آ جاتے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ پرویز رفیق صاحب!

جناب پرویز رفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر!۔۔۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں ایسے بے مقصد بات نہیں کرتا۔ بات یہ ہے کہ وزیر خزانہ صاحب تشریف نہیں رکھتے۔ جب وہ تقریر ہی نہیں سن رہے تو wind up تقریر کیا کریں گے؟ کیا ہم در و دیوار کو تقریر سنائیں۔ سالانہ بجٹ پر تقاریر ہو رہی ہیں، تنقید بھی ہم سن رہے ہیں، کلو صاحب کی بھی ماشاء اللہ تقریر بڑی دل پذیر تھی یعنی آپ جان بوجھ کر اس وقت ہمیں ٹائم دینا چاہتے ہیں

جب صرف در و دیوار ہماری بات سنیں۔ یہ حقیقت ہے کہ انہوں نے بجٹ نہیں بنایا مگر ان کے پاس اس وقت اس کا portfolio تو ہے، یہاں پر ان کو موجود تو ہونا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ اسمبلی میں موجود ہیں، ابھی آ رہے ہیں اور وہ کہہ کر گئے ہیں۔ شاہ صاحب! آپ اتنے سینئر ہیں، وزیر بھی انسان ہوتا ہے، وہ گئے ہیں اور ابھی واپس آ رہے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: میں سینئر ہوں اسی لئے بات کر رہا ہوں کہ میں ایک گھنٹے سے یہاں بیٹھا دیکھ رہا ہوں کہ وزیر خزانہ ایوان میں نہیں ہیں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ شاہ صاحب کو تھوڑا سا اس بات کا خیال کرنا چاہئے۔ یہ ہمارے بڑے معزز اور سینئر ہیں۔ آدھا گھنٹہ ہوا ہے وزیر خزانہ یہاں سے گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ بتا کر گئے ہیں اور واپس آ رہے ہیں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس سے پیشتر بھی کوئی شخص باہر جا سکتا ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ بالکل باہر نہیں جا سکتا۔ آپ جو باتیں کر رہے ہیں وہ note کی جا رہی ہیں اور وہ ان کو convey کر دی جائیں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! وہ ابھی آ رہے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! ایک تو آپ نے موقع نہیں دیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کس بات کا موقع؟

سید ناظم حسین شاہ: ہمیں تقریر کا موقع نہیں ملا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی مل جائے گا؟

سید ناظم حسین شاہ: ابھی کیا موقع مل جائے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! جس دن کے لئے آپ نے لکھوایا ہوا ہے اس کے مطابق ہی آئے گا۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! جب فنانس منسٹر موجود نہیں ہیں تو پارلیمانی سیکرٹری کو تو موجود ہونا چاہئے۔ آخر فنانس کا پارلیمانی سیکرٹری تو ہے ناں۔ انہیں موجود ہونا چاہئے لیکن دونوں نہیں ہیں۔ آپ کسی کو ذمہ داری دے دیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔ پارلیمانی سیکرٹری کا کیا کام ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: No point of order پرویز رفیق صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری کا کیا کام ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: This is no way لغاری صاحب! تشریف رکھیں۔ یہ کوئی issue نہیں ہے۔ آپ اس اسمبلی کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں کہ جب منسٹر تھوڑی دیر کے لئے باہر جاتا ہے تو کسی منسٹر کی ڈیوٹی لگا کر جاتا ہے اور یہ تمام اسمبلیوں میں ہوتا ہے۔ لغاری صاحب No point of order پلیز تشریف رکھیں۔ لغاری صاحب! This is no way تشریف رکھیں۔ جی، پرویز رفیق صاحب!

جناب پرویز رفیق: بہت شکریہ، جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا کہ میں بجٹ 12-2011 پر بات کر سکوں۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین سید زعیم حسین قادری کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: جی، پرویز رفیق صاحب!

جناب پرویز رفیق: جناب چیئرمین! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ 12-2011 پر بولنے کی اجازت فرمائی۔ 12-2011 یا اس سے پچھلے بجٹ اٹھا کر دیکھ لیں کہ بجٹ صوبے میں رہنے والی عوام کی فلاح، ترقی اور خوشحالی کو یقینی بنانے کے لئے حکومت کے اعداد و شمار کا ایک ایسا مجموعہ ہے جس سے دیکھتے ہیں کہ آئندہ حکومت صوبہ کی عوام کے لئے کیا کر رہی ہے۔ میں اس چیز پر confuse ہوں اور مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ میں کس فنانس منسٹر کو مبارکباد دوں چونکہ آپ کو اندازہ ہے کہ 7، 8 اور 9۔ جون کے اخبارات میں حکومت پنجاب نے اس ایوان کے Rules of Business and Rules of Procedure کا جو حشر نشر کیا اور اب جس طریقے سے ایک طبقہ کو mold کر کے اسے visionary بنانے کی کوشش کی ہے خدارا اس ایوان کا decorum اس چیز کی اجازت نہیں دیتا۔ مجھے اب بھی confusion ہے کہ کبھی ندیم کامران صاحب بیٹھ جاتے ہیں، کبھی کامران مائیکل صاحب بیٹھ جاتے ہیں اور کبھی دوست محمد کھوسہ صاحب بیٹھ جاتے ہیں۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ کامران مائیکل بطور فنانس منسٹر بجٹ پیش کرتے ہیں، post budget speech ذوالفقار کھوسہ صاحب کرتے ہیں اور notes میرے بھائی ندیم کامران صاحب لیتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی دل آزاری ہے چونکہ جب ہم نے 7۔ تاریخ کے اخبارات دیکھے کہ کامران مائیکل کو صرف اس لئے بجٹ پڑھنے کی اجازت نہیں دی جائے گی کہ وہ عیسائی ہے تو یقین کریں دل بڑا دکھا۔ میں یہ میڈیا کو credit دیتا ہوں کہ

انہوں نے یہ چیز highlight کی اور پھر لوگوں کے کہنے پر، اپوزیشن کے ممبران کے کہنے پر وزیر اعلیٰ صاحب نے اس کا notice لیا اور میں ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہیں یہ بات سمجھ آ گئی کہ یہ زیادتی اور یہ مذہبی انتہاپسندی پنجاب اسمبلی میں نہیں چلے گی۔

جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ 654۔ارب 70 کروڑ روپے کا بجٹ پیش کیا گیا ہے جس میں 220۔ارب روپیہ ترقیاتی مد میں رکھا گیا ہے۔اگر آپ صوبے کی آبادی کے تناسب سے دیکھیں تو یہ ساڑھے آٹھ کروڑ کی آبادی کے حوالے سے -/2588 روپے فی کس بنتا ہے۔پنجاب کی اقلیتوں کے لئے جو 22 کروڑ رپیہ رکھا گیا ہے، نہ صرف 22 کروڑ بلکہ اس میں سے بھی ڈیڑھ کروڑ روپیہ صوبے کی انسانی حقوق کی value restoration کے لئے رکھا گیا ہے۔یہ دراصل ساڑھے بیس کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے اگر آپ صوبے میں اقلیتوں کی 50 لاکھ آبادی پر تقسیم کریں تو صرف -/44 روپے فی کس آئیں گے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اس vision کو expose کر رہی ہے جس کا یہاں پر دعویٰ کیا جا رہا ہے کہ حکومت اقلیتوں کو اوپر لے کر آنا چاہتی ہے۔یہ فراڈ کی انتہا ہے، اگر آپ ADP کے volum11 کے صفحہ نمبر 420 پر دیکھیں تو آپ کو پتا چلے گا کہ اقلیتوں کے ساتھ کیسا فراڈ کیا گیا ہے اور ہم سے چار سو بیسی لگائی گئی ہے۔22 کروڑ روپیہ کا فنڈ کہہ کر 20 کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے اور اس میں کوئی سکیم نہیں رکھی گئی۔

جناب چیئرمین: پرویز صاحب! wind up کریں۔

جناب پرویز رفیق: جناب چیئرمین! ابھی تو میرا ٹائم رہتا ہے۔ میرا ٹائم تو انہوں نے لے لیا ہے۔

جناب چیئرمین: اب bell بج گئی ہے۔

جناب پرویز رفیق: مجھے پتا تھا کہ میرے لئے bell بجنی ہے۔

جناب چیئرمین: ٹائم سب کے لئے ہے۔

جناب پرویز رفیق: جناب چیئرمین! میرا ٹائم تو وہ پوائنٹ آف آرڈرز لے گئے تھے۔

جناب چیئرمین: جب آپ نے بات شروع کی تھی تو آپ کا ٹائم اس وقت سے شروع ہوا ہے۔

جناب پرویز رفیق: میرے دس منٹ ہیں، میں wind up کرتا ہوں۔اگر آپ کہتے ہیں تو میں احتجاجاً نہیں بولتا۔

جناب چیئرمین: پلیز آگے چلیں۔

جناب پرویز رفیق: جناب چیئرمین! پچھلے سال کے بجٹ میں وزیر اعلیٰ ہاؤس کے لئے 33 کروڑ روپیہ رکھا گیا تھا اور اس سال 26 کروڑ روپیہ رکھا گیا لیکن اقلیتوں کے لئے صرف 22 کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے۔ نیو کیمپس سے ٹھوکر تک روڈ کی مرمت کے لئے 10 کروڑ روپیہ رکھا گیا لیکن پورے صوبے کی اقلیتوں کے لئے 22 کروڑ روپیہ۔ پنجاب پولیس اشتہاریوں کو پکڑنے کے لئے سوا دو کروڑ روپیہ مخبروں کو دے رہی ہے اور یہاں پر اقلیتی بچوں کو وظیفہ دینے کے لئے صرف 50 لاکھ روپیہ رکھا گیا ہے۔ اب آپ اندازہ کر لیں کہ یہاں پر وہ مخبر جن کو پنجاب پولیس سوا دو کروڑ روپیہ دے رہی ہے تاکہ وہ اشتہاریوں کا پتا بتائیں اور اقلیتی بچوں کے لئے صرف 50 لاکھ روپیہ۔ اگر آپ calculate کریں کہ دس لاکھ بچوں میں سے اگر تین لاکھ بچے وظیفہ لیں تو سولہ روپے چھیاسٹھ پیسے فی بچے کو آتے ہیں۔ ہمیں دیکھنا ہے کہ ہم کس طرف جا رہے ہیں؟ اب آپ اندازہ لگا لیں کہ آپ اقلیتوں کی ترقی کے لئے کیا رکھ رہے ہیں۔ یہاں پر بجٹ تو پڑھا گیا لیکن اس میں کچھ نہیں رکھا گیا لہذا میری گزارش ہے کہ ترقیاتی مد میں جو 220۔ ارب روپیہ رکھا گیا ہے اس کا ہماری آبادی کے تناسب سے کم از کم پانچ فیصد اقلیتوں اور انسانی حقوق کی ترقی کے لئے رکھیں۔

جناب چیئرمین! میں یہ گزارش کرتا چلوں کہ یہاں پر ہر بار اقلیتوں کے ساتھ غیر سنجیدگی اختیار کی گئی۔ حمزہ شریف کے حلقے میں ٹیوب ویل لگانے کے لئے پانچ کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے لیکن پورے صوبے میں اقلیتوں کی ترقی اور فلاح و بہبود کے لئے 22 کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے۔ ہمارے لئے یہ سیاہ ترین بجٹ ہے۔ آپ یہ جھنڈا دیکھ رہے ہیں اور بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کی وہ تقریر کہ ہمیں برابر کے حقوق ملیں گے۔ اب آپ بجٹ کا معائنہ کر لیں اور اس جھنڈے کا حصہ بھی دیکھ لیں کہ اقلیتوں کے لئے کتنا رکھا گیا ہے۔

جناب چیئرمین: پرویز رفیق صاحب! دس منٹ ہو گئے ہیں، اب مہربانی کر کے wind up کر لیں۔

جناب پرویز رفیق: جناب چیئرمین! میں یہ گزارش کروں گا کہ میں دو منٹ میں wind up کر لیتا ہوں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ شراب کی مد میں اقلیتوں کی وجہ سے 125۔ ارب روپے ریونیو ٹیکس collect ہوا ہے یعنی ہم 125۔ ارب روپے دے رہے ہیں جبکہ اس بجٹ میں اقلیتوں کے لئے صرف 22 کروڑ روپے مختص کئے جا رہے ہیں۔ ہم 16۔ ارب دے رہے ہیں اور 22 کروڑ روپے لے رہے ہیں یہ کیسی سودے بازی ہے؟ میں اس بجٹ کے جس Head کی طرف دیکھتا ہوں تو میرا اپنا head شرم سے جھک جاتا ہے۔ آپ نے پنجاب کی اقلیتوں کے لئے صرف 22 کروڑ روپے رکھے ہیں۔

جناب چیئرمین: پرویز رفیق صاحب! آپ نے بہت وقت لے لیا ہے، اب تشریف رکھیں۔ ابھی بہت سے معزز ممبران نے بات کرنی ہے۔ آپ کی پارٹی کے لوگ بھی بات کریں گے۔

جناب پرویز رفیق: جناب چیئرمین! میں اپنی گزارشات دو منٹ میں ختم کر لوں گا۔ میں امن وامان کے حوالے سے بات کرتے ہوئے یہ کہتا ہوں کہ جب شہباز بھٹی قتل کئے جاتے ہیں تو وہاں سے پنجابی طالبان کے پمفلٹ ملتے ہیں۔ ماڈل ٹاؤن، گڑھی شاہو اور گوجرہ میں ہونے والے واقعات کے بارے میں وزیر اعلیٰ صاحب نے کہا تھا کہ اس بارے میں مکمل تحقیق ہوگی اور جامع رپورٹ مرتب کی جائے گی لیکن پھر شاید ان کو اس رپورٹ بنانے سے روک دیا گیا۔

جناب چیئرمین! تعلیم کے حوالے سے ہماری اقلیتوں کے بچوں کو خصوصی کوٹا دیا جائے۔ مسیحی چکوک میں ان کو زرعی زمین دی جائے۔ اسی طرح ییلو کیب سکیم میں اقلیتی بچوں کے لئے پانچ فیصد کوٹا رکھا جائے۔ ہیلتھ سیکٹر میں حکومت پنجاب دس ہزار نوکریاں دے رہی ہے اس میں سے اقلیتی بچوں کے لئے پانچ فیصد کوٹا رکھا جائے۔ پنجاب پبلک سروس کمیشن میں اقلیتوں کو ان کا مختص کوٹا دیا جائے۔ وفاقی حکومت نے وفاقی پبلک کمیشن میں اقلیتوں کے لئے کوٹا مختص کیا ہوا ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن میں بھی اقلیتوں کے لئے کوٹا مختص کیا جائے تاکہ ہمارے بچے بھی آفیسرز، ایس پی اور جج بن سکیں۔ بہت بہت شکریہ

جناب چیئرمین: جناب تنویر اسلم ملک صاحب!۔۔۔ وہ ایوان میں موجود نہیں ہیں۔ محترمہ ساجدہ میر صاحبہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ آج پاکستان کی تاریخ میں یہ پہلی اسمبلی ہے کہ جس نے ایک اقلیتی وزیر کو پنجاب کا بجٹ پیش کرنے کا موقع دیا ہے۔ ہماری پارٹی اور یہاں پر بیٹھے ہوئے معزز ممبران اس کو بڑی تحسین کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ ایک اقلیتی ممبر نے جب اس بجٹ کو پیش کیا تو اس بجٹ کی زبان اور بیان ایسے ہی لگا جیسے بیوروکریسی نے اپنے مفادات کا تحفظ کیا ہے اور ایک مخصوص کلاس کے لئے یہ بجٹ بنایا گیا ہے۔

جناب سپیکر! اس بجٹ میں pro-poor programme کے لئے 30۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ اسی طرح 13۔ارب روپے آٹا کی subsidy کے لئے رکھے گئے اور 4۔ارب 50 کروڑ روپے رمضان بازاروں کے لئے رکھے گئے ہیں۔ اس بجٹ میں چار اضلاع کو ماڈل بنایا گیا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ جس طرح بڑے شہروں کو ماڈل بنایا جاتا ہے اسی طرح ان سے ٹیکس کی وصولی بھی کی جانی

چاہئے۔اگر 9 کروڑ عوام کا صوبہ کنگال ہو گیا تو پھر واقعی vision کے حساب سے انقلاب تو ضرور آئے گا۔اگر اس 30۔ارب روپے سے انڈسٹریل یونٹس لگا دیئے جائیں تو اس سے 81 ہزار لوگوں کو نوکریاں مل سکتی ہیں۔ییلو کیب سکیم بھی ایک چلا ہوا کارتوس ہے۔اس بجٹ میں لیپ ٹاپ کے لئے 2۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔میں وزیر خزانہ کو یہ تجویز دوں گی کہ آپ آئی۔ٹی سٹی بنائیں۔اس سے آپ کو زرمبادلہ ملے گا،انڈیا کی طرح یہاں پر لوگ ترقی کریں گے اور پڑھے لکھے نوجوانوں کو روزگار بھی ملے گا۔20/20 ہزار روپے ٹیکسی کے لئے دینے کی بجائے آئی۔ٹی سٹی کا پروگرام بنائیں کیونکہ یہ ایک انقلابی قدم ہے۔

جناب سپیکر!سوچ کی حد تک تو آشیانہ سکیم بہت اچھی لگتی ہے لیکن اس کی شفافیت کا حال یہ ہے کہ اس کا انچارج آپ نے ایک لوٹے کو بنا دیا ہے۔اس پر کمیشن بٹھائیں،لوٹا بٹھانے کی ضرورت نہیں تھی۔آپ اس بارے میں ایک کمیٹی بنائیں۔اگر غریبوں کو گھر دینا خادم اعلیٰ صاحب کا vision ہے تو ضرور دیں کیونکہ غریبوں کو گھر دینا کوئی بُری بات نہیں ہے۔غربت کا خاتمہ کرنا کوئی بُری بات نہیں ہے۔آپ نے کہا ہے کہ ہم نے اغیار کی مدد نہیں لینی یہ بھی انقلابی قدم ہے اس موقع پر میں پنجابی کا ایک شعر کہنا چاہوں گی کہ:

رہوے جگ تے غریب کوئی نہ
دُکھ درد مصیبتاں نُوں پھنڈ دیواں
اکٹھی کر کے جہان دِی کل دولت
اِکّو جیئی میں سبناں وِچ وَنڈ دیواں

جناب چیئرمین!ہم برابری کی بات کرتے ہیں لیکن یہاں پر طبقاتی نظام تعلیم کو فروغ دیا جا رہا ہے۔دانش سکولوں سے صرف دس ہزار بچے تعلیم حاصل کریں گے تو صوبے کے باقی بچے کیا کریں گے؟ہمارے ہاں تو دس طرح کی تعلیم دی جاتی ہے۔یہاں پر طبقاتی نظام تعلیم کو بدلنا بہت ضروری ہے۔جب آپ ذہن کو بدلیں گے تو نظام اور زبان کو بھی بدل سکتے ہیں۔آپ پہلے اپنے گورنمنٹ سکولوں کی حالت بہتر کریں۔دانش سکول بھی بنائیں لیکن جو سکول پہلے سے موجود ہیں ان کی حالت کو بھی بہتر کرنے کے بارے میں کوئی منصوبہ بندی کی جائے۔ہم آپ کے کسی منصوبے میں رکاوٹ ڈالتے ہیں اور نہ ہی ایک دوسرے کو اُونچا نیچا دکھانے کی کوشش کریں گے۔یہاں بڑے مقابلے اور بڑی counter تقریریں ہوئی ہیں لیکن میں صرف اتنا کہتی ہوں کہ ایسا کام کریں جو کہ صوبہ کی بہتری کے لئے ہو۔

جناب چیئرمین! خواتین کی بہتری کے لئے 13۔ارب روپے رکھے گئے ہیں اور Gender reforms کے لئے ایک کروڑ 50 لاکھ روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔Gender reforms تو ہوئی ہی نہیں اور جن کے اوپر یہ رقم خرچ کرنی ہے کیا ان سے پوچھا گیا ہے؟ پاکستان کے آئین میں یہ لکھا ہوا ہے کہ تعلیم دینا ریاست کا فرض ہے۔ خواتین کے بجٹ سے کالج بنانا ہے تو پھر محکمہ تعلیم کے لئے جو بجٹ مختص کیا گیا ہے وہ کہاں پر خرچ ہوگا، اگر ہمارے بجٹ سے میڈیکل کالج بنانا ہے تو پھر محکمہ صحت کے لئے جو پیسے رکھے گئے ہیں وہ کدھر جائیں گے، اگر خواتین کے لئے مختص رقم کو دوسرے شعبوں پر خرچ کرنا ہے تو پھر ان کے لئے پیسے رکھنے کی ضرورت کیا ہے؟

جناب چیئرمین! پنجاب اور ہمارے ملک میں غربت کی جڑ آبادی میں تیزی سے اضافہ ہے۔Population Welfare Department devolve ہو کر اب صوبہ کے پاس آ گیا ہے لیکن اس بجٹ میں بہبود آبادی کے لئے کوئی منصوبہ دیا گیا ہے اور نہ ہی آپ نے اس میں کوئی پیسے رکھے ہیں۔ وزیر خزانہ صاحب! آپ اس بجٹ کو بڑا اچھا اور متوازی بجٹ کہتے ہیں۔ میں کہتی ہوں کہ اگر آپ نے اس بجٹ کو انقلابی بنانا ہے تو پھر یہاں کے امیروں سے ٹیکس وصول کریں۔ انار کلی کے دکانداروں سے کہیں کہ وہ اپنے کھاتے درست کریں۔ برانڈرتھ روڈ کے تاجروں سے کہیں کہ وہ اپنے کھاتے درست کر کے رکھیں کیونکہ ہم نے ٹیکس کی وصولی کرنی ہے۔ آپ جاگیرداروں سے کہیں کہ ہم نے ٹیکس وصول کرنا ہے اور اس صوبہ میں خوشحالی لانی ہے۔ آشیانہ میں یتیموں اور بیواؤں کو جو گھر دیئے جا رہے ہیں ان کا ریکارڈ نکلوائیں تاکہ شفاف طریقے سے مستحق لوگوں کو یہ مل سکیں اور یہ منصوبہ سیاست کی نذر نہ ہو جائے۔ آپ اس کی شفافیت کے لئے ایک کمیٹی بنائیں۔ اگر حکومت چاہتی ہے کہ یہ گھر مزدوروں کو دیئے جائیں تو اس کی شفاف قرعہ اندازی ہونی چاہئے تھی۔ حکومت ان لوگوں کو ایک فیصد شرح سود پر قرض دیتی تاکہ وہ اپنا گھر لے سکیں۔

جناب چیئرمین! سیاسی رسہ گیر سرکاری زمینیں لے کر کالونیاں بناتے ہیں اور دن بدن امیر ہوتے جا رہے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اگر غریبوں کو گھر دینے ہیں تو خادم اعلیٰ صاحب سے میری یہی درخواست ہوگی کہ اس کی شفافیت کے لئے ایک کمیٹی بنا کر اُس کمیٹی کے ذمہ یہ کام لگائیں کہ آشیانہ سکیم میں یتیموں اور بیواؤں کو اُن کا کوٹا ملے گا اور جن مزدوروں کا سوشل سکیورٹی کارڈ بنا ہوا ہے ہم اُن غریبوں کو قرضہ دیں گے کیونکہ آپ نے اس بجٹ میں مزدوروں کے لئے تو ایک پیسا بھی نہیں رکھا ہوا۔

آپ ہم پر الزام لگاتے ہیں تو ہم نے تو 1974 اور 1975 میں گھر دیئے تھے لیکن اُس کے بعد as such کوئی ایسا منصوبہ نہیں آیا اور اگر آپ یہ انقلابی کام کرتے ہیں تو اس سے اچھی اور کوئی بات نہیں ہو سکتی۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ محترمہ فرح دیبا صاحبہ!

محترمہ فرح دیبا: جناب سپیکر! شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں نے بجٹ پر بحث کے دوران آج ایک message دینا ہے اور میں اُس کو اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کروں گی۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو مختلف قوموں کی رہنمائی کے لئے بھیجا اور یہ سلسلہ صحابہ کرام اور اولیائے کرام سے ہوتا ہوا ہم تک پہنچا کہ ہم نے دین اور عوام کی خدمت کیسے کرنی ہے اور عوام کے مسائل کا حل کیسے تلاش کرنا ہے۔ اسلام کے مطابق حقوق اللہ معاف ہو جائیں گے مگر حقوق العباد معاف نہیں ہوں گے لہذا ایک کامیاب حکومت چلانے کے لئے ان چیزوں پر عمل کرنا بہت ضروری ہے۔

خدا نے آج تک اُس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

جناب سپیکر! بجٹ 12-2011 پر بحث کا سلسلہ جاری ہے، خواہ وہ ایوان میں ہو، خواہ الیکٹرانک میڈیا، خواہ پرنٹ میڈیا کے ذریعے سے ہو۔ میں سب سے پہلے ایک افسوسناک بات کروں گی کہ ہماری اپوزیشن جماعتیں جس انداز سے پنجاب حکومت کے عوام دوست بجٹ کو تنقید کا نشانہ بنا رہی ہیں یہ لمحہ فکریہ ہے۔ یہ لمحہ فکریہ اس لئے ہے کہ پچھلے سال ایک سیلاب آیا تھا جس میں ہمارے پورے پاکستان کے اندر مختلف جگہوں پر انسانی جانوں اور مال کا ضیاع ہوا تھا۔ ایک اور ایسا سیلاب آیا جو پاکستان کے ہر گھر میں تباہی لایا اور وہ سیلاب سابقہ حکومت کی ناکام پالیسیوں اور موجودہ حکومت کی اقتدار سے محبت کا نتیجہ ہے۔

جناب سپیکر! میں پاکستان مسلم لیگ (ن) کی ایک چھوٹی سی ورکر ہوں اس لئے میں اُس حد تک یہ بات کرنا چاہوں گی کہ وزیر اعلیٰ پنجاب اور اُن کی ٹیم نے جس طرح دن رات محنت کر کے عوام دوست بجٹ بنایا اور اس بجٹ کو خاص طور پر اس نظر سے دیکھا گیا جو پورے پاکستان کے ہر گھر میں سیلاب ہے، اللہ کرے کہ ہم اُس سیلاب سے اپنے ملک کو بچا لیں اور اپنے ہر ادارے کو بچا لیں۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ بات کرنا چاہوں گی کہ یہ بجٹ عوامی خواہشات کے مطابق بنایا گیا۔ مسلم لیگ (ن) ایک جماعت نہیں بلکہ ایک مشن، ایک سوچ اور ایک vision ہے جس کی قیادت

کے اندر جذبہ حب الوطنی کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ ہماری جماعت نعروں پر نہیں بلکہ عملی کاموں پر یقین رکھتی ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس کی عملی تعبیر پیش کر کے پنجاب کی غریب عوام کو نہ صرف سستی چھت بلکہ سستی روٹی بھی دی۔ میں یہاں پر سب سے پہلے سستی روٹی کی بات کروں گی کہ یہاں پر بہت عرصہ سے تنقید ہو رہی ہے کہ سستی روٹی پر اربوں روپیہ ضائع کیا گیا۔ ہمارے قائد نے ملکی حالات دیکھ کر اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر سستی روٹی کا پروگرام شروع کیا تھا اور کسی بھوکے، غریب، یتیم کو روٹی کھلانا اور ہماری ایسی جوان یتیم بچیاں بھی ہیں جو سڑکوں پر کھڑی ہو کر بھیک مانگتی ہیں اور ہمیں اُن کو پیسے دیتے ہوئے شرم آتی ہے۔ ہم نے سستی روٹی کی بات بڑے بڑے گھروں اور بڑی بڑی گاڑیوں والوں کے لئے نہیں کی تھی بلکہ غریبوں کے لئے سستی روٹی کا پروگرام شروع کیا گیا تھا۔ اگر ان کے پاس ایسے ثبوت ہیں کہ یہ پیسا پنجاب حکومت نے اپنی جیب میں ڈالا ہے تو یہ ثبوت لے کر آئیں۔ ہم لوگ point scoring سے کب باہر آئیں گے اور دوسری سیاسی جماعتوں سے تعلق رکھنے والے میرے بھائی اور بہنیں ان لوگوں کو تنقید کا نشانہ بناتے ہیں جو لوگ اچھے کام کرتے ہیں۔ اس کے بعد میں چھت کی بات کرتی ہوں اور میں اپنے تمام بہن بھائیوں سے گزارش کرتی ہوں کہ یہ رات کو سونے سے پہلے اللہ تعالیٰ کو یاد کریں اور اُس کے بعد سوچیں کہ وہ چھت کے نیچے سوئے ہوئے ہیں تو ہمارے اس ملک میں ایسے لوگ بھی ہیں جن کے پاس چھت نہیں ہے، جن کے پاس گھر نہیں ہیں۔ جوان بچیاں، بلکتے ہوئے معصوم بچے، بزرگ اور اپاہج لوگ بھی سڑکوں پر سوئے ہوئے ہیں تو اگر وزیر اعلیٰ پنجاب نے ان لوگوں کے لئے چھت کی بات کی ہے اور اگر یہ گناہ ہے تو میں پارٹی کی ورکر ہونے کے ناتے اُن سے بار بار اپیل کرتی ہوں کہ وہ یہ گناہ بار بار کریں اور اُس وقت تک یہ گناہ کرتے رہیں جب تک ہمارا پورا پاکستان آشیانہ نہ بن جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہاں پر بات ہو رہی ہے کہ پڑھے لکھے لوگوں کو ڈرائیور بنایا جائے گا، مجھے یہ بتائیں کہ ایم بی بی ایس اور پی ایچ ڈی کر کے ہمارے لوگ یورپ میں جا کر ٹیکسی چلانا فخر محسوس کرتے ہیں تو وہ لوگ اپنے ملک کے اندر اور اپنے ملک کی ترقی کے لئے اپنے ہی ملک کے اندر اگر ٹیکسی چلاتے ہیں اور ان کو روزگار مل جاتا ہے تو یہ معجزہ سے کم نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اپوزیشن نے جس انداز سے تنقید کی ہے میں اُس کو بابا بلھے شاہ کے ایک شعر سے بیان کروں گی اور اس کے ساتھ ہی بجٹ پر اپنی بحث کا اختتام بھی کروں گی۔

بُرا بندہ لبھن ٹُریا بُرا نہ لبھیا کوئی
اپنے اندر جھاتی ماری میتھوں بُرا نہ کوئی
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئر مین: شکریہ۔ محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ!

محترمہ فوزیہ بہرام: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ رب العلمین۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ بجٹ تقریر حکومتی تعریفوں اور انہوں نے کاموں کا ایک جھوٹ کا پلندا ہے جس پر پڑھے لکھے تو کیا جاہل دیہاتی عوام بھی یقین نہیں رکھتے۔ وزیر خزانہ نے تو بھولنا ہی تھا، وہ تو ایک عارضی وزیر خزانہ تھے مگر وزیر اعلیٰ صاحب بھی شاید بھول گئے کہ 80 فیصد عوام دیہاتوں میں بستے ہیں جن کے لئے آشیانہ جیسی 1988 کی سکیموں میں اب گدھے، جانور بندھے ہوئے ہیں اور آوارہ کتوں اور گیدڑوں کی رہائش گاہیں ہیں اور چکوال میں بھی یہی حال ہے۔ اس 1988 کی آشیانہ سکیم کی طرز کی سکیم کا انجام بھی پتا کر لیں اور وہ بے سہارا غریب، بے گھر لوگوں کے گھروں کو بھی مرمت کرائیں اور ان کو قابل رہائش بنائیں جس کی شدید ضرورت ہے۔ بجٹ کی کتابوں کو کئی ماہ بعد شاید سیاسی حضرات پڑھ سکیں۔ Estimates of Charged Expenses depend on grants کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتی ہوں۔

چودھری ندیم خادم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی، چودھری صاحب!

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! محترمہ لکھی ہوئی تقریر پڑھ رہی ہیں۔

جناب چیئر مین: نہیں، نہیں۔ محترمہ notes consult کر رہی ہیں۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ جی، محترمہ! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! ڈویلپمنٹ کی دو کتابیں ہیں ان کے صفحات 47 سے 52 تک ٹاؤن ڈویلپمنٹ کے لئے ہیں۔ Roads and Bridges کے لئے صفحات 53 سے 171 ہیں۔ گورنمنٹ بلڈنگز 173 سے لے کر 399 تک ہیں Loans to Municipalities کے لئے صفحات 401 سے 411 ہیں۔ یہ سارا کچھ جو ان صفحات پر لکھا ہے۔

This is nonsense Expenditure and Receipt Estimates is day dream. Grants receipts which amounts to billions, mainly depend on grants. From where are you getting so

many grants for you? You made a budget which depends on grants of billions of rupees. Supplementary budget is already included in it.

جناب سپیکر! Supplementary Budget عام طور پر بعد میں ہوتا ہے لیکن یہ main بجٹ in advance ہی شامل کر لیا گیا ہے۔

Oblong books for Annual Development Programme Vol-I and Vol-II which are impossible to cover.

اگر کسی نے یہ کتابیں پڑھی ہیں تو وہ میرے ساتھ اتفاق کرے گا کہ یہ کتابیں cover کرنا بالکل ناممکن ہے۔ میں کامران مائیکل کو مبارکباد دیتی ہوں کہ انہوں نے جس حوصلے کے ساتھ روانی اور گرمجوشی سے تقریر کی تھی۔ پاکستان اور خصوصی طور پر پنجاب خدا کے سہارے چل رہا ہے اور جن کو خدا نے وزیراعلیٰ اور وزراء کا کام دیا ہے وہ صرف وقت گزار رہے ہیں۔

جناب سپیکر! ملاوٹ کو سرکاری cover حاصل ہے۔ یوریا، بند ڈبے والے دودھ فروش تو کیا بھینسوں اور گائیوں کے کھلے دودھ فروش بھی یوریا استعمال کر رہے ہیں۔ حکومت بتائے کہ اس کے لئے اس نے کیا کیا ہے، کیا ملاوٹ کو روکنا حکومت کا کام نہیں ہے؟

جناب سپیکر! یورپ کی کھاد کا تجربہ افریقہ سے شروع ہوا اور اب یہ حال ہے کہ جس کے پاس ایک کنال کا رقبہ ہے وہاں کھاد پانی کے باوجود گھاس کا ایک پتا بھی اس زمین میں نہیں اگتا۔ زمینیں بنجر، ماؤں کے دودھ خشک، عوام، بچے اور مائیں کمزور لاغر اور سب موت کا انتظار کر رہے ہیں۔ عوام کی تعداد کم ہوئی تو یورپ کے ممالک آسانی سے حکومت کریں گے۔ بچے کم پیدا کریں، یہ آواز کس کی ہے؟ دنیا میں یہ کس نے اور کہاں سے کہا کہ بچے کم پیدا کریں، فیملی پلاننگ کا لفظ کہاں سے نکلا؟ کیا کبھی سیاستدانوں نے یہ سوچا آئیے آج سے مل کر اپوزیشن اور حکومت وعدہ کریں کہ ایک دوسرے کی عزت کریں گے، وعدہ کریں کہ جاہلوں اور گلی میں شور مچانے والے انپڑھوں کی طرح ہرگز ایک دوسرے کے لیڈروں پر حرف نہ اٹھائیں گے اور نہ آوازے کسیں گے۔ وہ وقت کب آئے گا کہ جب عزت مآب سپیکر صاحب ایوان کو friendly way میں run کر سکیں گے؟ اپوزیشن کی بات حکومت سنے گی، بات ملکی مفاد کی ہو تو امن ہوگا، مشورہ اور تجویز دینے والا کوئی بھی ہو اگر وہ قابل عمل، قابل تعریف اور عوام کی بہتری کے لئے ہو تو اس پر عمل ہوگا۔ پیلو کیب سکیم کا blue print کہاں ہے، planning کہاں ہے؟ روپیہ کتنا ملا مختص تو ہوا ہوگا، پنجاب دُبئی نہیں بن سکتا۔ انہیں چھوڑ کر اپنے صوبے اور ملک کو سنبھالیں۔ لاہور میں رکشے بند

کر کے غریب مزدوروں کا روزگار اور غریب سواریوں کے لئے جو ییلو کیب سکیم لا رہے ہیں اس کا مہنگا کرایہ کیسے ادا کریں گے ؟ انڈیا، ملائیشیا اور بہت سے ملکوں میں اس وقت بھی رکشے چل رہے ہیں اس کی وجہ ان ممالک کے لوگوں کی غربت ہے، پاکستان ایک زرعی ملک ہے۔ بجٹ میں یہ یاد رکھ کر زراعت پر توجہ دینی چاہئے تھی۔ یہاں پیدا ہونے والے بے ہنگم فروٹ، سبزیوں کے ڈھیر اور ان کے لئے استعمال ہونے والی کھاد کی تحقیقات ہونی چاہئے کہ یہ کون سی کھاد ہے، کہیں یہ وہی کھاد تو نہیں جو افریقہ میں استعمال ہوئی اور بالآخر ایک گھاس کے پتے کو اگانے کے لئے بھی زمین ناپید ہو گئی۔ اس کو ڈھونڈیں، زراعت کے لوگوں کو اسے چیک کرنا چاہئے۔ پاکستان کو افریقہ نہ بننے دیں، پنجاب کو افریقہ نہ بننے دیں۔

جناب سپیکر! اگر تعبیر مکمل نہ ہوئی تو دانش سکول کے initiative سیاست کی بہت چھوٹی سی شہرت رہ جائیں گے۔ پنجاب میں لاتعداد سکول inactive ہیں، 80 فیصد تک بند ہیں، ان کا سدباب فوری طور پر کیا جانا چاہئے۔ تین ماڈل سکول بنیں گے تو existing سکولوں کا کیا ہوگا؟ تعلیم وہ چیز ہے جس کے متعلق حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ میں علم کا شہر ہوں اور علی رضی تعالیٰ عنہ اس کا دروازہ ہیں مگر ہم بھول گئے اور مغرب نے یاد کر لیا۔ رانا صاحب نے کچھ دن پہلے فرمایا تھا کہ ہنر سکھانے کے لئے سکول بنائیں گے تاکہ بے ہنر افراد روٹی کما سکیں، تعلیم پر توجہ دے سکیں۔ میں پوچھتی ہوں کہ ان پڑھ کیا ہنر سیکھیں گے اور جو بوڑھے لاچار بھوکے موت کا انتظار کر رہے ہیں وہ کون سا ہنر سیکھ کر روٹی کمائیں گے ؟ بجٹ حکومتی ترجیحات کو مقرر کرتا ہے لیکن یہ ترجیحات تو سیاسی ہیں، فری ٹیکس تجاویز، فوڈ سپورٹ پروگرام، آشیانہ سکیم، لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی ان ترجیحات کی مثالیں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ LTC کے ٹینڈر بھی ہو گئے مگر حکومتی vision ہرگز clear نہ ہے۔

جناب چیئرمین: محترمہ! Wind up کریں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! مجھے تھوڑا سا وقت اور دے دیں، میں پانچ دن سے اپنی تقریر کا انتظار کر رہی ہوں۔

جناب چیئرمین: میں نے جس طرح دوسرے ممبران کو تین سے پانچ منٹ دیئے ہیں اسی طرح آپ کو بھی تین منٹ دیتا ہوں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میں دو تین منٹ میں اپنی بات ختم کرتی ہوں۔ Gap in tax receiptsکے متعلق عرض ہے کہ ٹیکس معافی اور ٹیکس چھوٹ depends on foreign loansیہ کہاں سے آئیں گے؟ خواہ یہ قرضے وفاقی حکومت نے دینے ہوں۔

> There are no women comprehensive programmes of universities about latest science and studies which is required in our country.

اور نہ ہی بچوں کے لئے پروگرام جو مربوط اور مضبوط ہوں اور دانش سکول جبکہ مزید بہتر تعلیمی مراکز بچوں اور خواتین کے لئے بنائے جا سکتے ہیں جبکہ مزید بہتر تعلیمی ادارے بچوں اور خواتین کے لئے بنائے جا سکتے ہیں اور existing سکولوں کو بہتر کیا جا سکتا ہے۔

Health in the same way is de-proving. I am talking about public health.

لیکن سنجیدہ توجہ ٹی بی اور ہیپاٹائٹس کو آج تک نہیں دی گئی۔ چھوٹے شہروں کے لوگ منرل واٹر کے نام پر گندہ پانی پی کر ہیپاٹائٹس میں ملوث ہو رہے ہیں۔ جو گندہ پانی بڑے شہروں سے بھجوایا جاتا ہے اس لئے محکمہ صحت کو عوام کو احتیاط کے گر سکھانے چاہئیں۔ اس کے علاوہ میڈیکل کالج اور دوسرے کالج بھی incomplete ہیں۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ حکومت اپنی کمائی کے ذریعے بھی نہیں پہچان سکتی؟ پنجاب کے تمام stands ویران ہیں، بسوں ویگنوں کے اڈے، سکولوں اور شہروں کو برباد اور گندہ کر رہے ہیں۔ بلدیہ یعنی پنجاب کے اربوں روپے ضائع کئے جا رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: فوزیہ بہرام صاحبہ! پلیز اب ختم کریں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب چیئرمین! میں صرف ایک منٹ کی بات کر لوں جو بہت اہم ہے۔

جناب چیئرمین: پلیز ذرا مختصر کریں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب چیئرمین! میں بتا رہی ہوں کہ بلدیہ یعنی پنجاب کو اربوں روپے ماہانہ نقصان ہو رہا ہے لیکن محکمہ جات اپنی independent آمدنی کا کیوں نہیں سوچتے؟ یہ پہلے کھاتے، کماتے اور پھر بڑھاتے ہیں۔ پہلے سستی روٹی، پھر فوڈ سپورٹ پروگرام اور پھر گرین ٹریکٹر سکیم لے کر آئے آخر کار یہ شرمساری کا باعث بنے۔ بتائیں کہ 1988 کی آشیانہ سکیم اور لاہور کی روزانہ کی چوریاں ڈکیتیاں کس کھاتے میں جاتی ہیں؟

جناب چیئر مین: جی، تشریف رکھیں۔ اگلے سپیکر مخدوم احمد مجتبیٰ گیلانی صاحب ہیں۔ جی، گیلانی صاحب! بات کریں۔

چودھری ندیم خادم: جناب چیئر مین! وہ دیکھ کر پڑھ رہی تھیں۔

جناب چیئر مین: نہیں، وہ دیکھ کر تقریر نہیں کر رہی تھیں بلکہ صرف rules کو consult کر رہی تھیں۔ چودھری ظہیر الدین صاحب لیڈر آف دی پارلیمانی پارٹی ہیں انہوں نے categorically clear کیا ہے۔

I take her observation as correct. She is not reading fluff in the text.

وہ صرف quote کر رہی تھیں

That is not problem anyhow thank you very much madam.

جی، احمد مجتبیٰ گیلانی صاحب!

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب چیئر مین! ایک صاحب نے یہاں پر فوج کے متعلق غلط بات کی ہے اس لئے میں یہاں پر فوج سے متعلق بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب چیئر مین: جی، مخدوم صاحب! آپ بسم اللہ کرتے ہوئے اپنی بات کریں۔ میں کہوں گا کہ محترمہ کا مائیک بند کر دیا جائے۔

محترمہ فوزیہ بہرام: میں یہاں اپنے ملک کی فوج کو سلام پیش کرتی ہوں اور اُن لوگوں کی باتوں پر مذمت کرتی ہوں جنہوں نے فوج کے خلاف بُری بھلی باتیں کی ہیں۔۔۔

MR CHAIRMAN: Madam! I have given you extra time. I request the honourable member to please give the time to your own. I have given you fourteen minutes so I am sorry. You have five minutes and I have given you about eight minutes extra. Thank you very much.

جی، مخدوم احمد مجتبیٰ گیلانی صاحب!

سید احمد مجتبیٰ گیلانی: جناب چیئر مین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ ہم نے مصالحتی پالیسی کو اپناتے ہوئے آپ سے پہلے دن سے ہی یہ وعدہ کیا تھا کہ ہم بجٹ کو پاس کرائیں گے مگر چند reservations ہیں جو میں یہاں ضرور بتاؤں گا کہ:

اسماناں تے اڑدے پنچھی ویکھ تاں سہی کی کردے نیں
نہ اوہ کردے رِزق ذخیرہ نہ اوہ بھُکھے مردے نیں
کدی کسے نے پنکھ پکھیرو بھُکھے مردے ویکھے نیں
بندے ای کردے رِزق ذخیرہ، بندے ای بھُکھے مردے نیں
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین!وزیراعلیٰ اور وزراء کے اخراجات پر میں بات کروں گا۔ بجٹ 2010-11 میں وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کے اخراجات کا تخمینہ 266 ملین روپے اور وزراء کے لئے 140 ملین روپے رکھے گئے تھے۔بجٹ 2011-12 میں وزیراعلیٰ سیکرٹریٹ کے لئے 266 ملین روپے اور وزراء کے لئے 147 ملین روپے رکھے گئے ہیں۔ پیپلز پارٹی نے جب حکومت سے علیحدگی اختیار کی تو یہ رقم کم ہونی چاہئے تھی لیکن بڑھ گئی۔اسی طرح جاریہ اخراجات کے حوالے سے بتانا چاہوں گا کہ خادم اعلیٰ کہتے ہیں کہ ہم اخراجات کم کر رہے ہیں۔ جی ہاں، یہ تعلیم پر اخراجات کم کر رہے ہیں لیکن جاریہ اخراجات کو 388۔ارب روپے سے بڑھا کر 435۔ارب روپے کر دیا گیا۔ عمومی انتظامی اخراجات کو 458 ملین سے بڑھا کر 608 ملین روپے کر دیا گیا۔ تعلیمی امور اور خدمات کی مد میں 2010-11 میں 29۔ارب روپے رکھے گئے جسے کم کر کے 28۔ارب روپے کر دیا گیا اور اب 2011-12 میں یہ رقم 27۔ارب روپے کر دی گئی ہے۔اگر اس میں 15 فیصد افراطِ زر بھی شامل کر لیا جائے تو یہ اور بھی کم ہو جاتی ہے۔ ترقیاتی اخراجات 2010-11 میں 196۔ارب روپے مختص کئے گئے تھے جنہیں دوبارہ کم کر کے 139۔ارب روپے کر دیا گیا لیکن 2011-12 کے بجٹ میں اس رقم کو پھر 220۔ارب روپے دکھایا گیا ہے۔یہ وہ دھوکا ہے جو اعداد و شمار کے ذریعے لوگوں کو بے وقوف بنایا جا رہا ہے۔ 2010-11 میں پنجاب میں مستقل غیر ملکی قرضوں کا بوجھ 5.46۔ارب روپے تھا جو اس سال 2011-12 میں 9۔ارب روپے ہو جائے گا۔ خادم اعلیٰ کہتے ہیں کہ کشکول توڑ دیا ہے تو پھر یہ قرضے کیوں بڑھے؟ خادم اعلیٰ کی شاہ خرچیوں کا کیا کہنا کہ کمرشل بنکوں کا سرکاری قرضہ 2009-10 میں 165۔ارب روپے تھا جو 2010-11 میں 177۔ارب روپے ہو گیا لیکن 2011-12 میں 236۔ارب روپے تک جا پہنچا ہے۔یہ کیسی financial management ہے کہ ہمارا صوبہ قرض دار ہوتا جا رہا ہے؟اسی طرح میں بتاؤں گا کہ 2010-11 کے بجٹ میں وصولیوں کا ہدف 571۔ارب روپے رکھا جسے نظر ثانی کر کے 545۔ارب روپے کر دیا گیا۔ درحقیقت 30۔ جون کے بعد پتا چلے گا کہ اس معاملے کا کیا بنا ہے؟

2011-12 میں 656۔ارب روپے رکھے گئے ہیں، میں پوچھتا ہوں کہ کیا یہاں پر پٹرول نکل آیا ہے؟ سال 2010-11 میں 7.7۔ارب روپے پراپرٹی ٹیکس کی مد میں اکٹھا کرنے کا ہدف بتایا گیا مگر اُسی ہدف کو خود ہی 5.9۔ارب روپے کر دیا جبکہ 2011-12 کے بجٹ میں بھی 9۔ارب روپے اکٹھے کرنے کا اعلان کر دیا ہے لیکن بتائیں کہ یہ کیسے ہوگا؟ ہاں، ایک بات ضرور ہے کہ افیون کے کاروبار سے 60 ملین روپے اکٹھے ضرور ہو جائیں گے کیونکہ گزشتہ سال 13 ملین روپے اکٹھے کرنے کا اعلان کیا جا چکا ہے۔ حکومت پنجاب افیون کی ٹھیکیداری سے بجٹ وصولیوں کا ہدف ضرور پورا کرے گی۔ میں جائیداد کی خرید وفروخت کے حوالے سے بتانا چاہوں گا کہ جب ہم نے حکومت پنجاب کو چھوڑا تو اُس وقت پراپرٹی کے کاروبار میں حکومت پنجاب کو 370 ملین روپے کی آمدنی ہوئی جو اِن کے پیش کردہ بجٹ دستاویز میں درج ہے۔ 2010-11 میں انہوں نے 541 ملین روپے کا ہدف مقرر کیا لیکن اسے نظر ثانی کر کے صرف 15 ملین روپے کر دیا گیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ یہ ہدف بھی حاصل نہیں کر پائیں گے کیونکہ 2011-12 میں 20 ملین روپے حاصل ہونے کا target مقرر کیا گیا ہے۔ اسی طرح لگژری گاڑیوں پر ٹیکس کی مد میں حکومت پنجاب 679 ملین روپے کما رہی تھی جسے کم کرتے کرتے۔ 2010-11 میں 100 ملین اور اب 2011-12 میں 125 ملین روپے کر دیا ہے۔ غیر معمولی وصولیوں کے حوالے سے کہوں گا کہ اس مد میں خادم اعلیٰ نے 2010-11 میں 12۔ارب روپے اکٹھے کرنے کا اعلان کیا تھا جسے بعد میں کم کر کے 3.5۔ارب روپے کر دیا گیا اور اس سال یہ ہدف 4۔ارب روپے سے تجاوز کر گیا ہے اور غیر معمولی محصولات حکومت کی توقعات سے کم وصول ہوئیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ معاملات پر حکومت کی گرفت کمزور ہے اس لئے وصولیاں بھی نہیں ہو رہیں۔ سرکاری دستاویزات کی فروخت جو کہ انتہائی اہم ریکارڈ سمجھی جاتی ہیں اور لوگ انہیں ہاتھوں ہاتھ لیتے ہیں اور یہ فروخت سرکاری آمدنی کا حصہ ہوتی ہے تو 2011 میں انہوں نے اس مد میں 7۔ارب روپے حاصل کرنے کا کہا تھا لیکن خود ہی اسے 3۔ارب روپے کر دیا اور اس سال 3.7۔ارب روپے ظاہر کیا ہے جو حکومتی دستاویزات کی بے قدری نہیں تو اور کیا ہے، کیا یہ حکومت پر عدم اعتماد کی علامت نہیں ہے کہ لوگ اس حکومت کے انتہائی اہم کاغذات کو عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے اور ان پر خرچہ کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں؟

جناب چیئر مین! آخر میں شعر عرض کرتا ہوں کہ:

میڈی زندگی وگڑیا دھاگہ اے، اینکوں تنڑدا ونڑدا کوئی نیں
میڈے ٹوٹے کر سٹ ڈیندن، اتے گنڑدا گنڑدا کوئی نیں

میاں ہر کوئی چنڑدائے کلیاں، کوں ڈھٹے بھُل کوں چنڑدا کوئی نیں
ہن بس کر شاکر روون دی،تیڈی دھاڑ کوں سنڑدا کوئی نیں
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئر مین: عبدالحفیظ خان صاحب!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے۔ محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ!

محترمہ خدیجہ عمر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب چیئر مین کہ آپ نے مجھے بجٹ پر اظہار خیال کا موقع دیا۔ یہ صدیوں پرانا قصہ نہیں ہے بلکہ 2007 میں پنجاب کی سالانہ جی ڈی پی 8.4 فیصد تھی اور ہر سال 14 لاکھ ملازمتوں کے مواقع پیدا ہو رہے تھے لیکن آج یہ سب خواب لگ رہا ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کی غیر مستقل مزاجی کی وجہ سے پنجاب ناکام تجربات کی لیبارٹری بن چکا ہے۔ فوڈ سپورٹ پروگرام، سستی روٹی، لنگر خانوں اور گرین ٹریکٹر سکیم کی ناکامی کو دیکھتے ہوئے یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ اب ییلو کیب، 20 ہزار روپے قرض اور آشیانہ ہاؤسنگ سکیمیں بھی ناکام ہوں گی کیونکہ جنہوں نے یہ سکیمیں بنائی تھیں انہوں نے ہی یہ ناقص سکیمیں بنائی ہیں۔

جناب چیئر مین! میں یہاں پر وزیر اعلیٰ کی بچت مہم کی داستان آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتی ہوں کہ بچت کا بہت چرچا ہو رہا ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کا بجٹ 26 کروڑ روپے کا تھا لیکن خرچ 32 کروڑ روپے ہوئے، وزیر اعلیٰ کی صوابدیدی گرانٹ 3 کروڑ روپے تھی جبکہ خرچ 6.5 کروڑ روپے کر دیئے کیا یہ بچت ہے، ہیلی کاپٹر کے لئے 75 لاکھ روپے رکھے گئے جبکہ خرچ 2 کروڑ 87 لاکھ روپے کئے گئے، کیا یہ بچت ہے، ٹیلی فون کے لئے 85 لاکھ روپے رکھے گئے لیکن ایک کروڑ 56 روپے خرچ کر دیئے گئے کیا یہ بچت ہے، سفری اخراجات کے لئے 91 لاکھ روپے رکھے گئے جبکہ خرچ 2 کروڑ 44 لاکھ کر دیئے گئے کیا اسے بچت کہیں گے اور خادم اعلیٰ دو سیکرٹریٹ اور پانچ کیمپ آفس استعمال کر رہے ہوں تو یہ کون سی بچت ہے؟ اتنے مہنگے خادم اعلیٰ کا نام تو گنز بک آف ورلڈ ریکارڈ میں آنا چاہئے۔

جناب چیئر مین! blocked allocation کے نام پر اس بجٹ میں 33۔ارب روپے رکھے گئے۔ اتنی بڑی خطیر رقم اس ایوان سے کیوں چھپائی گئی اور blocked allocation کے ذریعے 33۔ارب روپے کی pocket money fund میں تبدیل کر دیا گیا۔ میں یہاں کہوں گی کہ blocked allocation نہیں یہ black allocation ہے۔ ایڈمنسٹریٹر اور اس وقت جو وزیر اعلیٰ صاحب کا عہدہ ہے تو ان پر یہ فرض ہے کہ وہ جو بھی اعلانات کریں یا جو بھی منصوبے بنائیں ان پر قائم رہیں

لیکن یہ حکومت غیر ملکی امداد نہ لینے پر 24 دن بھی قائم نہ رہ سکی۔ پنجاب حکومت اغیار سے 20۔ارب روپے امداد لے گی۔

جناب چیئرمین! House in order نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: اپوزیشن ممبران کی طرف سے اگر کوئی آکر میرے پاس request کرتا ہے تو اس کی بات بھی سننا میرے لئے ضروری ہے۔ آپ اپنی بات جاری رکھیں اور اس طرح آپ اپنا ٹائم ہی ضائع کر رہی ہیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب چیئرمین! وزیر اعلیٰ صاحب جس عہدے پر فائز ہیں انہیں ایسے کوئی اعلانات نہیں کرنے چاہئیں جن پر وہ پورا نہ اتر سکیں۔ پنجاب کی معیشت مزید کسی بیلو کیب کا دھکا برداشت نہیں کر سکتی۔ پہلے بیلو کیب کے لئے ڈائیوو سے deal کر کے دو قومی بنک دیوالیہ ہو گئے اور اب اسحاق ڈار نے فرانس کی کمپنی سے رابطہ کر کے چُھری کانٹے تیز کر لئے ہیں۔ (شیم، شیم)

جناب چیئرمین! بلدیاتی اداروں کے لئے 148۔ارب روپے دھوکا دہی ہے، اگر پنجاب کے حکمرانوں کو اپنی کارکردگی پر اتنا ہی فخر ہے تو وہ بلدیاتی انتخابات کرانے کا اعلان کریں۔ پنجاب لٹ رہا ہے جبکہ اقلیتی حکومت اپنے وسائل لوٹوں پر لٹا رہی ہے۔ سیلاب کی تباہی کے ذمہ داروں کے خلاف کارروائی کی جائے۔ 20 ہزار روپے کی پہلی قسط 100 فیصد متاثرین کو ملی ہے اور نہ ہی کوئی model village بنایا گیا ہے۔ جنوبی پنجاب کے لئے کاغذوں میں جو رقم رکھی گئی وہ خرچ نہیں ہوئی۔ میری گزارش ہے کہ چودھری پرویز الٰہی سے دشمنی کی سزا پنجاب کے عوام کو ہرگز نہ دی جائے۔ وزیر اعلیٰ کا کارڈیالوجی ہسپتال اور ڈیرہ غازی خان کے میڈیکل کالج انتقامی کارروائی کے منہ بولتے ثبوت ہیں جہاں مریض اور ڈاکٹر رُل رہے ہیں جبکہ چودھری پرویز الٰہی کی حکومت میں سڑکوں پر آئے بغیر ڈاکٹروں کو عزت ملتی تھی۔ وزیر اعلیٰ کے دو سیکر ٹریٹ اور پانچ رہائش گاہوں کو کیمپ آفس کا درجہ حاصل ہے اور وزیر اعلیٰ کی غیر مستقل مزاجی اور کثیر الازدواجی روّیے نے صوبے کو تباہ کر کے رکھ دیا ہے۔ (شیم، شیم)

جناب چیئرمین! اگر معزز ممبر چودھری مونس الٰہی کے پروڈکشن آرڈر جاری کر دیئے جاتے تو وہ خود آکر یہاں پر اپنی تجاویز پیش کرتے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "ڈاکو، ڈاکو" کی آوازیں)

جناب چیئرمین: محترمہ اپنی بات جاری رکھیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں نے یہاں پر اپنی تقریر میں جو تجاویز دی ہیں یہ ہمارے لیڈر ممبر صوبائی اسمبلی چودھری مونس الہیٰ کی تھیں۔ براہ کرم انہیں ریکارڈ کا حصہ بنایا جائے جس کی کاپی میں اسمبلی سیکرٹریٹ کو فراہم کرتی ہوں۔

(اس مرحلہ پر محترمہ خدیجہ عمر نے تحریری تقریر جناب چیئرمین کے حوالے کی)

جناب سپیکر! blocked allocation کے نام پر 33-ارب روپے پارٹی فنڈ میں تبدیل کر لئے گئے، یہ blocked allocation ہے کثیر الازدواج غیر مستقل مزاج وزیراعلیٰ نے صوبہ تباہ کر دیا، مونس الہٰی ییلو کیب کے لئے پہلے ڈائیوو سے ڈیل کی گئی اب اسحاق ڈار نے فرانس کی کمپنی سے رابطہ کر کے چھری کانٹے تیز کر لئے۔ شریف برادران نے پنجاب کو ناکام تجربات کی لیبارٹری بنا دیا، مونس الہٰی کی بجٹ تقریر خدیجہ عمر فاروقی نے اسمبلی میں پڑھی۔ سپیکر پنجاب اسمبلی کی طرف سے درخواست کے باوجود مونس الہٰی کے لئے پروڈکشن آرڈر جاری نہ کئے جانے پر پاکستان مسلم لیگ کے سینئر رہنما مونس الہٰی کی بجٹ کی تقریر اپوزیشن ممبر خدیجہ عمر نے ایوان میں پڑھی۔ جو پنجاب اسمبلی کی تاریخ میں اپنی نوعیت کا منفرد واقعہ ہے۔ خدیجہ عمر فاروقی نے مونس الہٰی کی تقریر پڑھتے ہوئے کہا کہ کثیر الازدواج اور غیر مستقل مزاج وزیراعلیٰ نے خوشحال صوبہ تباہ کر دیا۔ blocked allocation کے نام پر 33-ارب روپے کی خطیر رقم کو پارٹی فنڈ اور پاکٹ منی میں تبدیل کر لیا گیا یہ blocked allocation ہے۔ پنجاب حکومت ترقیاتی بجٹ 50 فیصد بھی خرچ نہیں کرتی جبکہ غیر ترقیاتی بجٹ کے استعمال کی شرح 100 فیصد سے زائد ہوتی ہے ہر سال 30 فیصد سے زائد ریونیو اکٹھا نہ کر سکنا bad governance کی انتہا ہے۔ ییلو کیب کے لئے شریف برادرن نے پہلے ڈائیوو سے ڈیل کی اب اسحاق ڈار نے فرانس کی ایک کمپنی سے رابطہ کر کے چھریاں کانٹے تیز کر لئے، بہت جلد یہ سکینڈل منظر عام پر آ جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ سپیکر اسمبلی نے مونس الہٰی کے پروڈکشن آرڈر جاری نہ کر کے غیر جمہوری روایت کو تقویت دی۔ انہوں نے مونس الہٰی کی طرف سے بجٹ تجاویز دیتے ہوئے کہا کہ وزیراعلیٰ پنجاب اپنے باقی اعلانات کی طرح غیر ملکی امداد نہ لینے کے اعلان پر 24 دن بھی قائم نہ رہ سکے۔ وزیراعلیٰ نے صوبہ کو ناکام تجربات کی لیبارٹری بنا دیا، ان سے درخواست ہے کہ مزید تجربات رائیونڈ پیلس کی حدود تک محدود کر لیں۔ ابھی کل کی بات ہے پنجاب کی جی ڈی پی 8.4 فیصد تھی اور ہر سال 14 لاکھ نئی ملازمتوں کے مواقع پیدا ہو رہے تھے جو آج سب خواب لگتا ہے۔ سستی روٹی، پنجاب فوڈ سپورٹ

پروگرام اور ناکام گرین ٹریکٹر سکیم کی طرح آشیانہ، دانش سکول، ییلو کیب اور 20ہزار روپے امداد والی سکیمیں بھی ناقص، دھوکادہی اور لوٹ مار کا ذریعہ ہیں۔انہوں نے کہا ییلو کیب سکیم پہلے بھی دو قومی بنکوں کو مکمل دیوالیہ کر چکی ہے۔ لاء اینڈ آرڈر کی حالت اس حد تک خراب ہو چکی ہے کہ عوام کا جان ومال، عزت گھر کے اندر محفوظ ہے اور نہ گھر کے باہر۔1997کی قیمتیں واپس لانے کے دعوے کرنے والوں کے دور میں اشیائے خورد نوش کی قیمتیں200فیصد تک بڑھ چکی ہیں غریب خود کشیوں پر مجبور ہیں۔ انہوں نے کہا کہ وزیراعلیٰ کی بچت مہم کا ڈرامہ فلاپ شو ثابت ہوا، ہر سال کی طرح اس سال بھی تمام تر اخباری دعوؤں کے باوجود وزیراعلیٰ اپنے سیکرٹریٹ کے اخراجات کنٹرول نہیں کر سکے۔ گزشتہ سال 26کروڑ روپے کی بجائے 32کروڑ روپے کے اخراجات کئے گئے۔ صوابدیدی فنڈ3کروڑ روپے تھا خرچ 6.5کروڑ روپے کئے گئے ہیلی کاپٹر کے تیل کے لئے75لاکھ روپے رکھے گئے مگر خرچ2کروڑ87لاکھ کئے گئے، وزیراعلیٰ دو سیکرٹریٹ اور پانچ رہائش گاہیں استعمال کر رہے ہیں جنہیں کیمپ آفس کا درجہ حاصل ہے یہ کہاں کی بچت اور سادگی ہے ؟اس مہنگے ترین خادم اعلیٰ کا نام گنیز بک آف ورلڈ ریکارڈ میں آنا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ وزیراعلیٰ کی کارکردگی اچھی ہوتی تو بلدیاتی انتخابات کے انعقاد سے کبھی نہ بھاگتے۔انہوں نے کہا کہ جنوبی پنجاب کے 100فیصد سیلاب متاثرین کو تاحال امداد کی پہلی قسط بھی نہیں ملی ایک سال بعد بھی کوئی ماڈل ویلج مکمل نہیں ہوا جنوبی پنجاب کے لئے کاغذوں میں جو رقم رکھی جاتی ہے وہ خرچ بھی کاغذوں میں ہی ہوتی ہے، پنجاب لٹ رہا ہے مگر اقلیتی حکومت سرکاری وسائل لوٹوں پر لٹا رہی ہے۔

جناب چیئرمین: ملک صاحب! آپ کا ٹائم شروع ہو چکا ہے۔ پلیز، آپ اپنا ٹائم ضائع نہ کریں۔

جناب شاہان ملک: جناب چیئرمین! بجٹ کے اس اجلاس کے موقع پر میں چند گزارشات کرنا چاہتا ہوں۔ ہم نے بجٹ کی تقریر کو بڑے غور سے سنا ہے اور اس پر توجہ بھی کی ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ---(شور وغل)

MR CHAIRMAN: Order in the House.

جناب شاہان ملک: جناب چیئرمین! ہمیں اس میں ایک گورکھ دھندا محسوس ہوا جب خادم اعلیٰ پنجاب یہاں پر تشریف لائے اور انہوں نے بڑی دل کو موہ لینے والی تقریر کی جس میں ایک موقع پر انہوں نے 75-ارب روپے کے ڈاکے کا تذکرہ کیا۔ بہت اچھی بات ہے جو چور ہو، جو ڈاکو ہو، جو رشوت خور ہو، جو بد دیانت ہو، جو کرپٹ ہو اُسے اُس کے انجام تک پہنچانا چاہئے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت

پنجاب کا ترقیاتی بجٹ 220۔ارب روپیہ ہے اور میں آپ کو دعوے سے کہتا ہوں کہ جتنے معزز ممبران اسمبلی یہاں پر بیٹھے ہیں یہ بھی میری اس بات کی تائید کریں گے۔اگر انہوں نے اپنے اللہ کو جان دینی ہے تو بتائیں کہ کیا سرکاری محکموں میں ہر سال، میں وفاق کے محکموں کا تو نہیں کہہ سکتا کیونکہ ہمارا واسطہ صوبے سے ہے کہ کیا ہر محکمے میں 24 فیصد کمیشن کی زد میں نہیں جاتا، کیا 220۔ارب کا 24 فیصد جو کم از کم ہے کیا وہ 53۔ارب روپیہ نہیں بنتا اور کیا ان تین سالوں میں 5۔ارب روپے کی سیدھی سیدھی کرپشن نہیں ہوئی؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ کون سا ایسا محکمہ ہے، ہم گفتار کے غازی تو بہت بنا کرتے ہیں، آج ان تین سالوں میں اگر آپ نے کسی سیاست دان سے انتقام لینا ہو تو آپ کو وہ قاف سے جا کر بھی اس کا بنک اکاؤنٹ لے آتے ہیں۔کیا پنجاب کی بیوروکریسی سے پوچھنے اور at random چیک کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی کہ اٹھارہویں گریڈ کا افسر چار کنال کی کوٹھی کہاں سے لیتا ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

کیا یہ کبھی پتا کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی کہ آج ایک پٹواری جس کا سکیل ایک کلرک کے برابر ہے وہ 20 مربع کمرشل زمین کا مالک کیسے بن جاتا ہے؟ آج ایک تھانیدار پیسے دے کر تھانے میں لگتا ہے، ہم بات کرتے ہیں لاء اینڈ آرڈر کی، ہم بات کرتے ہیں اس معاشرے کو منشیات سے پاک کرنے کی، جو تھانیدار 5 لاکھ روپے دے کر لگے گا وہ سائیکل چور سے تو پورا نہیں کر سکتا۔میں چند اور گزارشات کرنا چاہتا ہوں کہ آپ جتنے بھی محکمے اٹھالیں ہر محکمے کی یہی تفصیل ہے۔15۔ارب روپیہ کرپشن کی مد میں ہم تنوروں میں جھونک چکے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "شیم، شیم" کی نعرہ بازی)

جناب چیئرمین: ملک صاحب! اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب شاہان ملک: جناب سپیکر! تقریباً 4۔ارب روپے کے قریب رمضان پیکج آرہا ہے۔مجھے غریب کو روٹی دینے پر اعتراض نہیں ہے لیکن میں یہ جانتا ہوں اور حلفاً کہتا ہوں کہ جس تنور والے کو 8 لاکھ روپے ملتے تھے وہ 2 دیتا تھا اور 6 کھاتا تھا۔(نعرہ ہائے تحسین)

کیا یہ درست ہے کہ 4۔ارب روپے کا رمضان پیکج لایا جا رہا ہے؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ یہ سستی روٹی سکیم کا Episode No.2 ہو اور یہ پیسا بھی کرپشن کی نذر ہو جائے؟ میں اس پر بھی روشنی ڈالنا چاہتا ہوں کہ پچھلے سال جب چیف منسٹر پنجاب سیلاب زدگان کے لئے یہاں سے آٹا لے کر صوبہ سرحد پہنچے تو آپ کے

پٹواریوں، آپ کے DORs اور آپ کے تحصیلداروں نے 23 لاکھ روپیہ چیف منسٹر کے نام پر اکٹھا کیا۔ کیا کبھی اس حساب کو کسی نے چیک کیا؟

جناب چیئرمین: شکریہ۔ ملک صاحب!

جناب شاہان ملک: جناب چیئرمین! میرے دو تین منٹ ضائع ہو گئے تھے، میں ابھی wind up کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: وہ تو آپ کی وجہ سے ضائع ہوئے، ہماری وجہ سے تو نہیں ہوئے۔ بہت شکریہ

جناب شاہان ملک: جناب چیئرمین! اُس طرف سے بھی ہوا ہے، میں اب wind up کر رہا ہوں۔ واٹر سپلائی سکیم کی مد میں آپ نے ایک ارب 82 کروڑ روپیہ دیا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس پر توجہ فرمائی جائے، کروڑ 16 کروڑ روپے کی واٹر سپلائی سکیم صرف user committee کی نااہلی کی وجہ سے دس بارہ ہزار روپے کے بل کی وجہ سے بند ہو جاتی ہے۔ آپ چونکہ مجھے بار بار روک رہے ہیں اس لئے مجھے اپنی تقریر صرف اس شعر کے ساتھ ختم کرنا پڑے گی کہ:

جہاں بھونچال بنیادِ فصیل و در میں رہتے ہیں
ہمارا حوصلہ دیکھیں ہم ایسے گھر میں رہتے ہیں

جناب چیئرمین: خواجہ عمران نذیر صاحب!

خواجہ عمران نذیر: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے ایسے میں ایک بہترین اور متوازن بجٹ پیش کرنے پر وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور کامران مائیکل کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ کامران مائیکل نے بہترین بجٹ تقریر کی، اس کی وجہ سے پوری دنیا میں اللہ کے فضل سے پاکستان اور پنجاب کا image بہت بلند ہوا ہے۔ میں فنانس منسٹر اور ان کی پوری ٹیم کو یہ بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرنا چاہوں گا۔ چونکہ ٹائم بہت کم ہے اور ممبران نے بھی بات کرنی ہیں اس لئے میں ایک دو چیزوں پر بات کرکے اجازت چاہوں گا۔ ان نامساعد اور بُرے حالات کے باوجود کہ جب سیلاب آیا ہوا تھا اور پنجاب کے بیشتر حصے سیلاب سے متاثر ہو چکے تھے، خصوصی طور پر میاں محمد شہباز شریف نے اغیار کی بھیک نہ لینے کا جو اعلان کیا ہے، یہاں پر بہت سارے دوستوں نے باتیں کیں، مختلف talk shows پر بھی بات ہوئی، بار بار اس چیز کو توڑا اور مروڑا جاتا رہا۔ مجھے اس بات کا جواب چاہئے کہ اگر آج ہم نے میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف صاحب کی قیادت تلے اس چیز کا فیصلہ کر ہی لیا

ہے کہ ہم نے کسی بھی ایسے غیر سے اس طرح کی بھیک نہیں لینی جس سے ہمیں اپنے گھر کو بیچنا پڑے، جس سے ہم ڈرون حملے نہ رکوا سکیں اور جس سے ہمیں اپنی پالیسیوں کو اغیار کی مدد سے چلانا پڑے تو کیا یہ گناہ ہے، عزت، غیرت اور حمیت کے ساتھ جینا، کیا یہ ہمارا گناہ ہے؟ ایسے تمام لوگ جو غلامی کی زندگی میں رہنا چاہتے ہیں ہمیں ان کے مشورے نہیں چاہئیں۔ ہم روکھی سوکھی کھا کر بھی گزارا کریں گے لیکن اغیار کی بھیک نہیں لیں گے۔ ہاں! ہمارے وہ دوست ممالک جو واقعتاً ہر مشکل وقت میں پاکستان اور پنجاب کے لوگوں کی مدد کرتے رہے ہیں، ہمارے وہ دوست ممالک کہ جنہوں نے ہمیشہ سے اسلامی بھائیوں کا خیال رکھا ہے اور میرا خیال ہے کہ ان کا نام لینے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ سعودی عرب، چائنا اور دیگر ایسے ممالک جو نیک نیتی سے ہمارے projects کو funding کرنا چاہتے ہیں، ہمیں ان کی support سے کبھی انکار رہا ہے اور انشاء اللہ نہ کبھی انکار ہو گا۔ ہمیں صرف اعتراض اُس بھیک پر ہے جس بھیک کو لے کر پلنے اور چلنے کی عادت ان ناسوروں کو ہو چکی ہے اور یہ اس بھیک سے باہر نہیں نکلنا چاہتے۔ یہاں پر بہت ساری باتیں سننے کو ملی ہیں۔ یہاں پر لوگوں نے یہ بھی کہا کہ جب ہم چھوڑ کر گئے، ابھی میرے ایک بھائی نے بات کی کہ جب ہم چھوڑ کر گئے تو میں صرف ایک بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ تمام دنیا اور میڈیا کو معلوم ہے کہ چھوڑ کر کوئی نہیں گیا، نکالا ضرور گیا۔

جناب چیئرمین! یہاں پر ایجوکیشن کی بار بار بات ہوتی ہے تعلیم کے معاملات میں کوئی دو رائے نہیں ہیں کہ کوئی بھی قوم اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتی جب تک سب کو تعلیم کے یکساں مواقع فراہم نہ کئے جائیں۔ دانش سکولوں پر بہت اعتراض آیا ہے لیکن مجھے یہ بتایا جائے کہ آج اگر میاں محمد شہباز شریف نے آغاز صبح نو کر دیا ہے ان بچوں کے لئے جن کے سر پر ہاتھ رکھنے والا اللہ کی ذات کے علاوہ کوئی نہیں تھا، ان بچوں پر جن کا talent کبھی جنوبی پنجاب اور کبھی اٹک اور کبھی میانوالی میں بھٹکتا ہے اگر آج اس talent پر میاں محمد شہباز شریف صاحب اور پنجاب حکومت نے محض اس نیت سے ہاتھ رکھ دیا کہ وہ انشاء اللہ تعالیٰ پنجاب کا مستقبل ہیں۔ میں آج چیلنج کے ساتھ دانش سکولوں کے حوالے سے بات کر رہا ہوں کہ آنے والا وقت یہ ثابت کرے گا کہ انہی دانش سکولوں سے ڈاکٹر عبدالقدیر خان نکلے گا، انہی دانش سکولوں سے بو علی سینا نکلے گا، انہی دانش سکولوں سے سر سید احمد خان نکلے گا۔

جناب سپیکر! بات سیاست برائے سیاست کی ہوتی ہے۔ سیاست برائے سیاست نہیں، آج شہباز شریف صاحب پر الزام لگانے والے اپنے گریبانوں میں جھانک کر دیکھیں کہ یہ وہ چیف منسٹر ہیں جنہوں نے نئے ہیلی کاپٹر نہیں خریدے، یہ وہ چیف منسٹر ہیں کہ اگر وہ چاہتے تو ہر سال تیس کروڑ روپے

کاsecret fundsاڑا دیتے جس طرح ماضی میں لوگ اڑاتے رہے ہیں۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ میاں محمد شہباز شریف صاحب نے ایک سکہ بھی اسsecret fundsسے خرچ نہیں کیا۔ یہ وہ چیف منسٹر ہیں کہ جس کی تنخواہ آج بھی فاطمہ میموریل ہسپتال میں جاتی ہے۔ یہ وہ چیف منسٹر ہے جس کے گھر میں پٹواریوں کا دردورہ نہیں ہوتا، یہ وہ چیف منسٹر ہے جو اپنی ذاتی تشہیر کرنا پسند نہیں کرتا۔ یہ وہ چیف منسٹر ہے جو پڑھے لکھے پنجاب کے نام پر اربوں روپے کا فراڈ نہیں کرتا۔

جناب چیئرمین: جی، بہت شکریہ

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! میں آخری بات کر کے اپنی تقریر ختم کر رہا ہوں کہ پورے پاکستان اور پنجاب کے عوام کو پتا ہے کہ کون ہے جو نیک نیتی سے کام کر رہا ہے۔ آج لوگوں کے چہروں پر مایوسی ہے، آج لوڈ شیڈنگ نے لوگوں کا بیڑہ غرق کر رکھا ہے، پٹرول بم صرف پنجاب کے لوگوں پر گرایا جا رہا ہے لیکن ہمارا یہ عزم ہے اور الحمدللہ اسمبلی کے floor سے میں اپنی پوری قوم کو پیغام دینا چاہتا ہوں کہ ہماری پنجاب حکومت نے 500 میگا واٹ بجلی پیدا کرنے کے منصوبوں پر کام کا آغاز کر دیا ہے۔

جناب چیئرمین: جی، بہت شکریہ۔ محترمہ نیلم جبار صاحبہ!

خواجہ عمران نذیر: جناب چیئرمین! میں صرف ایک شعر پڑھ کر ختم کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ میں نے آپ کو تین منٹ زیادہ دیئے ہیں۔

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ:

تسلیم کہ رات اندھیری ہے
الہام کی گھمن گھیری ہے
تیرا تن زخموں سے چور بہت
میرا دل غم سے رنجور بہت
اے کعبہ و دل اے معبد جاں
تجھے زخمی چھوڑ کر جاؤں کہاں
میرے جیتے جی ان کھیتوں پر
ان شہروں پر ان نہروں پر

آسیب کی زردی چھائے کیوں
تیرے نین کنول مرُجھائیں کیوں
سر رکھ دیں گے ہر پتھر پر
جاں دے دیں گے ہر ٹہنی پر
ہم آنچ نہ آنے دیں گے کبھی
اس ملک کی خوش اقبالی پر

جناب چیئرمین: جی، محترمہ نیلم جبار چودھری صاحبہ!

محترمہ نیلم جبار چودھری: جناب سپیکر! میں وزیر خزانہ جناب کامران مائیکل صاحب کو ایک دن کی بجٹ تقریر کی بھرپور تیاری کے ساتھ تقریر پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ بجٹ تقریر پڑھنے اور سننے کے بعد مجھے ایسا محسوس ہوا کہ یہ بجٹ تقریر کسی حکومت کی بنائی گئی یا لکھی گئی نہیں ہے بلکہ یہ بجٹ تقریر روایتی اور درباری بابو نے تیار کی ہے جو کہ دربار لاہور کو خوش کرنے کے لئے تیار کی گئی ہے۔ یہ بجٹ تقریر مجھے مسلم لیگ (ن) کی تشہیری مہم کا ایک حصہ لگی کہ جس میں پنجاب حکومت کا ذکر بہت کم کیا گیا لیکن مسلم لیگ (ن) اور میاں محمد نواز شریف کا ذکر بارہا کیا گیا۔

جناب سپیکر! یہ بجٹ تقریر میرے خیال میں بلند و بانگ دعوؤں اور الفاظ کے ہیر پھیر اور تضاد کے مجموعہ کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں ہے۔ پنجاب حکومت کی سنجیدگی کا یہ عالم تھا کہ بجٹ پیش کرنے سے ایک دن پہلے کسی کو معلوم ہی نہ تھا کہ بجٹ تقریر کون پیش کرے گا؟ میں سمجھتی ہوں کہ اس میں عوامی نمائندوں سے مشاورت تک نہیں لی گئی۔ یہ تمام تقریر اس طبقہ فکر نے بنائی جس کا عوامی مسائل کے ساتھ کوئی تعلق ہی نہیں ہے اور وہ اس چیز کا ادراک ہی نہیں رکھتے کہ عوام کو کس قسم کے مسائل درپیش ہیں۔ بجٹ تقریر کے آغاز میں کشکول توڑنے اور خود انحصاری کی نوید سنائی گئی ہے۔ میں یہ کہنا چاہوں گی کہ یہ نعرہ اور خوشخبری جو عوام کو سنائی گئی ہے اس قسم کا ایک نعرہ پہلے بھی مسلم لیگ (ن) کی طرف سے لگایا جا چکا ہے جب 1990 کی دہائی میں یہ کہا گیا کہ "قرض اتارو ملک سنوارو" قرض اتارو ملک سنوارو کے نام پر عوام سے اربوں روپیہ اکٹھا کیا گیا۔ آج بھی عوام اس کے حساب کے منتظر ہیں اور دوسری طرف یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ امداد تو لی جائے گی لیکن دوست ممالک سے لی جائے گی۔

جناب چیئرمین! امداد بہر حال امداد ہی ہوتی ہے، خیرات تو خیرات ہی ہوتی ہے اور بھیک تو بھیک ہی رہتی ہے چاہے کسی دوست سے بھی کیوں نہ لی جائے کیونکہ نظریں اور ہاتھ تو بہر حال نیچے ہی رکھنا پڑتے ہیں۔ میرا ابھی یہ خیال ہے کہ حکومت پنجاب اس معاملے میں بھی confusion کا شکار ہے کیونکہ ایک طرف تو یہ کہا جارہا ہے کہ کشکول توڑ دیا گیا ہے اور دوسری طرف Asian Development Bank کو خط لکھا جارہا ہے کہ ہمیں قرضہ جاری کیا جائے۔ یہ پنجاب حکومت کے double standard ہیں کہ عوام کو خوش کرنے کے لئے نعرے لگائے جارہے ہیں لیکن فیصلہ نہیں کیا جارہا کہ ہم نے کیا کرنا اور کیا نہیں کرنا۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس بجٹ میں کوئی بھی سمت پنجاب حکومت کی طرف سے نہیں دی گئی کہ غریبوں کی فلاح و بہبود کے لئے کیا اقدامات اٹھانے ہیں۔ اسی طرح سے ماضی کی ناکام زمانہ اور بدنام زمانہ Yellow Cab Scheme کو دوبارہ سے شروع کیا گیا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ وہی سکیم ہے جس میں اربوں روپے کے قیمتی زر مبادلہ کا ضیاع کیا گیا تھا، ایسی گاڑیاں منگوائی گئیں جو بہت جلد سکریپ بن گئیں اور آج ان میں سے کوئی بھی گاڑی ہمیں سڑکوں پر دکھائی نہیں دیتی۔ اس کے بعد سننے میں یہ آیا ہے کہ Yellow Cab Scheme سے پڑھے لکھے گریجویٹ بے روزگار نوجوانوں کو ٹیکسیاں فراہم کی جائیں گی۔ ہم اپنے پڑھے لکھے نوجوانوں کے اندر احساس محرومی پیدا کر رہے ہیں کہ اگر وہ پڑھیں گے اور تعلیم حاصل کریں گے تو ہم انہیں ٹیکسی ڈرائیور بنائیں گے یا انہیں رکشا چلانے پر مجبور کریں گے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ پنجاب حکومت کا ایک انتہائی غلط قدم ہے جس میں ہم پڑھے لکھے نوجوانوں کو باعزت روزگار دینے کی بجائے انہیں ٹیکسی ڈرائیور بنائیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس میں ہمیں دوبارہ سے سوچنا ہوگا۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ اپنی بات جاری رکھیں۔

محترمہ نیلم جبار چودھری: جناب سپیکر! جہاں تک دانش سکول کا تعلق ہے تو یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ پنجاب حکومت کو کس ارسطو نے دانش کدہ بنانے کا مشورہ دیا۔ یہاں پر ایک طرف تو ہمارے پنجاب کے اندر تمام سکول بنیادی ضروریات زندگی اور سہولتوں سے محروم ہیں اور دوسری طرف دانش کدہ بنائے جارہے ہیں جو غریبوں کے بچوں کا نعرہ لگا کر بنائے جارہے ہیں۔ پنجاب میں جہاں پر باقی سکولوں میں facilities نہیں ہیں، ہمارے بچوں کو بنیادی سہولیات میسر نہیں ہیں وہاں پر ہم دانش سکول بنا کر ایک طبقاتی تقسیم پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ بات غور طلب ہے کہ پہلے ہی دو طبقے ہیں ایک طرف

غریب ہے، دوسری طرف امیر طبقہ ہے اور اب ہم غریب طبقہ کے اندر بھی طبقاتی تقسیم پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ طبقاتی تقسیم کتنی مہلک اور خطرناک ثابت ہو سکتی ہے اس کا اندازہ آپ نہیں لگا سکتے۔

آشیانہ ہاؤسنگ سکیم کے نام پر من پسند ٹھیکیداروں کو نوازا جا رہا ہے۔ اس سکیم کی شفافیت بھی اسی طرح سے مشکوک ہے جس طرح سے جناح آبادیوں کی الاٹمنٹس کے سلسلے میں کرپشن ہوئی، ہمارے علاقوں میں اس طرح ہوا کہ مسلم لیگ (ن) کے نمائندوں نے پٹواریوں اور انتظامیہ کے ساتھ مل کر غیر مستحق افراد کو پلاٹس دیئے اور اس کو اپنے سیاسی فائدے کے لئے استعمال کیا۔ اب ایک مرتبہ پھر آشیانہ ہاؤسنگ سکیم کے نام پر وہ تمام فراڈ، گھپلے اور کرپشن دوبارہ ہوتی نظر آئے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بس اب آپ wind up کر دیں۔

محترمہ نیلم جبار چودھری: جناب سپیکر! میں wind up کر رہی ہوں اور میرا خیال ہے کہ میں نے باقی تمام ممبران کی نسبت بہت کم وقت لیا ہے۔ پولیس کے لئے مختص کردہ فنڈز میں 3۔ارب روپے کے اضافے کی تجویز ہے۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ جب پولیس کی تنخواہوں کو دُگنا کیا گیا تھا تو وزیر اعلیٰ نے کہا تھا کہ پولیس کی تنخواہوں کو دُگنا کرنے سے پولیس کے روّیے میں بہتری آئے گی۔ پولیس کو عوام کے جان و مال کا محافظ بنانے کے لئے اور ان کو رشوت سے دور رکھنے کے لئے پنجاب حکومت نے ان کی تنخواہوں میں اضافہ کیا ہے لیکن ہوا کیا؟ ان کی تنخواہیں ڈبل ہونے کے باوجود ان کی رشوت بھی اسی طرح بڑھی اور صوبے میں جرائم کی شرح بھی اسی طرح بڑھتی چلی گئی۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کا وہ خواب جو انہوں نے دیکھا، پولیس کلچر ٹھیک ہو سکا، نہ جرائم کی شرح میں کمی آئی اور نہ ہی امن و امان کی صورتحال ٹھیک ہوئی تو میرا خیال ہے کہ پولیس کے لئے مختص کردہ فنڈ میں کمی کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! Pro-poor schemes کی مد میں جو 30۔ارب روپے رکھا گیا ہے۔ مجھے نہیں لگتا کہ اس سے غریبوں کا کوئی بھلا ہونے والا ہے۔ ملک کے اندر غربت ہے اور لاقانونیت ہے ہر طرف اندھیروں کا راج ہے۔ پنجاب میں بے روزگاروں کی باراتیں نکلتی ہیں، غربت اکثریت کا مقدر بن چکی ہے، بھوک کی فصلیں اُگتی ہیں تو یہاں پر خالی انقلاب کے نعرے لگا لینے سے انقلاب نہیں آیا کرتے۔ ہم نے پچھلے تمام عرصہ میں دیکھا کبھی ڈاکٹر سڑکوں پر احتجاج کرتے نظر آئے، کبھی پی سی ایس افسران نظر آئے، کبھی صحافی نظر آئے، کبھی کلرک، کبھی مزدور، کبھی اساتذہ یہ good governance کا عالم ہے۔ اس طرح سے انقلاب نہیں آیا کرتے کہ آپ عوامی نمائندوں کو ایک طرف رکھ دیں اور کسی

بھی معاملہ میں ان کی input نہ لی جائے۔ بیوروکریسی کو عوامی نمائندوں سے زیادہ اہمیت دے کر ان سے فیصلے کرائے جائیں اور بند کمروں میں کئے گئے فیصلے جس سے عوام بالکل بے خبر ہو اس سے عوام کا کوئی بھلا نہیں ہونے والا۔ اسی طرح سے آپ دیکھئے، آپ بھول سکتے ہیں، ہم نہیں بھول سکتے، روزگار کی فراہمی کے لئے اور غربت کے خاتمے کے لئے پنجاب حکومت کی جانب سے تعلیم یافتہ اور ہنر مند افراد کو جو 20ہزار روپے قرضہ دینے کا وعدہ کیا گیا ہے اس میں بھی اگر وزیر خزانہ صاحب یہ وضاحت فرما دیتے کہ ان 20ہزار روپے سے کون سا کاروبار شروع کیا جا سکتا ہے تو شاید ہماری ناقص عقل میں کچھ آ جاتا کہ 20ہزار روپے سے کوئی پڑھا لکھا شخص کون سا باعزت روزگار شروع کر سکتا ہے؟ بہت ساری باتوں میں تضادات ہیں اور بہت سارے ایسے معاملات ہیں جو ہمیں دیکھنے پڑیں گے۔ اسی طرح مفت ادویات کے لئے 5۔ارب 50 کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے یہ انتہائی معمولی رقم ہے جو تین ماہ کے اندر ہی ختم ہو جائے گی اور باقی سارا سال سرکاری ہسپتالوں میں مریض دوائیاں نہ ہونے کی وجہ سے سسکتے اور دم توڑتے نظر آئیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ آپ کا ٹائم بہت اوپر ہو گیا ہے۔ اب آپ wind up کرنا چاہتی ہیں تو کر لیں۔

محترمہ نیلم جبار چودھری: جناب سپیکر! خواتین کی ترقی کے لئے کوئی ٹھوس اقدامات نہیں اٹھائے گئے۔ میں یہ چاہتی ہوں کہ خواتین کو اپنے پیروں پر کھڑا کرنے کے لئے اور خواتین کو معاشی طور پر خود مختار کرنے اور خوشحال بنانے کے لئے۔ خواتین آبادی کا 52 فیصد ہیں ہمارے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ ہم خواتین کو ان کے پیروں پر کھڑا کرنے کے لئے کوئی اقدامات کریں۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ دور دراز اور پسماندہ علاقوں میں خواتین کے لئے چھوٹی موٹی گھریلو صنعتوں کا قیام عمل میں لایا جائے تاکہ وہاں پر خواتین باعزت طریقے سے اپنا روزگار کما سکیں۔ ہمارے قائدین نے اس ملک میں جمہوریت کی خاطر قربانیاں دی ہیں یہاں پر بہت بڑی بڑی باتیں کی گئیں لیکن عوام کی خاطر، جمہوریت کی خاطر جمہوریت کی بقاء اور استحکام کی خاطر جتنی قربانیاں پاکستان پیپلز پارٹی کے قائدین نے دی ہیں، جتنی قربانیاں پاکستان پیپلز پارٹی کے ورکرز نے دی ہیں میرا خیال ہے کہ پاکستان کی پوری سیاسی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

محترمہ نیلم جبار چودھری: جناب سپیکر! بس تھوڑا سا وقت لوں گی۔ کہا تو یہ جاتا ہے کہ ہم نے عوام کی خاطر یہ کام کر دیا، ہم نے عوام کی خاطر وہ کر دیا۔ عوام کی خاطر جانیں قربان کرنے کا حوصلہ جو لیڈر رکھتے ہیں وہی عوام کو گائیڈ کر سکتے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ پاکستان پیپلز پارٹی کے قائدین کی جو قربانیاں ہیں ہمیں ان کو ذہن میں رکھنا چاہئے۔ ہماری شہید قائد محترمہ بے نظیر بھٹو نے اس ملک کے لئے، اس ملک کی عوام کی خاطر، اس ملک کی جمہوریت کی بقاء اور استحکام کی خاطر قربانیاں دی ہیں۔ بہت شکریہ۔ پاکستان زندہ باد

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ نرگس فیض ملک صاحبہ موجود نہیں ہیں۔۔۔؟ ملک جلال الدین ڈھکو صاحب!

ملک جلال الدین ڈھکو: جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے مجھے وقت دیا۔ بجٹ پر بڑی لمبی چوڑی تقاریر ہوئیں اور آج بھی تقاریر کا سلسلہ جاری ہے۔ میں وقت کی قلت کے پیش نظر کوئی لمبی چوڑی بات نہیں کر سکتا لیکن میں دو چار گزارشات ضرور کروں گا کہ یہ جو بجٹ پیش کیا گیا ہے یہ ایک فلاحی اور متوازن بجٹ ہے اس پر میں وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ کامران مائیکل کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! کسی بھی حکومت کا اوّلین فرض یہ ہے کہ وہ اپنے ملک میں، اپنے صوبہ میں امن قائم رکھ سکے۔ امن قائم رکھنا ہر ملک، ہر صوبہ کا اوّلین فریضہ ہے۔ اس بجٹ میں امن و امان کے لئے 52۔ارب اور 11 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ پولیس کا فرض ہے کہ وہ ملک میں امن و امان قائم کر سکے۔ اس ضمن میں وزیر اعلیٰ پنجاب کے دل میں ایک تڑپ ہے وہ بار بار بات کرتے ہیں اور بار بار ہدایات بھی جاری کرتے ہیں کہ ہر کس و ناکس کو بلاامتیاز انصاف ملے اور اُن کی انتہائی کوشش ہے کہ صوبہ میں کوئی بھی شخص چاہے وہ مخالف ہو، غریب ہو، امیر ہو اس کو انصاف مہیا ہو سکے۔ اس میں انہوں نے پولیس کی تنخواہیں بھی بڑھائیں، نئی گاڑیاں بھی فراہم کیں اور اس میں میرے اپنے خیال کے مطابق کچھ پیشرفت ابھی ہوئی لیکن اس میں ابھی اصلاح کی ضرورت ہے یہ چونکہ بجٹ تقریر ہے اس لئے اس میں اپنی کچھ تجاویز بھی پیش کرنی چاہئیں۔ میری یہ تجویز ہے کہ جو پولیس افسر corrupt ہو، جس پر corruption ثابت ہو جائے، جس پر ناانصافی ثابت ہو جائے اس کو suspend کرنا یا terminate کرنا کوئی سزا نہیں، اس کے لئے ایک قانون بنانا چاہئے تاکہ اس کا سد باب ہو سکے اور لوگوں کو بلاامتیاز انصاف مل سکے۔ اسی طرح میں ایک بات پولیس آرڈر 2002 کے متعلق کروں گا جو کہ فیڈرل اسمبلی نے پاس

کیا ہے، اس میں لوگوں کو بڑی trouble ہے، بڑی تکلیف ہے۔ ایک اے ایس آئی ایک مقدمے کا فیصلہ کر دیتا ہے، فیصلہ کرتے وقت، میرے تمام دوستوں کو بھی علم ہے اور شاید پولیس افسران بھی یہاں پر تشریف فرما ہوں، اے ایس آئی کی کتنی percentage ایسی ہے جو corrupt نہیں ہے؟ وہ کسی بھی شخص کو انصاف مہیا نہیں کر سکتا، شاید ہی کوئی درد دل رکھنے والا یا خدا ترس اے ایس آئی ہو جو انصاف دے سکے۔ اس کے بعد crime range نے اس کی تفتیش کرنی ہوتی ہے وہاں تک تفتیش پہنچتے پہنچتے مقدمہ عدالت میں سماعت کے لئے چلا جاتا ہے تو یہ ایک بہت بڑی ناانصافی ہے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ پولیس آرڈر 2002 منسوخ ہونا چاہئے اور اس اسمبلی کو متفقہ طور پر یہ قرارداد پاس کرنی چاہئے اور فیڈرل گورنمنٹ کو یہ سفارش کرنی چاہئے کہ اس پولیس آرڈر کو منسوخ کیا جائے، عوام کو انصاف مہیا کرنے کے لئے یہ بہت ضروری ہے۔ امن عامہ کے ضمن میں، میں نے پہلے بھی بات کی تھی کہ جو حکومت، جو صوبہ، جو ملک اپنے علاقہ میں امن قائم نہیں رکھ سکتا اس کو وہاں پر حکومت کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں۔ آج کا حاکم میاں محمد شہباز شریف جس کے دل میں درد ہے، تڑپ ہے، اس کی کوشش ہے اور یہ کوشش انشاء اللہ تعالیٰ جاری رہے گی۔ کچھ دن پہلے بھی میری اس سلسلے میں meeting ہوئی تھی اور اس میں باتیں بھی ہوئی تھیں انہوں نے کہا تھا کہ ہم یہ کوشش کر رہے ہیں اور پولیس آرڈر 2002 کی منسوخی کے لئے انہوں نے احکامات بھی لکھے ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں محکمہ زراعت کی طرف آتا ہوں، زراعت اس ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے، ہمارا ملک چونکہ ایک زرعی ملک ہے اس لئے اس میں زراعت کی ترقی اور سبز انقلاب لانے کی بے انتہا ضرورت ہے۔

(اذان مغرب)

جناب سپیکر! میں زراعت کے بارے میں گزارشات کر رہا تھا کہ جب ہندوستان سے انگریز رخصت ہوا تو انہوں نے کہا تھا کہ یہ ملک اور particularly پنجاب سونے کی چڑیا ہے اس لئے اس صوبہ میں سبز انقلاب لانے کی بے انتہا ضرورت ہے اس سلسلے میں چند ایک تجاویز بھی پیش کروں گا، موجودہ حکومت اس کے لئے کوشش بھی کر رہی ہے اور میاں محمد شہباز شریف صاحب نے لوگوں کو کافی سہولیات دی ہیں۔ ایک تو ڈیزل کی قیمتوں میں کمی ہونی چاہئے، مرکزی حکومت جو ہر مہینے فیصلے کرتی ہے اور پانچ سات روپے قیمت بڑھا دیتی ہے اس سے غریب کسان پر بوجھ پڑتا ہے اور زراعت کی پیشرفت میں رکاوٹ آ جاتی ہے ۔ ڈیزل کی قیمتوں میں کمی کی بے انتہا ضرورت ہے ، اس کے علاوہ

pesticide کھاد اور بیج کی قیمتوں میں بھی کمی ہونی چاہئے۔ کھاد آج کل بڑی مہنگی ہے اور زرعی ادویات میں بھی ملاوٹ ہے اس پر بھی حکومت کو احکامات جاری کرنے چاہئیں۔ جو لوگ ملاوٹ کرتے ہیں ان کو سزا ملنی چاہئے اور کھاد کی قیمتوں میں کمی کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر! زراعت کے بارے میں یہ بھی عرض کروں گا کہ دنیا میں سب سے بڑا نہری نظام پنجاب میں تھا، پانی کی کمی کے پیش نظر یہاں پر جو ٹیوب ویل لگے ہوئے ہیں ان کے flat rate ہونے چاہئیں اور اس کے rate میں بھی کمی ہونی چاہئے۔ ہمارے پڑوسی ملک انڈیا میں ٹیوب ویل لگے ہوئے ہیں وہاں پر flat rate ہیں اور ہزار روپیہ ماہانہ کے حساب سے ٹیوب ویل کا بل ادا کرتے ہیں۔ یہاں پر ایک غریب کسان مشکل سے مرکزی حکومت کی اجازت لینے کے دو سال بعد ٹیوب ویل لگواتا ہے اس کے بعد اس کا اتنا زیادہ بل آتا ہے جسے وہ برداشت نہیں کر سکتا جس کی وجہ سے زراعت پر بہت بوجھ پڑتا ہے۔ میں اس ضمن میں گزارش کروں گا کہ نئے ٹیوب ویل لگنے چاہئیں اور اس کے بلوں میں بھی کمی ہونی چاہئے۔ اس کے بعد نہری پانی کے متعلق میں عرض کروں گا کہ یہاں اس وقت ہمارے ملک میں نہروں میں جو پانی موجود ہے وہ بہت کم ہے کیونکہ دنیا کا سب سے بڑا نہری نظام اس وقت تباہ ہو کر رہ گیا ہے۔ ہمارے پاس اس وقت جو بچا کھچا پانی ہے اس کو صحیح طریقے سے استعمال کرنا چاہئے۔ نہروں کے کنارے ٹوٹ چکے ہیں اور وہاں پر بیلداری سسٹم ختم ہو چکا ہے۔ لوگ اپنے مال مویشی نہروں میں بٹھاتے ہیں، نہریں برباد ہو چکی ہیں۔ میں یہ تجویز کروں گا کہ ان کی lining ہونی چاہئے اور پانی کو safe کرنا چاہئے اور اس پانی کو بچا کر ضرورت مند لوگوں کو دینا چاہئے تاکہ زراعت میں پیشرفت ہو سکے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں تعلیم کے متعلق ایک دو گزارشات کروں گا کہ اس شعبہ میں اللہ کے فضل وکرم سے موجودہ حکومت کے دور میں جو پیشرفت ہوئی ہے یہ سب کو معلوم ہے اور روز روشن کی طرح سب پر عیاں ہے۔ کچھ لوگ تنقید برائے تنقید کرتے ہیں میں نہیں سمجھتا کہ ان کو تنقید برائے تنقید کرنی چاہئے۔ دانش سکول جو کھل رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے یہ غریب بچوں، بے بس اور بے سہارا بچوں کے لئے ہیں اور امیر لوگوں کے برابر ہیں، جو اپنے بچوں کو اچھی سن کالج میں پڑھاتے ہیں اس کے level پر آ گئے ہیں اس سے ان کی احساس محرومیت بھی ختم ہو گئی ہے اور ملک میں تعلیم بھی عام ہو گئی ہے۔ ہمیں شرح تعلیم کو بڑھانے کے لئے پوری کوشش کرنی چاہئے۔ جب ترکی آزاد ہوا، یہ ایک چھوٹی سی مثال آپ کو دیتا ہوں کہ کمال اتاترک کا زمانہ تھا، کمال اتاترک کو

لوگوں نے کہا کہ ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں سکولوں کی بلڈنگیں بنا کر کس طرح بچوں کو تعلیم دلوا سکتے ہیں تو کمال اتاترک نے حکم دیا کہ درختوں کے نیچے، درختوں کے سائے میں بیٹھ کر بچوں کو پڑھائیں، شرح تعلیم بڑھانا اور ملک سے ناخواندگی ختم کرنا انتہائی ضروری ہے۔"بے علم، ناتواں، خدارا شناخت" بے علم شخص بد معاشی کرتا ہے، چوری کرتا ہے، شرارتیں کرتا ہے لیکن پڑھا لکھا انسان سوجھ بوجھ رکھتا ہے لہذا میں اس ضمن میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ شرح تعلیم بڑھانے کے لئے کوشش کرنی چاہئے کہ جو سکول بند پڑے ہیں، جہاں پر سکول ٹیچر موجود نہیں ہیں وہ سکول کھلنے چاہئیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! گورنمنٹ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ جن سکولوں میں بچوں کی تعداد کم ہے اور وہاں پر دو پرائمری سکول ہیں انہیں ایک میں merge کر دیا جائے یہ اچھا فیصلہ ہے لیکن سکول ٹیچروں کو ہدایات جاری کرنی چاہئیں کہ وہ اپنے سکولوں میں بچوں کی تعداد بڑھائیں اور شرح تعلیم میں اضافہ ضروری ہے۔ہمارا ملک 1947 میں آزاد ہوا لیکن آپ دیکھیں کہ ابھی بھی شرح تعلیم 50 فیصد سے کم ہے۔ ہندوستان ہمارا پڑوسی ملک ہے وہ شرح تعلیم 60 فیصد سے exceed کر چکا ہے اس لئے ہمیں شرح تعلیم بڑھانے میں پوری کوشش کرنی چاہئے اور تعلیم کو فروغ دینا بے حد ضروری ہے۔

جناب سپیکر! میں زراعت کے بارے میں ایک بات بھول گیا کہ ہمارے پڑوسی ملک میں فصلوں کے لئے زون بنے ہوئے ہیں گندم چاول کا ایک زون ہے، کماد کا ایک زون ہے، آلو اور مکئی کا ایک زون ہے۔وہ یہ نہیں کرتے کہ ایک مربع میں دو کنال فلاں چیز بیج لو اور چار کنال فلاں چیز بیج لو بلکہ ان کی collective cultivation ہے۔آپ ان کی گندم کی پیداوار دیکھیں وہ چالیس سے پینتالیس من فی ایکڑ اوسط ہے لیکن ہمارے ہاں گندم کی اوسط 23 سے 28 من فی ایکڑ ہے لہذا میری تجویز ہے کہ collective کاشت ہونی چاہئے اور اس کے لئے زون بنانے چاہئیں اور اس طریقے سے کاشت کاری میں اضافہ کرنا چاہئے تاکہ زراعت ترقی کر سکے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں محکمہ صحت سے متعلق عرض کروں گا کہ اگر آپ صحت کے میدان میں دیکھیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے موجودہ حکومت نے غریب لوگوں کے لئے مفت علاج کا اہتمام کیا ہے اور غریب لوگ مفت علاج کراتے ہیں، اس مقصد کے لئے اچھے ہسپتال بنے ہوئے ہیں، RHCs بنے ہوئے ہیں، BHUs بنے ہوئے ہیں وہاں غریب لوگ جا کر دوائی لے سکتے ہیں۔شاید یہاں وزیر صحت بیٹھے ہوں میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ سخت ہدایات کی وجہ سے اب RHCs اور BHUs پہلے سے تو کافی بہتر ہیں لیکن ابھی بھی وہاں جو ادویات جاتی ہیں وہ غریبوں کو نہیں ملتیں بلکہ

وہاں کا ڈاکٹر اور ڈسپنسر ان دوائیوں کو بیچ دیتا ہے اور غریب لوگ وہیں کے وہیں رہ جاتے ہیں اور وہ بازار سے ادویات خرید کر گزارہ کرتے ہیں اور آج کل غریب کے لئے علاج کرانا بڑا مشکل ہے لہذا میری استدعا ہے کہ کم از کم دیہاتوں میں جو RHCs اور BHUs ہیں ان کو سختی سے حکم جاری فرمائیں اور وہاں مقامی سطح پر ایک کمیٹی بنائی جائے جو ادویات کو چیک کر سکے اور وہ لوگ ادویات نہ بیچ سکیں۔ میں نے یہ گزارشات کرنی تھیں اور یہی تجاویز دینی تھیں لیکن وقت کی کمی کے پیش نظر لمبی چوڑی بات نہیں کر سکتا لہذا اجازت چاہوں گا۔ اللہ حافظ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ میاں محمد اسلم (ایڈووکیٹ)! موجود نہیں ہیں۔۔۔ محترمہ طیبہ ضمیر صاحبہ!

محترمہ طیبہ ضمیر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں جناب کامران مائیکل کو 12-2011 کا بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ الحمد للہ بجٹ خادم پنجاب اور ان کی ٹیم کی بہترین حکمت عملی کا شاخسانہ اور امید کی ایک کرن اور کمزور طبقے کی حوصلہ افزائی ہے۔ محسوس ہوتا ہے کہ بجٹ تیار کرتے وقت ہر شعبہ ہائے زندگی کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ آج کے لئے بہت اہم اور منزل کا نشان خود اعتمادی، خود انحصاری، بالخصوص پنجاب، بالعموم پاکستان کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے لئے فلسفیانہ جستجو کو ماہرانہ انداز میں صحیح العمل بنا کر بجٹ کا حصہ بنا دیا گیا ہے۔ غیرت مند اقوام کاسہ گدائی سے کدال کو افضل سمجھتی ہیں اور یہی قومیں اپنے پاؤں پر خود کھڑا ہو کر بام عروج کو چھوا کرتی ہیں، 90 کی دہائی میں میاں محمد نواز شریف نے قوم کو خودداری، خوداعتمادی، خودانحصاری سے رواداری تک ایک ایسا منشور دیا جس سے ملک و قوم کا وقار بلند ہونا شروع ہو گیا تھا۔ بھارت پاکستان سے کرنسی، projects اور دیگر معاملات میں بہت پیچھے رہ گیا تھا۔

جناب سپیکر! آج شہباز پاکستان نے پھر سوئی ہوئی غیرت و حمیت کو جگا کر اقبال کا فلسفہ خودی قوم کے سامنے پیش کر دیا ہے۔

نہیں ہے تیرا نشیمن قصر سلطانی کے گنبد پر
تو شاہیں ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں میں
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! معیشت کا پہیہ بہت رکا رکا سیلاب کی تباہ کاریوں کے سامنے اپنی ٹیم اور جماعت کو لے کر سینہ سپر ہونے والا مجاہد شہباز شریف امتحان کی اس مشکل گھڑی میں بپھری ہوئی موجوں کا مقابلہ

کرتے ہوئے صوبے کے 62 لاکھ افراد کو آباد کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ سیلاب زدہ علاقوں میں اپنے دکھی بہن بھائیوں کے لئے ماڈل ویلجز، واٹر سپلائی، سیوریج، ڈسپنسری، سکول اور فنی تعلیمی اداروں کا قیام عمل میں لایا گیا اور لایا جا رہا ہے۔ وزیر اعلیٰ کی سادگی اور کفایت شعاری سچے پاکستانی اور خوف خدا رکھنے والے حکمران کی کھلی دلیل ہے۔ غیر ترقیاتی اخراجات میں کمی اور مالیاتی نظم و نسق بہتر بنانا حقیقی معنوں میں اقبال اور قائداعظم کے افکار کی ترجمانی ہے۔ چولستان میں 38 کروڑ روپے سے عوامی ترقیاتی منصوبے انشاء اللہ مکمل ہوں گے۔ انفارمیشن ٹیکنالوجی کے لئے 2۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں اس سے کوشش کی جائے گی کہ شفافیت اور خود احتسابی عمل میں لائی جائے۔ قدرتی وسائل سے بھرپور استفادہ اٹھایا جائے گا، ثقافتی ورثہ اور آثار قدیمہ کے تحفظ کے لئے 42 کروڑ روپے خرچ کئے جائیں گے۔ آبپاشی کے شعبہ کے لئے 11۔ارب 25 کروڑ روپے سے صوبہ بھر کی نہروں کے پانی اور آبپاشی کے نظام میں بہتری آئے گی اور چھوٹے ڈیمز بنائے جائیں۔ یہاں پر توانائی کا جو قحط اور بحران ہے اس پر بھرپور توجہ دی جا رہی ہے اس سے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہاں پر دوبارہ روشنیوں کے قمقمے جگمگا اٹھیں گے۔

جناب سپیکر! حکومت پنجاب جنوبی پنجاب کی ترقی کی طرف خصوصی توجہ دے رہی ہے، پاکستان میں آج تک اقلیتوں کا کردار قابل تقلید رہا ہے وہ ہمارے ساتھ shareholders ہیں لیکن ان کے اپنے مصارف اور فلاح و بہبود کے لئے علیحدہ 22 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ طالب علموں کے وظائف کا بندوبست بھی کیا گیا ہے خواتین کی فلاح و بہبود، ترقی اور نشو و نما کے لئے 13۔ارب روپے کے منصوبے انشاء اللہ تعالیٰ خواتین کی زندگی میں نمایاں تبدیلی لانے کے لئے کارفرما ثابت ہوں گے۔ ہونہار طالب علموں کو ایک لاکھ لیپ ٹاپ دیئے جائیں گے۔ بے روزگار نوجوانوں کو ییلو کیب گاڑیاں دی جائیں گی جس سے ان کی مشکلات میں کسی حد تک کمی ہوگی اور انشاء اللہ اس سے صوبہ کے عوام بھی استفادہ حاصل کر سکیں۔

جناب سپیکر! جب بھی مقتدر پارٹی اقتدار میں آئی تو قوم و ملک کو بھاری قیمت ادا کرنا پڑی۔ 1971 میں ہمارا ملک دولخت ہو گیا۔ پیپلز پارٹی کی قائد جب دوبارہ اقتدار میں آئی تو سکھوں کی فہرستیں بھارتی حکمرانوں کو مہیا کی گئیں اور اب اقتدار کے لئے خفیہ معاہدہ کیا گیا ہے۔ قرضوں سے نجات، دفاعی جدید ٹیکنالوجی کا تعاون اور نہ ہی پاکستان میں اڈے مہیا کرنے کا ٹیکس یا کرایہ وصول کیا گیا بلکہ ایبٹ آباد کا لادن ڈرامہ، ریمنڈ ڈیوس، پی ایس مہران کے واقعات میں ایک منصوبہ بندی کے تحت پاکستان کے وقار کو مجروح کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! مجھے بتایا جائے کہ اسلام آباد میں اپنے من پسند اور مرضی کے اشاروں پر چلانے کے لئے اپنی منشاء کے مطابق وفاقی سیکرٹریوں کو رکھا جاتا ہے اور کوئی فیصلہ میرٹ پر نہیں ہوتا۔ پی آئی اے میں نااہل چیئرمین مقرر کرکے پاکستان کے جانبازوں کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ پی آئی اے کا خسارہ ان کی نااہلی اور بددیانتی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ پی آئی اے کے غیر قانونی ٹھیکے، لاکھوں روپے کی تنخواہیں، ملیحہ فہیم کو آئرلینڈ میں لاکھوں روپے کی job کی offer کیا میرٹ پر کی گئی ہے؟ وفاقی سیکرٹری ریٹائرمنٹ کے بعد بھی کام کر رہے ہیں۔ تمام فیصلے without merit کرنے کی وجہ سے وفاقی حکومت نے اس ملک کو 400۔ ارب روپے کا خسارہ پہنچایا ہے۔ کیا اس کو good governance کہتے ہیں؟ پاکستان ان شاہ خرچیوں کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ ایوان صدر اور وزیر اعظم ہاؤس میں جس طرح شاہانہ اخراجات کئے جاتے ہیں، جس طریقے سے فضول خرچیاں ہو رہی ہیں اور باہر کے ملکوں میں سیاسی دوروں پر ہوٹلوں کے بھاری بل ادا کرنا کسی بھی متوسط قوم کا وتیرہ نہیں ہو سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! wind up کر لیں۔

محترمہ طیبہ ضمیر: جی، بہتر ہے۔ جناب سپیکر! سیلاب ہو یا بارش کا پانی ہمارا لیڈر میاں محمد شہباز شریف گٹر کے پانی میں گھس کر عوام کے لئے relief تلاش کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ وہ کبھی ملک کے ہونہار طالب علموں کے ساتھ، کبھی کسان کا ساتھی ہے اور کبھی اسے مزدور کی اجرت بڑھانے کی فکر لاحق ہوتی ہے۔ پنجاب میں بیوروکریسی اس حد تک competent ہے کہ ان کا ہمارے دور حکومت میں کوئی سکینڈل سامنے نہیں آ سکا۔ ہماری اپوزیشن کو کبھی تو ڈاکٹر تو قیر فوبیا ہو جاتا ہے، کبھی بجٹ فوبیا ہو جاتا ہے اور آج کل لاہور فوبیا ہو گیا ہے۔ میں زندہ دلان لاہور کو سلام پیش کرتی ہوں کہ جنہوں نے 1965 میں اپنے سینوں پر بم باندھ کر پاکستانی قوم کا دفاع کیا۔ ہمارے قائد وزیر اعلیٰ پنجاب نے جو بیوروکریسی منتخب کی ہے وہ الحمد للہ نااہل، کرپٹ اور نہ ہی بددیانت ہے، وہ پنجاب کے دھارے کو بہترین سطح پر لانے میں کام کر رہی ہے۔ جنوبی پنجاب کا جو متعصب، زہریلا اژدھا اپنا زہر پھیلا کر ہمارے صوبہ میں تفریق پیدا کرنا چاہتا ہے انشاء اللہ اس بجٹ کی deliverance اس زہر قاتل کو ختم کر دے گی۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اب علی حیدر نور خان نیازی، پارلیمانی لیڈر تقریر کریں گے۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: بہت شکریہ۔ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم o بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o جناب سپیکر! میں سب سے پہلے آپ اور اس معزز ایوان کو جمہوری حکومت کا چوتھا بجٹ پیش ہونے پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں اور اس یقین کا اظہار کرتا ہوں کہ بجٹ میں رکھے گئے

اہداف حاصل کر لئے جائیں گے۔ حق دار کو اس کا حق ضرور ملے گا، غریب کسان اور غریب مزدور کو انشاء اللہ اس کی محنت کا پھل ضرور ملے گا۔ بجٹ میں رکھا گیا ایک ایک روپیہ وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایت کے مطابق پوری ایمانداری اور خلوص نیت کے ساتھ خرچ کیا جائے گا۔

جناب سپیکر! آج ہمیں بجٹ پر بحث کرتے ہوئے چھٹا دن ہے۔ یہاں یہ بات کہی گئی کہ پچھلے بجٹ میں جو اہداف مقرر کئے گئے تھے وہ شاید پورے نہ کئے جا سکیں۔ میں اپنی بجٹ تقریر کا آغاز ان اہداف کو حاصل نہ کئے جانے کی وجہ بتاتے ہوئے کروں گا۔ ہمارے ملک اور صوبہ پر ایک قیامت صغریٰ سیلاب کی صورت میں آئی اور اس نے اس صوبہ کے گیارہ اضلاع کو متاثر کیا۔ اس سیلاب سے 62 لاکھ لوگ متاثر ہوئے اور 219۔ارب روپے کا نقصان ہوا۔ خود میرا حلقہ انتخاب اس سیلاب کی وجہ سے بُری طرح متاثر ہوا۔ درحقیقت یہ ایک بہت بڑا نقصان تھا۔ تمام لوگ جنہوں نے اپنا مال واسباب گنوا دیا ان کی آنکھوں اور چہروں پر مایوسی تھی اور اپنے مستقبل کے حوالے سے ان کے ذہنوں میں بہت سے خدشات موجود تھے لیکن وزیر اعلیٰ پنجاب کی سخت محنت اور متاثرین کی بحالی کی دُھن نے ان مایوس چہروں پر امید کی روشنی بکھیر دی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! وہ آنکھیں جو اپنے مال وزر کو پانی کی تیز لہروں میں بہتا ہوا دیکھ رہی تھیں، وہ چہرے جو اپنی بیٹیوں کے جہیز کو پانی میں بہتا دیکھ کر اپنے آنسو بھی خشک کر چکے تھے ان آنکھوں اور چہروں پر امید کی روشنی خادم اعلیٰ پنجاب نے بکھیری اور متاثرین کی بحالی میں تاریخی کردار ادا کیا۔

جناب سپیکر! اگر بجٹ کے اعداد و شمار پر نظر ڈالیں اور اس کا موازنہ وفاقی بجٹ سے کریں تو دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جاتا ہے۔ ایک جانب ایوان صدر اور وزیر اعظم ہاؤس کے اخراجات میں کروڑوں روپے کا اضافہ کر کے اس مفلوک الحال قوم کے زخموں پر نمک پاشی کی جا رہی تھی تو وہیں حکومت پنجاب نے ایوان وزیر اعلیٰ، وزراء کی تنخواہوں اور اخراجات میں 25 فیصد کمی کر کے عوام کے دل جیت لئے ہیں۔

جناب سپیکر! ایک جانب صدر مملکت اور وزیر اعظم صاحب بیرونی دوروں پر اربوں روپے اس لٹی پُٹی قوم کے نچھاور کر رہے تھے تو دوسری جانب وزیر اعلیٰ پنجاب نے سرکاری دوروں کا خرچہ اپنی جیب سے ادا کر کے یہ احساس دلانے کی کوشش کی ہے کہ بیرونی دوروں پر اربوں روپے لُٹانے والو! ذرا اپنی تنی گردن کو جھکا کر غربت کی چکی میں پسنے والے عوام کو دیکھو اور یہ سوچو کہ کیا یہ عیاشی تم لوگوں کو زیب دیتی ہے؟

جناب سپیکر! آج ملک میں لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے لاکھوں، کروڑوں مزدور بے روزگار ہو چکے ہیں لیکن وفاقی حکومت لوڈ شیڈنگ کو ختم کرنے کی بجائے صرف رینٹل پاور پلانٹس میں اپنے کمیشن بنانے میں مصروف ہے۔

جناب جاوید حسن گجر: پوائنٹ آف آرڈر۔ معزز ممبر نیازی صاحب اس بجٹ کے حوالے سے بات کریں اور ہماری قیادت پر تنقید کرنے سے باز رہیں ورنہ پھر ہمیں بھی بات کرنی پڑے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میں پھر کہتا ہوں کہ وفاقی حکومت رینٹل پاور پلانٹس میں اپنے کمیشن بنانے میں مصروف ہے جبکہ دوسری طرف پنجاب حکومت اس لوڈ شیڈنگ میں پسی ہوئی عوام کو relief دینے کے لئے 500 Mega Watt کے بجلی کے منصوبے شروع کر رہی ہے۔

جناب سپیکر! پنجاب کا غریب کسان جب نہر کی طرف دیکھتا ہے تو اسے ریت ہی ریت نظر آتی ہے۔ جب وہ غریب کسان پٹرول پمپوں سے ڈیزل لینے جاتا تھا تو اسے وہ ڈیزل پٹرول سے بھی مہنگا ملتا تھا، جب اُس سے تنگ آ کر وہ غریب کسان اپنی زمینوں کو پانی دینے کے لئے بجلی کا source استعمال کرنے کی کوشش کرتا تھا تو اُسے لوڈ شیڈنگ کا تحفہ ملتا تھا لیکن جب یہی کسان حکومت پنجاب کی طرف دیکھتا ہے تو توانائی کے منصوبوں کے لئے 9۔ ارب روپے کا اعلان کیا جاتا ہے اور پنجاب حکومت اُن غریب کسانوں کا ہاتھ تھام کر اُنہیں یہ کہتی ہے کہ اگر وفاقی حکومت بجلی نہیں دیتی نہ دے، اگر وفاقی حکومت بیج نہیں دیتی نہ دے، اگر وفاقی حکومت کھاد نہیں دیتی نہ دے ہم اپنے کسان کو بھوکا نہیں مرنے دیں گے اور کسانوں کو بلا تعطل بجلی کی فراہمی کے لئے شمسی توانائی سے چلنے والے ٹیوب ویلوں کے لئے ایک ارب 36 کروڑ روپے کے منصوبے شروع کئے جا رہے ہیں جس سے نہ صرف ان غریب کسانوں کو لوڈ شیڈنگ کے عذاب سے نجات ملے گی بلکہ اُنہیں وافر مقدار میں پانی بھی دستیاب ہو گا۔

جناب سپیکر! پچھلے چھ دن سے اس ایوان میں جنوبی پنجاب کا بہت چرچا ہو رہا تھا تو اب میں جنوبی پنجاب کی بات بھی کرتا ہوں کہ جن لوگوں کو جنوبی پنجاب کے ووٹروں نے پانچ سال تک حکومت میں بٹھائے رکھا، جو لوگ پانچ سال تک جنوبی پنجاب کی وجہ سے اس ملک کے سیاہ و سفید کے مالک تھے تو پانچ سال گزرنے کے بعد اُنہیں جنوبی پنجاب کی محرومیاں یاد آ گئی ہیں۔ میں صرف یہ کہوں گا کہ جنوبی پنجاب کے نام پر سیاست کرنے والے سُن لیں کہ اگلے الیکشن میں اسی جنوبی پنجاب سے اُن کی ضمانتیں ضبط ہوں گی۔

کورم کی نشاندہی

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ایوان میں کورم نہیں ہے، گنتی کروائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نیازی صاحب! تشریف رکھیں۔ کورم کی نشاندہی کی گئی ہے لہذا گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جی، کورم پورا ہے۔ نیازی صاحب! اپنی تقریر جاری رکھیں۔

سالانہ بجٹ بابت سال 2012-2011 پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میں اپنے ان ساتھیوں سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ ایوان میں تشریف لے آئیں اور یہ لوگ سچ سُننے کی ہمت رکھیں۔ میں جنوبی پنجاب کی بات کر رہا تھا اور میں پھر سے repeat کروں گا کہ جو لوگ پانچ سال تک جنوبی پنجاب کی وجہ سے اس ملک کے سیاہ و سفید کے مالک بنے رہے تو پانچ سال گزرنے کے بعد اُنہیں جنوبی پنجاب کی محرومیاں یاد آ گئی ہیں۔ میں صرف یہ کہوں گا کہ جنوبی پنجاب کے نام پر سیاست کرنے والے سُن لیں کہ اگلے الیکشن میں یہی جنوبی پنجاب اُن کی ضمانتیں ضبط کرائے گا۔ بہاولپور میں بیٹھ کر جو لوگ جنوبی پنجاب کو علیحدہ صوبہ بنانے کا نعرہ لگاتے ہیں قوم مشرف کا ساتھ دینے کا اُن کا جرم کبھی معاف نہیں کرے گی۔ جنوبی پنجاب کے نام پر ہمدردیاں سمیٹنے والے سُن لیں اب عوام کو اُن کے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں ہے۔ ہم صرف بات نہیں کرتے بلکہ ہم عملی اقدام کرتے ہیں، ہم سیاست نہیں کرتے بلکہ خدمت کرتے ہیں، ہم تنقید نہیں کرتے بلکہ مثال بن کر سامنے آتے ہیں اور یہ مثال اس بجٹ کے اعداد و شمار میں واضح نظر آ رہی ہے۔ موجودہ بجٹ میں صرف جنوبی پنجاب کے لئے 70۔ارب روپے کی رقم رکھی گئی ہے اور اس رقم سے جنوبی پنجاب میں ترقی کا وہ سیلاب آئے گا جس میں جنوبی پنجاب کا استحصال کرنے والی قوتیں بہہ جائیں گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہمارے صوبہ کے اندر سرکاری زمینوں کو جو پرائیویٹ کیا جا رہا ہے اُس کے اوپر میرے چند ساتھیوں نے بات کی، اُس کی credibility پر question اُٹھایا گیا کیونکہ میں خود اُس کمیٹی کا ممبر ہوں اس لئے میں ایک چیز clear کرنا چاہوں گا کہ جو لوگ آج ہماری privatization policy پر تنقید کر رہے ہیں، جو لوگ یہ الزام لگا رہے ہیں کہ court cases میں اس کی credibility پر کوئی question تھا، لوگ عدالتوں میں جا چکے ہیں تو میں اُن دوستوں کو بتانا چاہوں گا کہ یہ court

state cases, اور ناجائز قابضین کے درمیان ہیں، اُس کی credibility کے اوپر کوئی کیس نہیں ہے۔ ہماری حکومت ان لوگوں کی ماضی کی حکومت جیسی نہیں ہے جس کی ناجائز allotments کے 64 cases کو سپریم کورٹ نے منسوخ کیا۔ ہم نے کسی چیف سیکرٹری کو خانیوال میں سی این جی کے لئے سیاسی رشوت کے طور پر پلاٹ الاٹ نہیں کیا، ہم نے منڈی بہاؤالدین میں اپنے کسی عزیز کو سی این جی سٹیشن کے لئے رقبہ الاٹ نہیں کیا، ہم نے مشرف کے چمچے طارق عزیز جیسے کسی شخص کو خوش کرنے کے لئے فیصل آباد میں کروڑوں روپے کی زمین الاٹ نہیں کی اور یہ لوگ ہماری credibility کو question کرتے ہیں۔ پنجاب بنک میں جو ایک تاریخی ڈاکا ڈالا گیا اُس کی انکوائری سپریم کورٹ نے آفتاب سلطان ایڈیشنل آئی جی کے ذمہ لگائی جس کی credibility کے بارے میں پورا ملک جانتا ہے۔ پنجاب بنک کے ڈائریکٹر قانونی طور پر پنجاب بنک سے قرضہ نہیں لے سکتے، اُس پنجاب بنک کے ڈائریکٹر کو اُس کی ٹیکسٹائل ملز کے اوپر قرضہ دیا گیا اور اُس ڈائریکٹر نے اُس ٹیکسٹائل ملز کے قرضہ کے اوپر ان کے لیڈران کی شوگر ملز کو خریدا۔ پھر ستم ظریفی کی انتہا دیکھیں کہ پنجاب بنک کا وہ ڈکیت ہمیش خان، جس نے اس غریب قوم کی محنت اور خون پسینے کی کمائی پر اربوں روپیہ کا ڈاکا ڈالا جس کے ہاتھ میں آج ہتھکڑی لگی ہوئی ہے اور وہ اپنے گناہوں کی سزا بھگت رہا ہے اُس ہمیش خان کو اُس وقت کی حکومت نے تمغہ امتیاز اور پرائیڈ آف پرفارمنس کے لئے nominate کیا اور میرے پاس وہ سمری بھی موجود ہے اور اُس سمری کے اندر لکھا گیا کہ because of his hard work and honesty۔ مجھے شرم آتی ہے اور میں مسلم لیگ (ق) کے اپنے بھائیوں اور بہنوں سے یہ سوال کرنا چاہوں گا کہ کیا یہ وہی شخص ہے جسے آپ کے لیڈر نے اُس کی ایمانداری اور محنت کے عوض پرائیڈ آف پرفارمنس اور تمغہ امتیاز کے لئے نامزد کیا تھا؟ شاید ان لوگوں کے نزدیک زیادہ کرپشن والے کو عزت واحترام سے نوازا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! آج رحیم یار خان کے ایک غریب مزارعہ کا بیٹا دانش سکول میں زیر تعلیم ہے تو میرے ان بھائیوں کو یہ بھی ناگوار گزر رہا ہے کیونکہ میرے ان تمام بھائیوں اور بہنوں نے اس سال اپنے بچوں کے لئے ایچی سن کالج میں اڑھائی سو سیٹوں کا اضافہ کروایا ہے لیکن ایک غریب کا بچہ معیاری تعلیم حاصل کرے تو یہ انہیں گوارا نہیں ہے۔ میں وفاقی حکومت سے گزارش کروں گا کہ اس قوم کے حال پر رحم کریں، اگر بجٹ بنانا نہیں آتا تو خدارا بجٹ بنانا حکومت پنجاب سے سیکھیں۔ آپ پی آئی اے کا بیڑہ غرق کرتے ہیں ہم غریب بے روزگار نوجوانوں کو پیلو کیب سکیم دیتے ہیں۔ آپ کسانوں کو کھاد، بیج اور بجلی نہیں دیتے ہم انہیں زرعی زمینیں مفت دیتے ہیں۔ آپ سٹیل مل اور N.I.C.L جیسے وفاقی اداروں

کا بیڑہ غرق کرتے ہیں ہم اپنے اداروں کی تعمیر و ترقی کرتے ہیں۔آپ لوڈشیڈنگ پر قابو نہ پا کر کروڑوں مزدوروں کو بے روزگار کرتے ہیں ہم نوجوانوں کو پنجاب روزگار سکیم کے نام پر اربوں روپے کا قرضہ دیتے ہیں۔قرض یہ لیں ادا قوم کرے، غربت میں اضافہ یہ کریں خوشحالی ہم لائیں، غریبوں کو غریب تر یہ کریں انہیں جینے کا سہارا ہم دیں، لوڈشیڈنگ یہ کریں بجلی پیدا ہم کریں، سپریم کورٹ سے یہ کھیلیں قانون کی بالادستی کی بات ہم کریں اور پھر بھی پنجاب حکومت پر تنقید کی جائے۔میں کہتا ہوں کہ ہر کسی کو اپنے گریبان میں جھانکنا چاہئے۔

جناب سپیکر!آج دہشت گردی، دہشت گردی پکارنے والوں سے میں یہ کہوں گا کہ یہ بھی کہتے رہے کہ پنجاب میں پیپلز پارٹی کے وزراء نے کوئی کرپشن نہیں کی تو میں یہ کہتا ہوں کہ خادم اعلیٰ پنجاب نے کرنے نہیں دی، نہیں تو یہ بھی اپنے قائدین سے پیچھے رہنے والے نہیں تھے۔

جناب سپیکر!میری آنکھوں کے سامنے پچھلے سال بجٹ اجلاس کا منظر ہے۔میرے یہی پیپلز پارٹی کے بھائی جب آپ ہی کرسی صدارت پر موجود تھے تو ان کے ہاتھ بجٹ کی تعریف میں ڈیسک بجا بجا کر تھک جاتے تھے۔یہ بجٹ کو غریب دوست اور عوام دوست کہتے تھے۔میں آج حیران ہوں کہ یہ کس منہ سے بجٹ پر تنقید کر رہے ہیں، شاید وزارتوں سے محرومی نے انہیں بدحال کر دیا ہے اور اتنا بدحال کیا ہے کہ ایک سال میں خیالات تو کیا ان کے انداز ہی بدل گئے ہیں۔شاید اسی موقع پر شاعر نے کیا خوب کہا تھا کہ:

منظر بدل گئے پس منظر بدل گئے
حالات اپنے شہر کے یکسر بدل گئے
پہلے سے خدوخال نہ پہلے سے خیال
کتنا تم ایک سال کے اندر بدل گئے

جناب سپیکر!میں اب تعلیم کی طرف آتا ہوں۔میں وزیر اعلیٰ پنجاب کی تعلیم کے میدان میں خدمات کو سلام پیش کرتا ہوں جن کی علم دوستی کے باعث لودھراں کے ایک مزدور کا بیٹا آج LUMS میں تعلیم حاصل کر رہا ہے اور وہ بیوہ ماں جو اپنی پوزیشن ہولڈر بیٹی کو اپنی غربت کے باعث گھر بٹھا لیتی تھی آج اس کی بیٹی FAST میں زیر تعلیم ہے اور پنجاب کے ہونہار طلباء و طالبات آج بھی جرمنی، فرانس اور انگلینڈ میں دنیا کی عظیم درسگاہوں کی سیر کر رہے ہیں۔پنجاب حکومت نے تعلیمی میدان میں ایک جانب ہونہار طلبہ کی حوصلہ افزائی کی ہے تو دوسری جانب دیہاتی سکولوں میں کمپیوٹر

فراہم کر کے ان طلباء کو بھی شہری طلباء کے برابر لا کھڑا کیا ہے۔آج پنجاب میں100 فیصد تعلیمی انقلاب اور100 فیصد خواندگی کا منصوبہ جاری ہے۔ مجھے امید ہے کہ موجودہ صوبائی حکومت کے دور میں یہ خواب ضرور پورے ہوں گے اور تعلیم کا زیور ہر اس بچے کا نصیب بنے گا جو حالات کے جبر نے اس سے چھین لیا تھا۔

جناب سپیکر!صحت کے لئے پنجاب حکومت کی جانب سے 16۔ارب 30کروڑ روپیہ خرچ کرنے کی تجویز ہے۔نئے ہسپتال بننے سے بہتر سہولتیں حاصل ہوں گی اور میڈیکل کالج بننے سے ڈاکٹروں کی کمی دور کرنے میں مدد ملے گی۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ غریب غربت کا خاتمہ چاہتا ہے، بے روزگار نوجوان عزت والا روزگار چاہتا ہے۔ گھروں میں بیٹھی ہوئی مائیں، بہنیں اور بیٹیاں اپنی عزت کی حفاظت چاہتی ہیں۔ ملک کا شہری امن چاہتا ہے۔کسان اور مزدور اپنی محنت کا معاوضہ چاہتے ہیں۔ تمام ملک کی نظریں ہم سیاستدانوں کی جانب لگی ہوئی ہیں۔

جناب آصف بشیر بھاگٹ:جناب سپیکر!ان کی نظریں وزارت پر لگی ہوئی ہیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی:جناب سپیکر!الحمد للہ میری فیملی کا تو چیف منسٹر ہے۔اگر آپ لوگوں کو نہیں پتا، میرے گھر میں تو وزارت اعلیٰ ہے۔ میں کسی وزارت کا بھوکا نہیں ہوں۔ جس کے گھر میں وزارت اعلیٰ ہو اسے کوئی وزارت نہیں چاہئے۔ وہ آپ لوگوں کو چاہئے۔

جناب سپیکر!میں یہ کہہ رہا تھا کہ ان تمام مسائل کے حل کے لئے اس ملک کے لوگوں کی نظریں ہم سیاستدانوں پر لگی ہوئی ہیں اور اس کے لئے میں اپنے بھائیوں سے گزارش کروں گا کہ اگر میاں محمد شہباز شریف صاحب کی صورت میں کوئی شخص غریبوں کے دکھوں کو کم کرنا چاہتا ہے تو اسے کرنے دیں۔اگر کوئی جہالت کی تاریکی میں علم کی روشنی لاتا ہے تو اس کے ہاتھ مت روکیں۔اگر کوئی نیلے آسمان کے تلے سونے والوں کو آشیانہ ہاؤسنگ سکیم کے تحت گھر کی چھت فراہم کرتا ہے تو اس کے پاؤں سے زمین نہ کھینچیں۔اگر کوئی کشکول توڑ کر اغیار کی امداد اور قرضہ لینے سے انکار کرتا ہے تو اسے کرنے دیں۔ پاکستان کی مٹی اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ اس زمین کو کرپشن سے پاک کریں، غربت دور کریں اور64 سال کے وہ سارے داغ دھونے کی کوشش کریں جنہوں نے ہمارے پاکستان کے جسم کو کینسر زدہ کر دیا ہے۔ میں اس موقع پر اس شعر کے ساتھ آپ سے اجازت لوں گا کہ:

اس مٹی کی محبت میں ہم آشفتہ سروں نے
وہ قرض اتارے ہیں جو واجب بھی نہیں تھے
شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب جاوید حسن گجر صاحب!

جناب جاوید حسن گجر: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں سب سے پہلے آپ کا مشکور ہوں اور نیازی صاحب کو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ پنجاب اسمبلی ہے قومی اسمبلی نہیں ہے کیونکہ یہ قومی سطح کے معاملات کو یہاں discuss کر رہے تھے۔ اب نیازی صاحب باہر جا رہے ہیں، آپ نیازی صاحب کو بٹھائیں کہ جواب تو لیتے جائیں اگر جواب نہیں تو کم از کم نسوار تو لیتے جائیں۔[********]

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ضلع پر attack نہ کریں۔ میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

جناب جاوید حسن گجر: جناب سپیکر! جتنی بھی اقوام یا ممالک نے ترقی کی ہے وہ بجٹ کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ اس بجٹ میں کچھ چیزیں اچھی اور کچھ بُری ہیں۔ اس بجٹ میں بُری چیزیں وہ ہیں کہ وہی اعداد و شمار جو پچھلے سال دہرائے گئے تھے وہی پھر دہرائے گئے ہیں۔ ہماری قوم انتظار میں ہے کہ پیاسوں اور بھوکوں کے لئے بجٹ میں کچھ نہ کچھ ایسا لایا جائے جس سے غریب قوم کا بھلا ہو لیکن میری سوچ سے باہر ہے کہ چھ دن سے تقاریر ہو رہی ہیں۔ اگر تقاریر کا مقابلہ کرانا تھا تو ہمارے ساتھیوں کو کسی کالج میں بلا لیتے اور وہاں مقابلہ ہو جاتا۔ یہاں پر تقاریر تو بجٹ کے اوپر ہونی چاہئیں تھیں۔ ہمیں غریب لوگوں کے لئے جس آشیانہ سکیم کے متعلق بتایا جا رہا ہے تو وہ کون سا غریب ہے جو booking کے وقت تین لاکھ روپے دے کر اپنا آشیانہ book کرائے گا۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ غریب آدمی رات کو روٹی مانگتا ہے اس کو تین لاکھ کا پلاٹ دے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ییلو کیب سکیم دے رہے ہیں جس طرح کی ایک سکیم انہوں نے اپنے پچھلے دور میں بھی introduce کرائی تھی۔ یہ وہ سکیم ہے جس کی کاریں دس بارہ سال سے ابھی تک کورٹ میں پڑی ہوئی ہیں اور پھر دوبارہ اس سکیم کو لایا جا رہا ہے۔ غریب آدمی اپنا آٹا اور گندم سستے ریٹوں پر مانگ رہا ہے لیکن وہ نہیں دے رہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایوان کا وقت ڈیڑھ گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب جاوید حسن گجر: اس کا مطلب ہے کہ میں ڈیڑھ گھنٹہ بول سکتا ہوں۔ پچھلے سال جو سیلاب کا قدرتی طوفان آیا اُس میں شہباز شریف صاحب نے عید پیکج دیا جو بہت اچھا ہے اس کو ہم سراہتے ہیں لیکن میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ اور میاں محمد شہباز شریف صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ جن ڈی سی اوز کو وہ پیکج دیا گیا، کیا اُنہیں audit کیا گیا میں پھر وہی بات کروں گا کہ غریب آدمی آٹا مانگ رہا ہے لیکن آپ اُس کو modern village دے رہے ہیں۔ غریب آدمی modern village کا کیا کرے گا وہ اسے پیٹ میں تو نہیں ڈال سکتا جبکہ اُس کے بچے بھوکے پیاسے مر رہے ہیں اور وہ اپنی چھوٹی موٹی روزمرہ کی ضروریات مانگ رہا ہے۔ انہوں نے اس بجٹ میں گورنمنٹ کے افسران کے لئے ایک audit performance scheme introduce کرائی جو بہت اچھی ہے لیکن میں پھر آپ کی وساطت سے یہ کہوں گا کہ آپ نے audit performance کے لئے جو session شروع کیا اُس audit team میں کم از کم ہمارے تین ایم پی اے صاحبان کو شامل کیا جائے جس میں ہر پارٹی کا ایک ایک ایم پی اے شامل ہو تاکہ بیوروکریٹس کی جتنی بھی رات دن کی بد دیانتیاں ہیں وہ آپ کے سامنے آئیں۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں زراعت کے حوالے سے alphabetically چلوں گا لیکن آپ نے مجھے پانچ منٹ مزید دینے ہیں کیونکہ میں نے چھ دن انتظار کیا ہے۔ حکومت نے پچھلے سال زرعی گریجویٹس کے لئے ایک سکیم introduce کرائی کہ انہیں زمین دی جائے گی اور اس سال تھوڑا سا بڑھا دیا مگر یہاں لاہور میں بیٹھ کر announce کر دینا اور بات ہے اور موقع پر جانا اور بات ہے۔ میں اس حوالے سے بتانا چاہوں گا کہ جتنی بھی زمینیں زرعی گریجویٹس کو الاٹ کی گئیں اُن میں 60 فیصد وہ زمینیں ہیں جو 25/25 فٹ اونچے ٹیلے پر ہیں۔ اب بے چارہ غریب زرعی گریجویٹ کہاں سے آباد کرے گا کیونکہ اُس زمین کو آباد کرنے کے لئے پانی کا وسیلہ ہی نہیں ہے لیکن اس سال پھر دوبارہ دے رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اسے زمین ضرور دیں مگر تمام سہولیات بھی فراہم کریں۔ میں زرعی گریجویٹس سکیم کو support اس لئے کروں گا کیونکہ آپ کو یاد ہو گا کہ میں نے پچھلے دور میں 08-2007 میں یہی سفارش کی تھی اس لئے میں میاں محمد شہباز شریف صاحب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے ہم اپوزیشن والوں کی کچھ نہ کچھ گزارشات مان لی ہیں۔ انہوں نے poor peoples کے لئے 30۔ارب روپے رکھے ہیں جو میں کہتا ہوں کہ ضرور دیں کیونکہ ہماری وہ واحد جماعت ہے جو غریبوں کی حامی ہے۔ حکومت جو 30۔ارب روپے دے رہی ہے اُس کا بھی audit ہونا چاہئے اور session میں یہ بتایا جائے

کہ 30۔ارب روپیہ کیسے اور کس مد میں خرچ ہوگا؟ ہمیں اس مد پر قطعاً کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن اس کی وضاحت اس session میں ضرور آنی چاہئے۔

جناب سپیکر! پولیس کے لئے 52۔ارب روپے رکھے گئے جو بہت اچھی بات ہے لیکن اُن سے یہ بھی حساب کتاب مانگیں کہ 52۔ارب روپیہ انہوں نے کہاں خرچ کیا ہے؟ ابھی پچھلے سال کا پیسا ان کے پاس پڑا ہوا ہے اُس کا بھی audit کرائیں کیونکہ آپ نے دیکھا ہوگا کہ میرے ضلع رحیم یار خان میں روزانہ اغواء برائے تاوان ہو رہے ہیں۔ میرے حلقہ پی پی 294 میں تین تھانے ہیں لہذا تینوں تھانوں کو نئی گاڑیاں دی جائیں تاکہ وہ اغواء برائے تاوان کو روک سکیں کیونکہ اغواء برائے تاوان کا target بھی میرا ہی علاقہ ہے۔ وہ وہاں سے اغواء کر کے بلوچستان میں بھیج دیتے ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں تعلیم کے حوالے سے عرض کروں گا کہ تعلیم کے لئے 23۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ میں دانش سکول کے بارے میں چھ دن سے سوچ رہا ہوں لیکن دانش سکول کی اصل حقیقت سے کسی کو بھی نہیں پتا۔ بڑی افسوس ناک بات یہ ہے کہ شہباز شریف صاحب نے (ن) لیگ کے کسی بھی ممبر کو اعتماد میں نہیں لیا کہ دانش سکول بن رہا ہے۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ ڈنمارک کی ایک "دانش این جی او" ہے اُس کا پیسا یہ لگا رہے ہیں اس لئے حکومت پنجاب کے پیسے کا آڈٹ ہونا چاہئے کہ وہ کہاں جا رہا ہے؟ دانش سکول کی بلڈنگ اور اساتذہ پر جتنا خرچ ہو رہا ہے وہ دانش این جی او سے آ رہا ہے لہذا اُس حوالے سے ایک کمیٹی بنائیں جو specific دانش سکول کی مد میں رکھے جانے والے پیسے کا آڈٹ کرے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! یہ ثبوت دیں پھر کمیٹی بنا دیتے ہیں۔

جناب جاوید حسن گجر: جناب سپیکر! اِن کو یہ حقیقت سننی چاہئے۔

آپ زلف جاناں کے خم سنواریئے صاحب
زندگی کی زلفوں کو آپ کیا سنواریں گے

جناب سپیکر! میں صحت کے حوالے سے عرض کروں گا کہ اس شعبہ میں انہوں نے 16 بلین دیئے ہیں جو بہت اچھا اقدام ہے۔ ڈائیلسز کے لئے 30 کروڑ روپیہ دیا گیا ہے جو بہت کم ہے کیونکہ ڈائیلسز کا زیادہ تر مرکز جنوبی پنجاب بہاولنگر سے لے کر صادق آباد تک ہے کیونکہ وہاں کے لوگ گندہ پانی پیتے ہیں۔ آپ کبھی وہاں پر جائیں تو ہم آپ کو وہاں سے پانی پلائیں گے جہاں سے جانور پیتے ہیں پھر آپ کو پتا چلے گا کہ لوگ کس طرح کا پانی پیتے ہیں۔ وہاں سے پانی پینے والوں کو kidney کا مسئلہ زیادہ پیدا ہوتا ہے لہذا

میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ صاحب سے یہ سفارش کر رہا ہوں کہ ڈائیلسز کی مد میں 30 کروڑ روپے پورے پنجاب کے لئے بہت کم ہیں۔ چونکہ جنوبی پنجاب آپ کے لئے ایک burning issue ہے میں اُس کا نام نہیں لیتا لیکن بہاولنگر سے صادق آباد کا نام لیتا ہوں کہ وہاں کے لئے کم از کم 30 کروڑ روپے دیں تاکہ وہاں کی غریب عوام اُس سے مستفید ہو سکے۔ ایک کام انہوں نے بہت اچھا کیا جس کی میں انتہائی تعریف کرتا ہوں جس کے لئے میرے اپوزیشن کے ساتھی بھی میرا ساتھ دیں گے اور (ن) لیگ والوں نے تو خوش ہونا ہی ہے کیونکہ میں نے اُن کی تعریف کرنی ہے۔ حکومت کی طرف سے ladies کے بریسٹ کینسر کے لئے ایک موبائل یونٹ introduce کروایا گیا ہے جو NGOs کے ذریعے مختلف دیہاتوں میں جاتا ہے۔ یہ موبائل یونٹ develop دیہاتوں میں نہیں جاتا بلکہ وہ دیہات جہاں پر desert areas ہیں، جہاں کی خواتین شہروں اور ہسپتال میں نہیں جا سکتیں اور کسی کو بتاتے ہوئے شرماتی ہیں، وہاں جاتا ہے۔ میں نے وہ پروگرام تقریباً چھ گھنٹے خود attend کیا ہے اس لئے مجھے موبائل یونٹ کے بارے خاصی آگاہی ہے۔ یہ بہت اچھا پروگرام ہے اور میں کہتا ہوں کہ جتنے بھی دیہاتی علاقے ہیں وہاں پر بریسٹ کینسر کے checkup کے لئے موبائل یونٹ کو ضرور introduce کرانا چاہئے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں اپنے علاقہ کی بات کروں گا کہ میرے علاقہ میں دو RHCs چاہئیں۔ اسی طرح رحیم یار خان میں شیخ زید میڈیکل کالج کے لئے انہوں نے 32 کروڑ روپے دیئے ہیں جو کہوں گا کہ یہ رقم بہت کم ہے لہذا اسے بڑھا کر 50 کروڑ روپے کریں۔ اگر آپ کہیں گے تو میں اس کی ضروریات انشاء اللہ بتا دوں گا تاکہ آپ اسے صحیح بنا سکیں۔ ایک چیز نئی ہے کہ سوشل سیکٹر کے لئے 71۔ ارب 63 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں تو وہ سوشل سیکٹر ہے کیا، اس کی تفصیل کم از کم آپ کو بجٹ تقریر میں بتانا چاہئے تھی کہ یہ ہے کیا اور اتنی بڑی رقم کہاں خرچ کرنی ہے؟

جناب سپیکر! آخری بات یہ ہے کہ Irrigation کے لئے 11۔ ارب روپے رکھے ہیں تو میں یہ کہوں گا کہ جہاں پر انہوں نے باقی اخراجات کرنے ہیں تو سب سے ضروری اگر وزیر آبپاشی یہاں پر بیٹھے ہوں تو میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ سے یہ ضرور کہوں گا اور آپ کی پوری ٹیم سے یہ کہوں گا کہ خدارا جتنے ڈیم، جتنے ہمارے کینال کے ہیڈز اور دریائی ہیڈز ہیں ان کی ڈی سلٹنگ کی ضرورت ہے تو وہ پیسے کم از کم ڈی سلٹنگ پر ضرور لگائیں۔ اس کے بعد رحیم یار خان میں چمن مائنز اور پتن مینارہ مائنز کی لائننگ کے لئے ہمیں پیسے ضرور چاہئیں۔ میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے سنا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ نرگس پروین اعوان صاحبہ!

محترمہ نرگس پروین اعوان: شکریہ۔جناب سپیکر!

کاش کرتے کوئی ویرانئ دل کا بھی علاج
چاند پہ جا کے نئے شہر بسانے والے

جناب سپیکر! بالآخر بجٹ پیش ہو گیا اور میں نے اس بجٹ میں وزیر خزانہ جناب کامران مائیکل صاحب کی تقریر سنی اور نہ صرف میں ذاتی طور پر بلکہ اپنی پارٹی کی طرف سے بھی مسرت کا اظہار کرتی ہوں کہ جناب کامران مائیکل صاحب نے یہ تقریر پیش کی کیونکہ ہم اقلیتوں کے بارے میں اچھی اور بہتر رائے رکھتے ہیں۔ باوجود اس کے کہ ہمیں نہیں معلوم کہ یہ بجٹ ممبران پنجاب اسمبلی نے تیار کیا ہے، وزیر خزانہ نے تیار کیا ہے جو ایک دن پہلے تک وزیر خزانہ نہیں تھے یا پھر کسی ایسی شخصیت نے جس کا تعلق پنجاب اسمبلی سے نہیں ہے۔ ہم اس بجٹ کو دیکھتے ہیں اور محسوس یہ کرتے ہیں کہ آج سے چند سال پہلے تک بجٹ کے بارے میں لوگوں کو جو اعتماد اور اعتبار تھا وہ آج نظر نہیں آتا۔ آج سے چند سال پہلے لوگ گھروں میں، بازاروں میں، ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر بجٹ تقاریر سنتے اور دیکھتے تھے لیکن آج یہ مناظر ہماری نظروں سے اوجھل ہیں اور یہ بجٹ جن کے لئے تیار کیا گیا ہے ان کا یہ کہنا ہے کہ انہیں اس بجٹ پر اعتماد ہی نہیں اور انہیں یہ پتا ہی نہیں کہ یہ بجٹ ان کے لئے پیش کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہم یہ بجٹ اسمبلیوں میں پیش کریں اور اس ایوان میں اس بجٹ پر بحث کریں تو ہمارے لئے لازم ہے کہ ہم اس کا اعتبار اور اعتماد لوگوں میں قائم کریں تاکہ لوگ اس بجٹ میں پیش کئے گئے اعداد و شمار پر اعتبار کریں۔ یہ اعتبار ہمیں اس طریقے سے کرنا ہو گا کہ ہم سچ بولیں۔ میں نے جناب کامران مائیکل صاحب کی تقریر اس ایوان میں سنی اور اس کے بعد بجٹ کا مطالعہ کیا تو ایک لمحے کے لئے مجھے محسوس ہوا کہ پنجاب میں تو دودھ اور شہد کی نہریں بہہ رہی ہیں۔ یہاں پر غریب نوجوانوں کے ہاتھ میں 20 ہزار روپے ہیں، کوئی نوجوان لیپ ٹاپ پر windows کھول کر search کر رہا ہے اور علم کے خزانے لوٹ رہا ہے اور کوئی ییلو کیب گاڑیوں کو سڑکوں پر بھگا رہا ہے لیکن ایسا نہیں ہے اور عوام کو اس بجٹ پر بھی اعتماد نہیں ہے اس لئے کہ لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ جو بجٹ approve ہوتے ہیں وہ exercise نہیں ہوتے اور ان پر عملدرآمد نہیں ہوتا۔ راستے میں جاتے جاتے مالی سال گزرتے گزرتے بجٹ کہیں کے کہیں کھو جاتے ہیں اور عوام پھر اگلے بجٹ کے لئے سراپا انتظار ہو جاتے ہیں۔

جناب سپیکر!اس بجٹ میں 4کنال کے فارم ہاؤسز پر ٹیکس تجویز کیا گیا ہے۔ میں نے پچھلے بجٹ کے موقع پر یہ عرض کیا تھا کہ آج کی ایلیٹ کا یہ فیشن اور یہ سٹیٹس symbol بن گیا ہے کہ گلبرگ، ڈیفنس اور ماڈل ٹاؤن میں چار، چار کنال کے گھر ہوتے ہیں۔اس کے بعد یہ رائیونڈ، بیدیاں روڈ، کینٹ اور قصور روڈ پر بڑے بڑے فارم ہاؤسز بھی بناتے ہیں۔یہ فارم ہاؤس ان زمینوں پر بنتے ہیں جہاں میں نے چند سال پہلے اپنی آنکھوں سے گنا اور دیگر فصلیں اُگتی ہوئی دیکھیں۔4کنال کے فارم ہاؤس پر ٹیکس، کس کا ٹیکس، کون سا ٹیکس اور کیسا ٹیکس ہے ؟4کنال کا ایک فارم ہاؤس جو پہلے شوہر کے نام ہے، پھر 4کنال کا بیوی کے نام ہے، پھر بہو ہے، بیٹا ہے اور پھر داماد ہے تو یہ کیسا ٹیکس ہے ؟اس طرح سے ہمیں discourage کرنا چاہئے کہ فارم ہاؤسز بلاوجہ تعمیر نہ ہوں اور زرعی زمینیں جو ہمارے لئے اناج اگاتی ہیں اور شہر کے بالکل قریب ہیں وہ زمینیں فصلیں اگانے کے لئے ہی رہیں۔

ذکر اس غیرت مریم کا جب بھی ہوتا ہے فراز
گھنٹیاں بجتی ہیں لفظوں کے کلیساؤں میں

جناب سپیکر!یہاں پر خواتین کے لئے 13۔ارب روپے کا بجٹ رکھا گیا۔یہ تسلیم کرتے ہوئے کہ خواتین نصف آبادی سے زیادہ ہیں تو نصف سے زیادہ آبادی کے لئے 13۔ارب روپے کا بجٹ اور وہ بھی محض ایک یونیورسٹی اور کچھ کالجوں کے لئے حالانکہ بجٹ میں یہ تسلیم کیا گیا کہ خواتین کی ترقی کے بغیر کوئی بھی ملک ترقی نہیں کر سکتا۔ جرمن اور ملائشیا کی مثالیں بھی سامنے رکھی گئیں لیکن خواتین کی بہت سی ضروریات کو نظر انداز کر دیا گیا کہ جس میں ان کے لئے ہیلتھ سنٹر، زچگی کے سنٹر، work place ان کی harassment کے خلاف قوانین اور ملازمتوں میں خواتین کا آبادی کے لحاظ سے کوٹا مقرر کیا جانا چاہئے تھا۔

جناب سپیکر! پنجاب میں اس وقت امن وامان کی صورتحال کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ اس بجٹ میں 49۔ارب روپے پچھلے سال کے بجٹ میں رکھے گئے اور اب 52۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔آپ کو پتا ہے کہ اس وقت امن وامان کی صورتحال کتنی دگرگوں ہے اور کتنی تیزی سے روبہ زوال ہے لیکن صرف 3۔ارب روپے بڑھا کر اس ملک اور ملک کے شہریوں کو امن وامان فراہم نہیں کر سکتے جبکہ پچھلے دور میں پولیس میں ہونے والی بھرتیاں ہوئیں تو بھرتی کا طریق کار کچھ ایسا تھا کہ بہت سارے جرائم پیشہ لوگ بھی پولیس فورس میں آ گئے اور پولیس کا کلچر criminal culture ہو گیا۔اب

ضرورت اس بات کی ہے کہ پولیس کی ریفارم کی جائے، ان کی اصلاح کی جائے اور ان کے لئے زیادہ بجٹ مختص کیا جائے تاکہ پولیس اس صوبے کے شہریوں کو امن وامان اور عافیت دے سکے۔

جناب سپیکر! یہ بجٹ پنجاب کے عوام کا بجٹ ہے کسی خاص یا پسندیدہ آدمی کا بجٹ نہیں ہے۔ پسندیدہ لوگوں کا بجٹ نہیں ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ اسے wind up کریں۔

محترمہ نرگس پروین اعوان: جناب والا! اگرچہ یہ بجٹ عوام کے لئے ہے لیکن اس پر خاص لوگوں کی پرچھائیاں نظر آتی ہیں۔ وہ اس طرح کہ ایک economic survey کے مطابق inflation 15 فیصد اور عام آدمی کی ضروریات 100 فیصد زیادہ بڑھی ہیں۔ جب 100 فیصد زیادہ رقم ادا کی جائے گی تو indirect tax ایک عام آدمی پر پڑے گا۔ عام آدمی روزانہ -/150 روپے کماتا ہے۔ -/150 روپے کمانے والا اگر ایک ڈبل روٹی لے گا تو وہ بھی اتنا ہی ٹیکس ادا کرے گا جتنا کہ کروڑوں اربوں روپے رکھنے والا شخص ادا کرے گا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ عوام کی بحالی کے لئے اس طرح کے قوانین بنائے جائیں کہ ہر شخص اپنی wealth کے مطابق ٹیکس دے، ناں کہ ہر امیر اور غریب ایک جیسا ٹیکس دے۔

جناب والا! جس دن اس ایوان میں بجٹ پیش کیا جارہا تھا اسی دن اس ایوان سے چند فرلانگ کے فاصلے پر ناصر باغ میں ایک غریب محنت کش جس کو پانچ دن سے مزدوری نہیں ملی تھی، جس کو پانچ دن سے کھانا نہیں ملا تھا، باغ میں واک کرنے والوں نے ہسپتال میں بھجوایا۔ اِس وقت ملک اور پنجاب میں امیر اور غریب کے درمیان بہت فرق بڑھ گیا ہے۔ امیر، امیر سے امیر تر ہو رہے ہیں اور غریب، غریب سے غریب تر ہو رہے ہیں۔ خدارا! اس فرق کو کم کیجئے ورنہ ایک ایسا طوفان اٹھے گا کہ اس میں بہت سے لوگوں کے محل بہہ جائیں گے۔ کوشش کرنی چاہئے، اگر ہم امیری کو ختم کر دیں تو غریبی خود بخود ختم ہو جائے گی۔ پنجاب کی حکومت یہ سوچے کہ ہم نے غریبوں کو بھی کوئی نہ کوئی ریلیف دینا ہے، ان کے لئے منصوبے بنائے جائیں۔ اربوں روپے غریبوں کے لئے مخصوص کئے گئے ہیں لیکن ان کا طریق کار ایسا بنا دیا گیا ہے کہ یہ روپے ہواؤں میں اڑ جائیں گے اور پرچھائیوں کو مل جائیں گے مگر غریبوں کو ان کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔

رپورٹیں

(میعاد میں توسیع)

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔اب شاہجہان احمد بھٹی پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر۔II کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹیں بابت سال2007-08 اور2009-10کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر۔II کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب شاہجہاں احمد بھٹی: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹیں بابت سال 2007-08 اور 2009-10 کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر۔II کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 12۔جولائی 2011 سے ایک سال کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹیں بابت سال 2007-08 اور 2009-10 کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر۔II کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 12۔جولائی 2011 سے ایک سال کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹیں بابت سال 2007-08 اور 2009-10 کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر۔II کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 12۔جولائی 2011 سے ایک سال کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب جناب محمد محسن خان لغاری پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر-I کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

حکومت پنجاب کے آڈٹ پیراز سول ورکس اور کمرشل سول ریونیو وصولیاں بابت سال 07-2006 اور 09-2008 اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر-1 کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"حکومت پنجاب کے آڈٹ پیراز سول ورکس اور کمرشل سول ریونیو وصولیاں بابت سال 07-2006 اور 09-2008 اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر-I کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 12- جولائی 2011 سے ایک سال کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"حکومت پنجاب کے آڈٹ پیراز سول ورکس اور کمرشل سول ریونیو وصولیاں بابت سال 07-2006 اور 09-2008 اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر-I کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 12- جولائی 2011 سے ایک سال کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"حکومت پنجاب کے آڈٹ پیراز سول ورکس اور کمرشل سول ریونیو وصولیاں بابت سال 07-2006 اور 09-2008 اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر-I کی رپورٹیں ایوان میں پیش

کرنے کی میعاد میں مورخہ 12۔جولائی 2011 سے ایک سال کی توسیع کردی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب جاوید حسن گجر تحاریک استحقاق کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

تحاریک استحقاق بابت سال 10-2008 اور 2011 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب جاوید حسن گجر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"تحاریک استحقاق نمبر 51 بابت سال 2008 تحاریک استحقاق نمبر 23,28,31,42,50 اور 57 بابت سال 2009 تحاریک استحقاق نمبر 1,5,10,21 اور 38 بابت سال 2010 تحاریک ستحقاق نمبر 2,8,9,13, 16,23,24,25,28,36,44,45,47,48 اور 50 بابت سال 2011 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30۔ستمبر 2011 تک توسیع کردی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"تحاریک استحقاق نمبر 51 بابت سال 2008 تحاریک استحقاق نمبر 23,28,31,42,50 اور 57 بابت سال 2009 تحاریک استحقاق نمبر 1,5,10,21 اور 38 بابت سال 2010 تحاریک ستحقاق نمبر 2,8,9,13, 16,23,24,25,28,36,44,45,47,48 اور 50 بابت سال 2011 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30۔ستمبر 2011 تک توسیع کردی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"تحاریک استحقاق نمبر 51 بابت سال 2008 تحاریک استحقاق نمبر 23,28,31,42,50 اور 57 بابت سال 2009 تحاریک استحقاق نمبر 1,5,10,21 اور 38 بابت سال 2010 تحاریک ستحقاق نمبر 2,8,9,13, 16,23,24,25,28,36,44,45,47,48 اور 50 بابت سال 2011 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30۔ ستمبر 2011 تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: مخدوم محمد ارتضیٰ!

سالانہ بجٹ بابت سال 12-2011 پر عام بحث

(---جاری)

مخدوم محمد ارتضیٰ: نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم o بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o جناب سپیکر! میں سب سے پہلے آپ کے توسط سے حکومتی بنچوں پر بیٹھے اپنے بھائیوں کی خدمت میں ایک عرض کرنا چاہوں گا کہ آپ بھی اور ہم بھی عوام کا ووٹ لے کر اس ایوان میں آئے ہیں۔ آپ کا مقصد بھی عوام کی خدمت کرنا ہے اور ہمارا مقصد بھی عوام کی خدمت کرنا ہے۔ جس طریقے سے آپ یہ خدمت کرنا چاہتے ہیں، جس پالیسی کو وضع کر کے یہ خدمت کرنا چاہتے ہیں اس میں correction suggest کرنا اور اگر ہم اس کو غلط سمجھیں تو اس پر تنقید کرنا ہمارا حق بھی ہے اور جائز بھی ہے لہذا اگر آپ اس کو ذرا خندہ پیشانی سے قبول کریں تو آپ کی بڑی مہربانی ہو گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میرے پاس ٹائم مختصر ہے اس لئے میں اس کو جلدی جلدی کرتا ہوں۔ پہلی بات میں ایجوکیشن کے حوالے سے کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلے سال 23۔ ارب 30 کروڑ روپے کا ڈویلپمنٹ بجٹ تھا۔ میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کر دوں کہ اگر سیکرٹری ایجوکیشن کوئی تنخواہ لیتا ہے تو اس کا ہمیں کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اگر DG صاحب تنخواہ لیتے ہیں تو وہ ہم نے نہیں دیکھنی بلکہ ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ تعلیم کی مد میں ڈویلپمنٹ پر کیا خرچہ جا رہا ہے؟ پچھلے سال 23۔ ارب 30 کروڑ روپے تھا اور یہ revised ہو کر 13۔ ارب 82 کروڑ روپے بنا۔ اب 23۔ ارب 90 کروڑ روپے کیا گیا۔ یہ ڈویلپمنٹ میں

صرف60 کروڑ روپے کی increase ہے۔60 کروڑ روپے کا اضافہ ہماری ضروریات کے حساب سے بہت معمولی ہے۔ میں کامران مائیکل صاحب سے گزارش کروں گا کہ اس کو note ضرور کرلیں اور اللہ کرے کہ اگلے سال آپ بجٹ کی تقریر پڑھنے کی بجائے پہلے بنائیں پھر پڑھیں جس کی ہمیں دلی خوشی ہوگی۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے بجٹ تقریر میں سو فیصد enrollment اور سو فیصد detention کی بات کی۔ گزارش یہ ہے کہ بچے سکول میں کیوں نہیں بھیجے جاتے یا انہیں بھیج کر نکال کیوں لیا جاتا ہے؟ اس کا بہت بڑا factor یہ ہے کہ والدین یہ claim کرتے ہیں کہ اگر ہم بچے کو سکول میں داخل کردیں تو یہ کمائے گا کیسے اور ہم کھائیں گے کیسے؟ آپ 100 فیصد enrollment اور100 فیصد detention کی بات کرتے ہوئے اگر بچوں کے والدین کے لئے financial incentive نہیں دیں گے کہ وہ اپنے بچوں کو نہ صرف داخل کرائیں بلکہ ان کو وہاں رکھیں تب تک اس percentage میں improvement نہیں آسکتی۔

جناب سپیکر! تیسری بات میں یہ کرنا چاہوں گا کہ دانش سکول بہت بڑا topic ہے اگر میں اس کو چھوڑ جاؤں تو یہ ٹھیک نہیں ہوگا۔ میں صرف آپ سے یہ گزارش کررہا ہوں کہ جتنے کام آپ کر رہے ہیں خواہ صحت کے لئے کر رہے ہیں، ایجوکیشن کے لئے کر رہے ہیں یا کسی بھی چیز کے لئے کر رہے ہیں یہ آپ welfare state کے concept کے اندر کر رہے ہیں کہ welfare state ہونی چاہئے۔ گزارش یہ ہے کہ آپ دنیا کے کسی بھی ملک میں چلے جائیں welfare state کے concept میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ حکومت اپنی طرف سے ایجوکیشن یا ہیلتھ میں دو مختلف standards رکھے۔ حکومت کا ایجوکیشن کی services provide کرنے میں اور تعلیم کی services provide کرنے میں standard ایک ہونا چاہئے۔ آپ یہ نہیں کر سکتے کہ ایک جگہ پرائمری سکول کی چھت گری ہوئی ہے اور دوسری جگہ دانش سکول بنا ہوا ہے۔ آپ welfare state کے concept کے خلاف جا رہے ہیں۔ جتنا آپ اس پر خرچہ کر رہے ہیں آپ نے یہ بھی دیکھنا ہے کہ کیا یہ sustainable ہے یا نہیں؟ اس کا exchequer پر burden ہے تو کیا آپ اس کو sustain بھی کر سکیں گے یا آگے جا کر اس کو مجبوراً پھر بند کرنا پڑے گا؟

جناب سپیکر! میں صحت پر بات کروں گا کہ پچھلے سال اس کی ڈویلپمنٹ کے لئے 14۔ارب 50 کروڑ روپے تھا جو revised ہو کر 8۔ارب 19 کروڑ روپے ہوگیا۔ اس دفعہ 14۔ارب 80 کروڑ

روپے ہے۔ اس طرح صحت کی مد میں صرف 30 کروڑ روپے کا اضافہ ہے، جو موجودہ health services کی condition ہے، میرے خیال میں 30 کروڑ روپے کی ڈویلپمنٹ increase کرنے سے کوئی خاطر خواہ اضافہ نہیں ہوگا۔ آپ ہسپتال بنالیں، نئے Burn Units بنالیں، ڈائیلسز کے نئے سنٹر بنالیں مگر آپ existing ہسپتالوں میں جو services provide کر رہے ہیں اس کے standard کو کس طرح بہتر کریں گے؟ اس کے لئے بھی آپ کوئی نہ کوئی mechanism ضرور لے کر آئیں۔ اس کے اندر کوئی پیسے بھی مختص کریں کہ ہم existing service کو کس طرح improve کریں گے۔ میں ایک چیز اور عرض کردوں کہ ان کے figures میں discrepancy ہے۔ انہوں نے بجٹ تقریر میں 16۔ ارب 30 کروڑ روپیہ indicate کیا اور white paper کے اندر 14۔ ارب 80 کروڑ روپیہ ہے تو ہمیں یہ discrepancy سمجھ نہیں آرہی کہ بجٹ تقریر میں ایک figure دیا جارہا ہے اور white paper میں اسی جگہ دوسرا figure ہے اس کے اندر discrepancy ہے لہذا یہ اپنے figures ایوان میں لانے سے پہلے ٹھیک کریں۔

جناب سپیکر! پولیس کے لئے 52 بلین روپے کی اتنی بڑی allocation ہے۔ آپ ان کو بالکل دیں مگر آپ غلطی یہ کر رہے ہیں کہ اس چیز پر concentrate کر رہے ہیں کہ اس وقت ملک میں دہشت گردی ہے اور دہشت گردی کے خلاف ان کو لڑانے کے لئے ہم ان کو extra پیسے بھی دیں گے اور مزید سروسز بھی دیں گے۔ مگر جو آپ کا internal problem ہے کہ آپ کی پولیس آپ کے اپنے شہری کے ساتھ کس طرح برتاؤ کرتی ہے، کیا "FIR" صحیح درج ہوتی ہے، کیا اس کی انوسٹی گیشن ٹھیک ہوتی ہے، کیا لوگوں کو تھانے میں انصاف ملتا ہے؟ آپ اس طرف توجہ نہیں دے رہے تو میری گزارش یہ ہے کہ ان کی policing کو بہتر کرنے کے لئے آپ کو جتنے پیسے لگانے پڑیں لگائیں۔ اگر آپ اس 52 بلین روپے کو 104 بلین روپے بھی کردیں تو قبول ہے بشرطیکہ پولیس کا جو عوام کے ساتھ رویہ ہے اگر اس کو ٹھیک کرنے کی طرف ذرا سوچ لیں تو میرا خیال ہے کہ زیادہ بہتر ہوگا۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے کامران مائیکل صاحب سے گزارش کروں گا کہ اقلیتوں کے لئے صرف 50 لاکھ روپیہ increase کیا گیا ہے۔ آپ نے 21 کروڑ 50 لاکھ روپے پچھلی دفعہ رکھے تھے اور اس مرتبہ 22 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ یہ رقم کم از کم ایک یا ڈیڑھ ارب روپے سے کم نہیں ہونی چاہئے اور اس رقم میں سے at least one third amount ہمارے سرائیکی بیلٹ کے اندر جو ہندو community رہتی ہے اس کے لئے مختص ہونی چاہئے کیونکہ ان کی اس ایوان میں

representation نہیں ہے،اس ایوان میں ان کی کوئی نمائندگی نہیں ہے۔ان کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے کم از کم آپ کو اس رقم میں سے one third ہندو community کے لئے ضرور مختص کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر!اب میں ان کی fiscal and financial position کے بارے میں گزارش کرنا چاہوں گا۔میں نے پچھلے سال 30۔جون 2009 کو بھی یہ بات point out کی تھی جس پر سپیکر صاحب نے کہا تھا کہ آپ economics کا لیکچر دے رہے ہیں، مجھے امید ہے کہ آج آپ ایسا نہیں کہیں گے۔30۔جون 2009 کو آپ کا total foreign debt جو کہ آپ نے باہر کے ملکوں کو ادا کرنا ہے وہ 339۔ارب روپے تھا۔آپ نے مزید قرضہ تو نہیں لیا مگر روپے کی international market میں devaluation ہونے کی وجہ سے آپ کے اوپر ایک سال کے اندر 51 بلین روپے کا اضافی بوجھ پڑ گیا ہے اور پچھلے سال یہ 390۔ارب روپے ہو گیا تھا۔اس سال مزید 21۔ارب روپے بڑھنے سے اب یہ قرضہ 416۔ارب روپے ہو گیا ہے۔یہ آپ کے اوپر ایک بہت بڑا بوجھ ہے جو ہر سال روپے کی devaluation کی وجہ سے بڑھتا چلا جا رہا ہے۔اب آپ debt servicing یعنی قرضے کی مد میں صرف سود کی شکل میں 50۔ارب روپے ایک سال میں دینے پر مجبور ہیں۔آپ نے اپنے اوپر domestic debt میں سے 18۔ارب روپے retire کئے ہیں جس کی وجہ سے اب یہ قرضہ 76۔ارب روپے رہ گیا ہے مگر foreign debt ہر سال بڑھتا جا رہا ہے لہذا آپ اس کو کنٹرول کریں۔ایک اور چیز کو point out کروں گا کہ پنشن کا بوجھ حکومت کو برداشت کرنا پڑ رہا ہے۔پنشن دینا الگ بات ہے لیکن اس کا بوجھ حکومت برداشت کر رہی ہے یہ سوچنے والی بات ہے۔پچھلے سال 30۔جون 2009 تک پنشن کی مد میں حکومت پنجاب کی liabilities 597۔ارب روپے ہے اور یہ اب ایک سال میں بڑھ کر 687۔ارب روپے ہو چکی ہے۔اسی طرح آپ General Provident Fund کو دیکھ لیں تو وہ پچھلے سال 79 بلین روپے تھا اور اس سال 87۔ارب روپے کی liability ہے جو کہ ہر سال بڑھتی جا رہی ہے۔میں آخر میں یہ گزارش کروں گا کہ حکومت پنجاب کی financial position بہت serious ہے جسے ہنگامی بنیادوں پر ٹھیک کیا جانا چاہئے۔

جناب سپیکر!میری تقریر کا آخری نکتہ South Punjab کا ہے جو کہ آج کل ہر کسی کا بڑا favourite topic ہے۔مجھے یہ سن کر بڑا افسوس ہوا کہ وہ لوگ جن کی دو سے چار نسلیں جنوبی پنجاب سے تعلق رکھتی ہیں مگر آج وہ لوگ بھی وہاں کی زبان بولنا اور وہاں کا کہلوانا اپنے لئے توہین سمجھتے ہیں، وہ

کھڑے ہو کر ہمیں جنوبی پنجاب پر لیکچر دیتے ہیں اور وہ ہمیں بتاتے ہیں کہ جنوبی پنجاب میں کیا ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں فنانس ڈیپارٹمنٹ والوں کو خراج تحسین پیش کروں گا کہ انہوں نے بڑی خوبصورتی سے بجٹ تقریر میں جھوٹ بولا اور اس جھوٹ کو اس ایوان میں کسی نے پکڑنے کی تکلیف نہیں کی۔ آپ 31 فیصد آبادی کے لئے 32 فیصد ADP کی بات کر رہے ہیں تو آپ مجھے یہ بتائیں کہ جب آپ NFC Award کی بات کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے بڑا بھائی بن کر بلوچستان کی پسماندگی کو دیکھتے ہوئے ان کو زیادہ پیسے دیئے ہیں۔ ہم جس کو horizontal distribution کہتے ہیں تو آپ کو یہ within Punjab کیوں نظر نہیں آتی؟ آپ جنوبی پنجاب کے لئے اس کی پسماندگی کے حساب سے پیسے کیوں نہیں رکھتے؟ آپ 31 فیصد آبادی کے لئے 32 فیصد کیوں دے رہے ہیں، ADP کا چالیس فیصد دیں اور یہ تو صرف propositional ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ آپ 70-ارب روپے کا اعلان کر رہے ہیں کہ آپ 70-ارب روپیہ جنوبی پنجاب کے لئے development package میں دے رہے ہیں یہ بہت اچھی بات ہے لیکن 70-ارب روپیہ کتنے سالوں میں دیں گے؟ جب یہ کہہ رہے ہیں کہ 70-ارب روپیہ دے رہے ہیں لیکن پھر آپ کہتے ہیں کہ 10 بلین اس سال release کریں گے تو پھر یہ 70-ارب روپیہ نہ ہوا کیونکہ بات تو اس سال کے مالیاتی بجٹ کی ہو رہی ہے۔ اگر اس سال کے مالیاتی بجٹ میں 10-ارب روپیہ release ہونا ہے تو 70-ارب روپے کی figure کہاں سے لے کر آ گئے ہیں۔ اسی طرح جب آپ پانچ districts کی بات کرتے ہیں کہ مظفر گڑھ، راجن پور، لودھراں، بہاولنگر اور بہاولپور میں 11-ارب 66 کروڑ روپے کے منصوبے شروع کر رہے ہیں اور پھر آپ کہتے کہ ہم 4-ارب 38 کروڑ روپے release کریں گے، ڈیرہ غازیخان اور راجن پور کے لئے 3-ارب 38 کروڑ روپے کا اعلان کر کے آپ کہتے ہیں کہ 15 کروڑ release کریں گے لیکن آپ release تو کم کر رہے ہیں۔ آپ بے شک 70-ارب روپیہ دس سالوں میں release کریں لیکن میں پوچھتا ہوں کہ اس سال کیا release کریں گے؟ میں آپ کے توسط سے کہتا ہوں کہ یہ فنانس ڈیپارٹمنٹ والے جو لفاظی استعمال کر رہے ہیں یہ ہمیں اتنا بھی بے وقوف نہ سمجھیں کہ یہ اتنے جھوٹ بولتے جائیں گے اور ہم اس اسمبلی میں بیٹھے ان کے جھوٹ کو نہیں پکڑ سکیں گے۔ آخر میں، میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ next خواجہ محمد اسلام صاحب!

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! شکریہ۔ اتنے قلیل وسائل میں مسائل کی گتھی کو سلجھانا ہوتا ہے۔ ان نامساعد حالات میں جب وفاقی حکومت نے اس ملک کی معیشت کو ڈبو دیا ہے، جب ریلوے اور سٹیل ملز کرپشن کی وجہ سے تباہ کر دی گئی ہیں، جب اس ملک میں حج میں بھی کرپشن آ گئی ہو، پی آئی اے defaulter ہو، بجلی کی لوڈشیڈنگ ہو، سوئی گیس کی لوڈشیڈنگ ہو، مزدور بے روزگار ہوں، غریب کا چولہا ٹھنڈا ہو رہا ہو تو پھر ان حالات میں، میاں محمد شہباز شریف وزیراعلیٰ پنجاب، وزیر خزانہ پنجاب کا اتنا اچھا بجٹ پیش کرنا اور یہاں پر ایک بات اور کہوں گا کہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ اقلیتی ممبر جناب کامران مائیکل صاحب نے جو بجٹ پیش کیا ہے اس پر پوری دنیا میں جو خوش گوار پیغام گیا ہے۔ اس لئے پاکستان میں آج یہ ثابت ہو رہا ہے کہ جمہوریت پروان چڑھ رہی ہے، آمریت بھاگ رہی ہے اور محبت جاگ رہی ہے۔

جناب سپیکر! یہ بجٹ عوام دوست اور غریبوں کی فلاح و بہبود کا بجٹ ہے کیونکہ اس میں اگر ٹیکس لگایا گیا ہے تو صرف امراء پر لگایا گیا ہے جس کی مثال لگژری گاڑیوں کے ٹوکن ٹیکس اور فارم ہاؤس پر ٹیکس لگانا ہے تو میں یہ بات کہنے میں بھی عار نہیں سمجھتا کہ پچھلے سال جو پاکستان میں سیلاب آیا تھا تو پنجاب حکومت نے بلاامتیاز پورے پاکستان کے سیلاب کے متاثرین کو accommodate کیا تھا جس پر صوبہ کے بجٹ کی خطیر رقم خرچ ہوئی تھی۔ آئندہ بجٹ 12-2011 کے اچھے اقدامات بیرونی امداد پر انحصار نہ کرنا اور کشکول توڑنے کا جرأت مندانہ فیصلہ اس کا عزم صرف اور صرف میاں محمد شہباز شریف اور اس کی ٹیم ہی کر سکتی ہے جو کہ محب وطن ہے اور اس ملک کے ساتھ مخلص ہے۔ رواں مالی سال میں ایک مکمل اور علیحدہ محکمہ توانائی قائم کیا گیا ہے اس کے تونسہ بیراج پر 120 میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کے عظیم منصوبہ کا معاہدہ اور نجی شعبہ کے اشتراک سے کم از کم 500 میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کے منصوبہ کے اقدامات اور شمسی توانائی سے چلنے والے ٹیوب ویلوں کی تنصیب کے منصوبے کو جتنا بھی خراج تحسین پیش کیا جائے کم ہے۔ غریب اور متوسط طبقہ کی امداد کے لئے مختلف سکیموں پر 30۔ ارب روپے کی خطیر رقم مختص کرنا اور اس میں خصوصاً 13۔ ارب روپے آٹے کی قیمت کو کنٹرول کرنا پنجاب کے غریبوں کی فلاح و بہبود کے لئے اس سے اچھا کوئی اور کام نہیں ہو سکتا۔ رمضان المبارک کے دوران عوام کو اشیائے خوردونوش فراہم کرنے کے لئے آئندہ مالی سال میں 4۔ ارب روپے کی رقم مختص کرنے کی تجویز اور کرسمس کے موقع پر کرسمس بازاروں میں 20 کلو گرام آٹے کا تھیلا -/400 روپے میں فراہم کرنا

اقلیتی بھائیوں کو یہ پیغام دینا اور نبی اکرم حضرت محمد ﷺ کے ان ارشادات کی پیروی کرنا ہے کہ اقلیتوں کے حقوق کو تسلیم کیا جائے۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ایک بہت ہی اچھی آشیانہ ہاؤسنگ سکیم جس کا دائرہ کار تمام صوبہ میں پھیلا دیا گیا ہے اور اس کی نگرانی وزیر اعلیٰ پنجاب خود کر رہے ہیں۔ میرے بھائی ابھی یہ کہہ رہے تھے کہ اس میں یہ ہو جائے گا، وہ ہو جائے گا۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے ببانگ دہل کہا تھا کہ اگر گرین ٹریکٹر کی مد میں کوئی کرپشن ثابت کر دے تو میں چیلنج کرتا ہوں کہ میں استعفیٰ دے دوں گا۔ بے روزگار افراد کے لئے 20ہزار ییلو کیب، زرعی اور ویٹرنری گریجویٹس کو پندرہ سال کی لیز پر ماڈل زرعی فارم اور زرعی اراضی تقسیم کرنا اس کے ساتھ ساتھ 20ہزار روپے کا قرضہ دینا بہت احسن اقدامات ہیں۔ یہ 20ہزار روپے اگر کسی غریب کو مل جائیں تو اس کی عزت نفس مجروح نہیں ہو گی اور اگر وہ یہ پیسے اپنے کاروبار میں لگائے تو یہ ایک بہت بڑا کام ہو گا۔

رائے محمد اسلم خان: 20ہزار روپے کا تو موبائل نہیں آتا۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر!ابھی میرے بھائی یہ کہہ رہے تھے کہ 20ہزار روپے سے کیا کام ہو سکتا ہے تو میں اپنے فاضل ممبر کو یہ سمجھانا چاہوں گا کہ جائیں جا کر سبزی کا کام کریں، 20ہزار روپے سے کوئی غریب روزانہ ہزار، -/1200روپے کما سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خواجہ صاحب!بس اب wind up کر دیں۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر!ایجوکیشن کی مد میں 37۔ارب روپے مختص کرنا پنجاب کے ساتھ اس سے زیادہ محبت اور کیا ہو سکتی ہے؟ میرے پنجاب کو ایک ہزار ماڈل سکول جس کی اگر calculation کی جائے تو ایک ایم پی اے کے حلقے میں تین ماڈل سکول آتے ہیں اس سے تعلیم میں جتنا اضافہ ہو گا اسے آپ بھی سمجھتے ہیں، یہ بھی سمجھتے ہیں اور اللہ کے فضل و کرم سے میں بھی سمجھتا ہوں۔ دانش سکول بارے میں، میں یہ کہوں گا کہ میاں محمد شہباز شریف کا یہ وژن کہ انہوں نے اپنے پنجاب کے ہر بچے کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنا ہے، تعلیم دلانی ہے اور اس قوم کو دنیا کی civilized nations میں شمار کرنا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ موبائل ہسپتال، یہ ان محروم طبقہ کے لئے ہیں جن بے چاروں کے پاس ادویات تک نہیں ہیں وہاں casualty rate بہت زیادہ ہے آج ان کے لئے یہ بہت احسن اقدام ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خواجہ صاحب! اب اپنی speech wind up کریں۔

رائے محمد اسلم خان: ڈاکٹر توقیر شاہ صاحب نے مجھے بتایا ہے کہ یہ تقریر انہوں نے آپ کو لکھ کر دی ہے ۔اب بس کریں۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میرے فاضل ممبر یہ کہہ رہے تھے کہ میاں محمد نواز شریف نے 1987 میں فیصل آباد میں لیبر کالونی بنائی، جھنگ میں لیبر کالونی بنائی، اوکاڑہ میں بنائی میں ان کو یہ کہوں گا کہ یہ بات بالکل ٹھیک ہے۔انہوں نے قبضہ مافیا سے زمین چھڑا کر مزدوروں کو دی۔ان لوگوں کے لئے یہ بات واقعی باعث تکلیف ہے جو کل دس فیصد corrupt تھے آج سو فیصد corrupt ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ خواجہ صاحب! اب تشریف رکھیں۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! آخر میں، میں یہ کہوں گا کہ جب اپوزیشن نے وزیر اعلیٰ کو یہ لکھ کر دے دیا ہے کہ ہم نے اس بجٹ کو پاس کرانا ہے تو پھر یہ تنقید کیوں کر رہے ہیں؟ پنجابی میں کہتے ہیں کہ "جدوں دودھ دینااے تے مینگنیاں کیوں پاندے او" دودھ دیو مینگنیاں نہ پاؤ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

خواجہ محمد اسلام: میں میاں محمد شہباز شریف کے اس عزم کو ان لوگوں تک ایک شعر کے ذریعے پہنچانا چاہتا ہوں:

میں اپنے خواب سے کٹ کر جیوں تو اے میرے خدا
اجاڑ دے میری ہستی کو دربدر کر دے
میری زمین ہی میرا آخری حوالہ ہے
میں رہوں یا نہ رہوں اس کو بارآور کر دے

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

جناب آصف بشیر بھاگٹ: جناب سپیکر! ہمیں بھی بات کرنے کا موقع دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بھاگٹ صاحب! پلیز، تشریف رکھئے گا۔

محترمہ آصفہ فاروقی: جناب سپیکر! خواتین کو بھی ٹائم دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کے بعد محترمہ رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ کی تقریر ہے اور اس کے بعد وزیر خزانہ صاحب نے wind up speech کرنی ہے۔

جناب آصف بشیر بھاگٹ: جناب سپیکر! یہ بات طے ہوئی تھی کہ ایک گورنمنٹ کا ممبر بولے گا اور ایک اپوزیشن کا جبکہ آپ صرف گورنمنٹ کے ممبران کو ہی ٹائم دے رہے ہیں۔ سیکرٹری صاحب کے سامنے جو لسٹیں پڑی ہیں ان میں سے نام نہیں بولے جا رہے، پرچی سسٹم چل رہا ہے۔ ہم پچھلے چھ دن سے انتظار کر رہے ہیں مگر ہمارا نمبر نہیں آیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں یہ بتانا چاہوں گا کہ جب میں نے کارروائی کا آغاز کیا تھا تو میں نے بتایا تھا کہ جو سپلیمنٹری بجٹ آنا ہے اس پر ابھی بحث کے دو دِن ہیں تو جو یہ والی لسٹ ہے اس کو ہم وہاں پر priority دیں گے، جو دوست آج رہ جائیں گے ان دو دِنوں میں ہم پہلے ان کو priority دیں گے۔ جمعرات کو اجلاس کا وقت صبح دس بجے تھا ہم نے پونے گیارہ بجے شروع کیا اور رات پونے نو بجے تک چلایا کہ list exhaust ہو جائے۔ ہم پوری کوشش کر رہے ہیں لیکن ہم نے وقت کی پابندی کو بھی دیکھنا ہوتا ہے۔ ان کو بات کرنے دیں پھر ڈار صاحبہ ہیں، پھر فنانس منسٹر ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو اگلی لسٹ میں موقع دیں گے، آپ تشریف رکھیں۔ بہت شکریہ جی، چودھری محمد شفیق صاحب!

چودھری محمد شفیق: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o جناب سپیکر! میں آپ کا تہہ دل سے مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ ملکی سیاست کے مدوجزر، ناموافق حالات اور عالمی صورتحال کے بھنور اپنی جگہ پر لیکن پاکستان مسلم لیگ کی قیادت نے ہمیشہ پاکستان، پاکستان کے عوام کی بہتری اور ان کے تحفظ کو مقدم جانا۔ غربت کے خاتمے، ملک عزیز کے مستقبل معاشی استحکام جیسے خوابوں کی تعمیر کے لئے منصوبہ بندی پر عملدرآمد کرنا ان کا اوّلین مقصد ہے۔ جولائی 2010 میں جس طریقے سے سیلاب آیا تھا، جس طریقے سے پنجاب کی معاشی صورتحال پر بہت بڑا بوجھ پڑا، اضافی اخراجات برداشت کرنے پڑے، پنجاب حکومت پر 5۔ارب روپے کا اضافی بوجھ پڑا لیکن اس کے ساتھ ساتھ وزیراعلیٰ پنجاب نے جس طریقے سے کشکول کو توڑا ہے، جس طریقے سے انہوں نے اغیار کی مدد لینے سے انکار کیا ہے، جس طریقے سے انہوں نے عزت کے ساتھ رہنے کا تہیہ کیا ہے ان حالات کو اگر دیکھا جائے تو وزیراعلیٰ پنجاب، وزیر خزانہ اور ان کی پوری ٹیم نے جس انداز سے 11-2010 سے 12 فیصد بڑھا کر 12-2011 کا بجٹ پیش کیا۔ اس شاندار بجٹ پیش کرنے پر میں وزیر خزانہ اور ان کی پوری ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! دراصل ہمارے بہت سارے دوستوں نے ہمیشہ یہ تنقید کی ہے کہ یہ بجٹ وزیر خزانہ نے نہیں بنایا یہ وزیراعلیٰ پنجاب نے نہیں بنایا، یہ ایک technocrat budget ہے جس میں انہوں نے اعداد و شمار کا ہیر پھیر کر کے یہ بجٹ ایوان کے اندر پیش کر دیا ہے۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ شاید یہ پہلی دفعہ ہو کہ اس بجٹ بنانے میں وزیراعلیٰ پنجاب نے چار meetings کی ہیں جن میں عوامی نمائندوں کو خصوصی طور پر شامل کیا گیا اور ان کی تجاویز لی گئیں۔ یہ پہلی دفعہ ہوا ہے کہ جس میں تمام ممبران سے تجاویز لی گئی ہیں ان سے پوچھا گیا ہے اور بحث کی گئی ہے جس پر یہ کہنا میں سمجھتا ہوں بہت بڑی زیادتی ہے کہ عوامی نمائندوں سے رابطہ قائم نہیں کیا گیا، عوامی نمائندوں سے پوچھا نہیں گیا یہ صرف Technocrat کا بجٹ ہے۔ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اگر یہ Technocrat کا بجٹ ہوتا، میں چند چیزیں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ اگر وزیراعلیٰ پنجاب ہمارے قائد میاں محمد نواز شریف اور ہماری پارٹی کے سینئر ساتھیوں کا اس میں عمل دخل نہ ہوتا تو یہ چیزیں Technocrat کے ذہن میں آتیں؟ یہ ساری سوچ اور فکر ہم نے خود ان کو دی ہے۔ Technocrat کا مقصد کیا ہے؟ ہر فیکٹری کا مالک اپنی فیکٹری میں ایک Accounts Officer رکھتا ہے، وہاں آپریٹر بھی ہوتے ہیں، آڈیٹر بھی ہوتے ہیں، پروڈکشن منیجر بھی ہوتے ہیں اور جنرل منیجر بھی ہوتے ہیں لیکن مالک جو ہوتا ہے وہ ان کو اپنی ایک سوچ دیتا ہے، اپنی ایک فکر دیتا ہے، اپنے اعداد و شمار دیتا ہے۔ اس Accountant کا یہ کام ہے کہ اس کو ترتیب دے کیونکہ وہ ٹیکنیکل لوگ ہوتے ہیں۔ ساری فیکٹریوں کے مالک ٹیکنیکل لوگ نہیں ہوتے اور اسی طریقے سے وزیراعلیٰ پنجاب نے ایک سوچ دی ہے، ایک فکر دی ہے، ایک منصوبہ دیا ہے، اپنے Parliamentarian سے مشورہ کرنے کے بعد ایک شعور دیا ہے۔ اس کے بعد وزارت خزانہ اور پی اینڈ ڈی کا کام ہے کہ وہ ان کی سوچ کے مطابق ان منصوبوں کے اعداد و شمار تیار کرے اور اس کے مطابق بجٹ تیار کرے پھر اس کو ایوان میں لے کر آئے۔ یہ Technocrat کا بجٹ نہیں ہے بلکہ یہ عوامی بجٹ ہے ہم اس کو ثابت کرتے ہیں۔ میں اس کی مثال دیتا ہوں اور چند شعبے آپ کے سامنے رکھوں گا۔ مثال کے طور پر میں شعبہ تعلیم آپ کے سامنے رکھتا ہوں، آپ یہ دیکھیں کہ وزیراعلیٰ پنجاب نے تعلیم کے لئے 23۔ارب روپے سے زائد کی رقم مختص کی ہے۔ اسی طرح لیبارٹریوں کے لئے ایک ارب روپیہ مختص کیا ہے، ہائی سکولوں کی Computer Labs کے لئے 55 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ Upgradation کے لئے ایک ارب روپیہ رکھا ہے اور 2500 سکولوں کی missing facilities کے لئے انہوں نے 4۔ارب روپے رکھا ہے۔ نئے کالجوں کے لئے ایک ارب روپے مختص کیا ہے اور اس

طریقہ سے ہونہار طلباء کے لئے سپیشل ایک لاکھ کمپیوٹرز رکھے گئے ہیں۔ مجھے یہ بتائیں کہ یہ ساری چیزیں کرنا کیا Technocrat کا کام ہے؟ اگر اس کے پیچھے سوچ نہ ہوتی، اگر اس کے پیچھے کسی کا مقصد نہ ہوتا اور مقصد کیا تھا؟ ہم نے اپنی عوام کی فلاح و بہبود کے لئے کیا کرنا ہے، ہم نے اپنے پنجاب کی آبادی کے لئے کیا کرنا ہے، یہ سارا اس سوچ کا نتیجہ ہے جس کی وجہ سے یہ ساری چیزیں آئی ہیں۔ اسی طرح سے ہمارا جو ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ ہے آپ اسے دیکھیں کہ پورے پنجاب میں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ ہم سارے مل کر دیکھ لیتے ہیں، اب آپ تشریف رکھیں۔ بہت شکریہ

چودھری محمد شفیق: شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ!

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"بی بی اج تے تیرے نعرے وجن گے" کی نعرہ بازی)

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: شکریہ۔ جناب سپیکر! چھ دن سے انتظار کر رہی ہوں۔ پورا ایوان اگر میرا ساتھ نہ دیتا تو آج میں "اڑی تھی" آج بھی میری باری نہیں آنی تھی (نعرہ ہائے تحسین)
صاف ظاہر ہے کہ عورتوں کے حق میں کتنا انصاف ہے۔ میں پھر بھی آپ کی شکر گزار ہوں کہ مجھے ٹائم مل گیا اور میں young مسیح برادر وزیر خزانہ کامران مائیکل کی بھی تعریف کرتی ہوں، انہیں خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے اتنی روانگی سے بجٹ پڑھا ایسے لگ رہا تھا کہ تین چار دن پہلے وزیر خزانہ بنے اور ان دنوں میں انہوں نے بڑا رٹا لگایا۔ (قہقہے)

(اذان مغرب)

پہلے تو میں آپ کو یہ بتاؤں کہ یہ بجٹ کی amount کہاں سے آئی ہے، یہ وفاق سے آئی ہے۔

معزز ممبران: کہاں سے؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: یہ amount وفاق سے آئی ہے، یہ آپ کے گھر کی پیداوار نہیں ہے صوبہ پنجاب کو 376۔ارب روپے دیئے گئے اور باقی سب صوبوں سے زیادہ amount دی گئی، چھ ماہ بعد پنجاب حکومت نے پھر کہنا ہے کہ ہمارے پاس پیسے ختم ہو گئے اور انہوں نے پھر دیوالیہ ہو جانا ہے۔ آپ لوگوں نے سکیموں کے لئے 21۔ارب روپے رکھے ہیں اور اس میں 9۔ارب روپے کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ رمضان المبارک میں آٹے کا تھیلا -/400 روپے میں دیا جائے گا۔ کیا پنجاب

حکومت نے تہیہ کر رکھا ہے کہ صرف رمضان میں ہی آپ نے ثواب کھٹنا ہے، باقی مہینے کدھر جائیں گے ؟ان کا بھی سوچ لیں، ان مہینوں میں بھی آٹے کا تھیلا -/450 روپے کا کر دیں۔ آپ کہتے ہیں کہ آپ نے متوازن بجٹ پیش کیا ہے۔ متوازن کے meaning کیا ہیں ؟ متوازن کے meaning برابری کے ہیں اور جو 220 ارب روپے کا deficit ہے وہ کس چیز کا ہے، وہ کہاں سے کاٹا گیا ہے، کہاں پر رکھا ہے اور کہاں پر لگانا ہے ؟ میں چاہتی ہوں کہ باقی مہینوں میں بھی آٹے کا تھیلا -/450 روپے کا کر دیا جائے اور 220 ارب روپے میں سے ایک ارب روپیہ اور لگا دیا جائے تو لوگوں کے بارہ مہینے گزر جائیں گے۔(نعرہائے تحسین)

جناب سپیکر!وزیر خزانہ نے بجٹ میں بتایا کہ چار اضلاع میں سستے رول ماڈل، سستے بازار لگائے جائیں گے لیکن میرے شہر فیصل آباد کے اتنے سارے ایم پی ایز نے یہ نہیں کہا کہ فیصل آباد میں بھی ایک سستا ماڈل بازار بنا دیا جائے۔ میں وزیر قانون سے پوچھتی ہوں کہ کیا آپ فیصل آباد کے رہنے والے نہیں ہیں؟ آج آپ لاہور میں آکر بس گئے ہیں تو فیصل آباد کو ہی بھول گئے ہیں۔ فیصل آباد میں بھی ایک سستا ماڈل بازار لگایا جائے اور یہ عظیم بازار ہو گا یہ کوئی چھوٹا موٹا شہر نہیں ہے بلکہ یہ مانچسٹر ہے لیکن انہوں نے تو اسے کھنڈرات بنا دیا ہے۔ جس نے آثار قدیمہ نہیں دیکھا وہ میرے ساتھ آئے میں فیصل آباد میں اسے آثار قدیمہ کے اثرات دکھاتی ہوں۔(نعرہائے تحسین)

جناب سپیکر!بار بار کہتے ہیں کہ روٹی کپڑا اور مکان نہیں دیا۔ میں عرض کرتی ہوں کہ وفاقی حکومت نے ایک ہزار روپے کا بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام دیا ہے جس کے ذریعے غریبوں کو وسیلہ حق دے دیا ہے، آج تک غریبوں کو وسیلہ حق نہیں ملا لیکن یہ وفاق نے غریبوں کو وسیلہ حق دیا ہے اور گھر گھر لوگوں کی دہلیز پر وسیلہ حق جاتا ہے اور بڑے احتیاط کے ساتھ شفاف طریقے سے یہ وسیلہ حق دیا گیا ہے۔ وفاق نے یہ نہیں دیکھا کہ یہ سندھی ہے، پنجابی ہے، بلوچی ہے یا پٹھان ہے بلکہ بلا تفریق سب کو دیا ہے۔(وقت ختم ہونے کی گھنٹی) آخری تقریر ہے اس لئے آپ میرے ساتھ اتنا ظلم تو نہ کریں۔ اگر میں غلط بات کروں تو پھر مجھے یہیں بیٹھے جوتے مار دینا اور اگر میں سچ بات کہوں تو اس پر میڈیا بھی آپ کو شرمندہ کرے گا۔

جناب سپیکر!سستی روٹی شروع کی اور اس میں کرپشن ہوئی، آپ لوگوں نے اس کا کوئی حساب نہیں دیا اور کوئی احتساب نہیں کیا۔ کرپشن نہ دیکھی، کرپشن کو نہ روک سکے اور روٹی بند کر دی۔ بڑے وثوق اور مسرت کے ساتھ کہتے ہیں کہ ہم نے گوشت برآمد کیا۔"اول خویشاں پھر درویشاں"، آپ

کے گھر گھر میں بھوک ننگ ہے، آپ یہاں پر تو گوشت پورا کریں۔ آپ نے یہاں گوشت پورا نہیں کیا، آپ نے تو روٹی چھینی اور بوٹی بھی چھینی اور اس کا رزلٹ کیا نکلا بھکر میں لوگوں نے مردے کھانے شروع کر دیئے۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ کینسر زدہ مردے کھائے۔ کیا ہم نے لوگوں کا یہ حال کرنا ہے؟

جناب سپیکر! حیرت والی بات یہ ہے کہ گریجویٹس لوگوں کو پیلو کیب دی جائیں گی، ہنر مند لوگوں کو پیلو کیب دی جائیں گی۔ گریجویٹ تو کلرک لگ سکتا ہے، ہنر مند موچی تو کہیں بھی چھوٹی سی چھاؤں بنا کر کام کر لے گا لیکن غریب لوگ کیا کریں گے؟ ذرا آپ سوچیں۔ کیا آپ نے اپنی thinking محدود کر لی ہے؟ ذرا سوچنے والی بات ہے کہ پیلو کیب دے رہے ہیں لیکن یہاں پر پٹرول ہے، نہ گیس ہے تو کیا پیلو کیب پھونکوں سے چلانی ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

(معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے آپاڈار زندہ باد کے نعرے)

MR. DEPUTY SPEAKER: Order in the House. Order in the House.

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: پیلو کیب میں آم اٹھانے ہیں اور امیر پیچھے سے دھکا لگائیں گے؟ یہاں پر بڑی گاڑیاں چلتی ہیں، پیلو کیب تو ناکام کر دی گئی کیونکہ یہاں گیس ملتی ہے اور نہ پٹرول ملتا ہے۔ آپ پیلو کیب ضرور متعارف کرائیں مگر ابھی نہیں پہلے آپ اس بحران پر قابو پالیں لیکن آپ اس پر قابو نہیں پا سکتے۔ آپ نے کہا کہ دو سو منی ڈیمز بنائیں گے میں کہتی ہوں کہ مجھے بیس بنا کر دکھا دیں، دو ہی بنا کر دکھا دیں کبھی بھی نہیں بنا سکیں گے۔ اگر ان میں اتنی ہمت ہوتی تو تین سالوں میں ہم کیوں رونا روتے انہوں نے ہمارے ساتھ کیا کیا؟ آپ نے عورتوں کے لئے 13۔ ارب روپے رکھے ہیں ان میں سے 3۔ ارب روپے سے ایم پی اے ہوسٹل تو بنا کر دے دیں، عورتیں جیل خانوں میں رُل گئی ہیں۔ آپ زچہ بچہ ہسپتال بنائیں، موبائل ڈسپنسریاں بنائیں۔ آپ نے ہیپاٹائس کے لئے 20 کروڑ روپے رکھے ہیں لیکن ہیپاٹائٹس کا ایک ٹیکہ ایک ہزار سے لے کر چھ ہزار تک آتا ہے تو آپ 20 کروڑ میں کتنی عوام کو ٹیکے لگا لو گے؟ آپ تو پورے پنجاب کے مالک ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ wind up کر دیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! آپ نے نماز نیتنی ہے؟ (قہقہے)

آپ نے دانش سکول پر تو 3۔ ارب روپے خرچ کئے اور باقی جو ساٹھ ہزار دیسی سکول ہیں ان پر 4۔ ارب روپے خرچ کر رہے ہیں۔ آپ دانش سکول ضرور بنائیں، ماں پڑھا رہی ہے، دانش پڑھا رہے ہیں، ٹیچر بھی پڑھا رہے ہیں ٹیوٹر بھی پڑھا رہے ہیں پھر بھی بچہ نالائق کا نالائق کیوں ہے؟ ہونا تو یہ چاہئے کہ

پرائیوٹ سکول بند کر دیں۔ اگر ہم دانش سکول بنا رہے ہیں تو پرائیویٹ سکول بند کرو۔ پرائیویٹ ٹیوشنیں بند کرو تب دانش سکول پر اتنی رقم خرچ کرنے کا مزہ آئے گا۔ اساتذہ کے لئے کوئی پالیسی نہیں ہے، وہ پچیس پچیس سالوں سے گاؤں میں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ ڈار صاحبہ! اب آپ wind up کریں۔

معزز ممبران: محترمہ کے لئے ٹائم بڑھادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں۔ Order in the House. Order in the House محترمہ! اب آپ wind up کریں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: چلو میں ایک دو مصرعے سنا کر اپنی بات ختم کر دیتی ہوں۔

معزز ممبران: پوری غزل سنائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! بس اب آپ wind up کر دیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: چلو، میں ایک دو مصرعے سنا کر wind up کر دیتی ہوں۔

کوئی نواں لارا لا کے سانوں رول جا
جھوٹیا وے اک جھوٹ ہور بول جا
واپس لے لو جیہڑا سانوں بجٹ دتا اے
ایمان نال تُو تے سانوں جیندے جی مار دتا اے
کاہدے وچ کیہڑا اہناں فائدہ دتا اے
صاحب ہیں تُو جیوندی جانیں مار دتا اے
ساڈے ولوں جیہڑا مرضی لوٹے اُتے لا
جھوٹیا وے اک جھوٹ ہور بول جا
کوئی نواں لارا لا کے سانوں رول جا

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اب وزیر خزانہ کامران مائیکل صاحب wind up speech کریں گے۔ جی، کامران مائیکل صاحب!

وزیر خزانہ (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! جو تجاویز حزب اختلاف اور حزب اقتدار کے معزز ممبران کی طرف سے آئی ہیں۔۔۔

محترمہ آصفہ فاروقی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں اپنے علاقے کی واحد ممبر اسمبلی ہوں۔ وہاں پر کوئی مرد اور نہ کوئی دوسری عورت ممبر اسمبلی ہے اس کے باوجود مجھے بجٹ پر بات کرنے کے لئے موقع نہیں دیا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ کو لکھ کر دیا تھا کہ ضمنی بجٹ کے اوپر تقریر کرنے کے لئے آپ کو پہلے وقت دیا جائے گا۔ اس وقت آپ اپنی ساری باتیں کر لیجئے گا۔

محترمہ آصفہ فاروقی: جناب سپیکر! میں صرف ایک دو منٹ کے لئے بات کروں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، آپ دو منٹ کے لئے بات کر لیں۔

محترمہ آصفہ فاروقی: جناب سپیکر! اتنی بڑی اکثریت میں سے کوئی وزیر خزانہ نہ ملنا اور پھر اقلیتی ممبر کامران مائیکل صاحب کو وزیر خزانہ بنایا جانا ان کی بہت بڑی فتح ہے۔ انہوں نے تاریخ رقم کی ہے۔ پاکستان کا مؤرخ جب بھی قلم اٹھائے گا تو جہاں جسٹس کارنیلس کے کارنامے قانون کی کتابوں میں آئیں گے وہیں کامران مائیکل کا بحیثیت وزیر خزانہ بجٹ تقریر کرنا سنہری حروف میں لکھا جائے گا۔ کامران مائیکل صاحب! آپ وزیر خزانہ بن گئے ہیں اور آپ نے میرے علاقے کی ترقی کے لئے جو وعدے فرمائے ہیں ان کو پورا کیجئے گا۔ میں آپ کو دعوت دیتی ہوں کہ آپ میرے علاقے جھنگ تشریف لائیں میں آپ کو وہاں کرسچئن کالونی کا دورہ کراؤں گی تاکہ آپ کو معلوم ہو سکے کہ ان لوگوں کی کتنی بُری حالت ہے اور آپ کے وزیر خزانہ بننے پر وہ کتنا انقلاب چاہتے ہیں۔ میں کامران مائیکل صاحب کی خدمت میں یہ بھی عرض کروں گی کہ جہاں دانش سکول بنائے جا رہے ہیں وہاں میرے علاقے میں جامعہ ازہر کی طرز پر ایک یونیورسٹی قائم کی جائے تاکہ میرے علاقے کے عوام کو شعور آئے اور ان میں بیداری پیدا ہو۔ جھنگ کے ڈسٹرکٹ ہسپتال میں آئی سی یونٹ نہیں ہے لہذا وہ بنایا جائے۔ میرے علاقے میں ضلع جھنگ سے فیصل آباد تک double road نہیں ہے، مہربانی کر کے اس کو بنایا جائے۔ میں یہ بھی گزارش کروں گی کہ پیلو کیب اَن پڑھ لوگوں کو بھی دی جائیں۔ اسی طرح زرعی زمینیں اَن پڑھ کسانوں کو بھی دی جائیں۔ میری یہی چند ایک گزارشات تھیں جو کہ میں آپ کے گوش گزار کرنا چاہتی تھی۔ بہت بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: آصفہ فاروقی صاحبہ! بہت شکریہ۔ جی، کامران مائیکل صاحب!

وزیر خزانہ (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں اپنی تقریر شروع کرنے سے پہلے آپ سے اجازت چاہوں گا کہ جو تجاویز حکومتی اور حزب اختلاف کے بنچوں کی طرف سے میرے معزز ممبران اسمبلی نے یہاں پر بجٹ بحث کے دوران اپنی تقاریر میں بیان کی ہیں ان کو میں پڑھ کر facts & figures کے ساتھ بیان کر سکوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل آپ پڑھ سکتے ہیں۔

وزیر خزانہ (جناب کامران مائیکل): جی، بہت شکریہ

وہ رات کی چادر کے کناروں پہ لگی آگ
آثار بتاتے ہیں سحر ہو کے رہے گی

جناب سپیکر! میں اپنی طرف سے وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، اپنی صوبائی کابینہ کے تمام وزراء اور اس معزز ایوان کے تمام ممبران کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے نئے مالی سال 2011-12 کے بجٹ کی بحث میں بھرپور حصہ لیا اور نہایت تعمیری اور مثبت تجاویز دیں۔ میں اپوزیشن کے معزز ممبران کے تعاون اور تعمیری تنقید کا خیر مقدم کرتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے اگلے مالی سال کے بجٹ پر عملدرآمد کرانے میں استفادہ کیا جائے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ میں میڈیا کے ساتھیوں کے تعاون کا بھی مشکور ہوں کہ جنہوں نے بجٹ اجلاس کی انتہائی ذمہ دارانہ طور پر reporting کی ہے۔

جناب سپیکر! اس مختصر وقت میں بجٹ کے اوپر بحث کے دوران دی گئی تمام تجاویز کا احاطہ کرنا تو ممکن نہیں ہے تاہم میں چیدہ چیدہ چند نکات جن کی طرف اس ایوان کے معزز ممبران نے نشاندہی کی ہے ان کا تذکرہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ اس معزز ایوان میں بجٹ پر بحث کے دوران پنجاب میں واجب الادا قرضوں کا مسئلہ بھی اٹھایا گیا ہے۔ میں یہاں پر یہ وضاحت کرتا چلوں کہ قرضوں کا حجم جانچنے کے لئے عالمی پیمانہ debt to GDP and GRP ratio ہے جو کہ کسی بھی ملک یا صوبے کے حاصل کردہ قرضہ جات کے بارے میں صحیح معنوں میں آگاہی دیتا ہے۔ ایک سروے کے مطابق پنجاب کی debt to GRP ratio جو کہ 30۔جون 2008 کو 5 فیصد تھی آج وہ کم ہو کر 4.7 فیصد رہ گئی ہے۔ یہ یقیناً ایک مثبت پیشرفت ہے اور دوسرے صوبوں کے مقابلے میں اس شرح میں زیادہ فرق نہ ہے۔ میں یہاں پر یہ بھی وضاحت کرتا چلوں کہ جہاں تک قرضوں میں مجموعی طور پر اضافے کا تعلق ہے تو

اس حجم میں اضافہ کی بنیادی وجہ ڈالر کی نسبت روپے کی قدر میں کمی ہے۔سماجی شعبے میں infrastructure کی بہتری کے لئے حاصل کردہ قرضوں میں اضافہ ہے۔صرف یہی نہیں بلکہ بد قسمتی سے ہمیں مالیاتی اداروں اور محکموں کے اربوں روپے کے خسارے بھی پورے کرنے پڑے ہیں جن کے وسائل کو گزشتہ دور حکومت میں نہایت بے دردی سے لوٹا گیا تھا۔میں یہاں صرف بنک آف پنجاب میں پڑنے والے ڈاکے کی مثال دینا چاہوں گا کہ جس کے لئے حکومت پنجاب کو اربوں روپے کی رقم مہیا کرنی پڑی ہے۔بقول شاعر

مٹی کی محبّت میں ہم آشُفتہ سَروں نے
وہ قرض اُتارے ہیں کہ جو واجب بھی نہیں تھے

جناب سپیکر!انہوں نے لوٹ مار کا جو بازار گرم کیااور جس طرح سے پنجاب بنک پر ڈاکا ڈالا تھا وہ رقم ہمیں ادا کرنی پڑی ہے۔کچھ معزز ممبران نے بجٹ پر بحث میں حصہ لیتے ہوئے یہ point out کیا کہ صوبائی حکومت محصولات کے ضمن میں زیادہ تر انحصار وفاقی محصولات پر کر رہی ہے اور صوبائی محاصل کے اضافے پر خاطر خواہ توجہ نہیں دی جا رہی۔میں اس معزز ایوان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ملک میں رائج مالیاتی وفاقیت کے نظام کے تحت اکٹھے ہونے والے محاصل پر این ایف سی ایوارڈ کے مطابق صوبے کا آئینی اور قانونی حق ہے جس میں وفاق اپنے اور صوبوں کے درمیان ایک متفقہ فارمولے کے تحت محاصل کی تقسیم کا پابند ہے۔یوں بھی یہ رقم صوبے میں بسنے والے عوام ہی سے اکٹھی کی جاتی ہے اور ایف بی آر ان محصولات کو اکٹھا کرنے کے لئے صوبائی حکومتوں سے ایک فیصد collection charges بھی لیتا ہے۔چنانچہ صوبائی حکومت اپنے محاصل کے لئے وفاقی حکومت کی طرف دیکھتی ہے تو یہ حقیقتاً ایک قانونی اور آئینی استحقاق ہے جسے پورا کرنا وفاقی حکومت کی ذمہ داری ہے۔

جناب سپیکر!بعض ممبران اسمبلی نے اس امر کی طرف اشارہ کیا کہ اخراجات کے مقابلے میں صوبائی محاصل کی مد میں خاطر خواہ اضافہ نہیں ہو رہا۔مجھے یہ بات ایوان کے گوش گزار کرتے ہوئے فخر محسوس ہو رہا ہے کہ قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف کی ہدایت پر اس بجٹ میں ہماری حکومت نے اس مد میں اضافے کے لئے موثر اقدامات تجویز کئے ہیں جن میں Farm Houses, Elite Clubs And Swimming Pools پر ٹیکس عائد کیا گیا ہے، یہ ٹیکس لگاتے وقت دانستہ طور پر اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ ان میں سے کوئی بھی ٹیکس براہ راست یا بالواسطہ طور پر غریب آدمی کو متاثر نہ کرے

اور صرف اشرافیہ جو کہ ٹیکس دینے کی صلاحیت رکھتے ہیں اُنہی پر یہ ٹیکس عائد کئے جائیں۔ میں یہ بھی واضح کرتا چلوں کہ عالمی کساد بازاری اور general economic show down کے اس دور میں ہم نے کاروباری سرگرمیوں پر کسی قسم کا کوئی ٹیکس عائد نہیں کیا ہے کیونکہ ہم معیشت اور معاشی سرگرمیوں کی ترقی چاہتے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ صوبائی حکومت نے دوسرے محصولات میں اضافہ کے لئے بھی ایک جامع حکمت عملی ترتیب دی ہے اور موجودہ مالی سال کی tax collection میں سوائے GST on services کے اس بات کا عملی ثبوت ہے کہ پچھلے مالی سال کے مقابلے میں ٹیکس محصولات کی مد میں 20 فیصد اضافہ دیکھنے میں آیا ہے۔ انہی مثبت اقدامات کی وجہ سے اگلے مالی سال میں بھی ٹیکس کے ہدف میں 20 فیصد اضافہ کیا گیا ہے۔ واضح رہے کہ GST on services کی وصولی FBR کے ذریعے ہوتی ہے اور اس طرح یہ وفاقی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ جہاں تک اخراجات میں کمی کا تعلق ہے تو میں اس سلسلے میں اپنی معروضات بجٹ تقریر میں پیش کر چکا ہوں۔ وزیراعلیٰ پنجاب اور کابینہ کے معزز ممبران اور تمام حکومتی اکابرین اس سلسلہ میں سادگی اور کفایت شعاری کو فروغ دینے کے لئے تمام اقدامات کریں گے جن سے صوبہ کے وسائل میں ممکنہ بچت کی جا سکے۔

جناب سپیکر! جہاں تک وزیراعلیٰ سیکرٹریٹ کے جاری اخراجات میں اضافہ کا تعلق ہے۔ یہاں پر بہت سے دوستوں نے بات کی تو رواں مالی سال میں اس اضافہ کی بنیادی وجہ تنخواہ میں دیئے جانے والا 50 فیصد اضافہ اور 15 فیصد میڈیکل الاؤنس شامل ہے۔ میں یہاں پر یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ ایوان وزیراعلیٰ کے اضافی اخراجات میں تقریباً 87 فیصد حصہ تنخواہوں اور الاؤنسز کی مد میں ہے۔ یاد رہے کہ مالی سال 08-2007 میں ایوان وزیراعلیٰ کے اخراجات کا 57 فیصد حصہ non salary کی مد میں تھا۔ میں آپ کی وساطت سے اعتراض کرنے والے اپنے دوستوں خصوصاً راجہ ریاض احمد سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے ملازم طبقہ کو ملنے والی تنخواہ میں اضافہ کی وجہ سے وزیراعلیٰ ہاؤس کے اخراجات میں اضافہ پر تنقید تو کر دی لیکن انہیں اپنے دوستوں کے عہد حکومت میں وزیراعلیٰ سیکرٹریٹ کے فنڈز کی مد میں 30 کروڑ روپیہ کی خورد برد نظر نہیں آئی۔ کروڑوں روپیہ کی اس رقم کا کوئی ریکارڈ موجود ہے اور نہ ہی اس کے اخراجات کا کوئی سراغ ملتا ہے۔ مجھے امید ہے کہ راجہ ریاض احمد اپنے نئے ساتھی چودھری ظہیر الدین خان کے ساتھ مل کر اس گتھی کو سلجھانے میں قوم کی مدد فرمائیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! چونکہ ہوا یہی ہے کہ پچھلے دور حکومت میں 30 کروڑ روپیہ جو secret fund کے طور پر رکھا گیا تھا اسے خورد برد کر دیا گیا لیکن مجھے اپنی قیادت پر فخر ہے کہ جس نے اس secret fund سے ایک پیسا بھی خرچ نہیں کیا اور تمام تر اخراجات کفایت شعاری سے کئے ہیں۔

جناب سپیکر! جہاں تک وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کے جاری اخراجات میں اضافہ کا تعلق ہے۔ کچھ معزز ممبران اسمبلی نے اس طرف بھی اشارہ کیا کہ ایک طرف تو صوبائی حکومت بیرونی امداد سے انکار کا فیصلہ کر چکی ہے جبکہ دوسری طرف بعض ترقیاتی پروگراموں پر بیرونی مالیاتی تعاون حاصل کیا جا رہا ہے۔ جیسا کہ بجٹ تقریر سے پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ حکومت پنجاب نے ایسی بیرونی امداد سے انکار کیا ہے جس سے پاکستان کی سالمیت، خود مختاری اور حمیت پر حرف آئے اور اس کے ساتھ ایسی کڑی اور نامناسب شرائط منسلک ہوں جو کہ ہمیں اپنی قومی غیرت اور وقار کا سودا کرنے پر مجبور کرے۔

جناب سپیکر! کچھ معزز ممبران نے اس امر کی طرف اشارہ کیا ہے کہ آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے مطابق حکومت پنجاب کے کچھ محکمانہ اخراجات قواعد وضوابط سے ہٹ کر کئے گئے ہیں اور یہ تجویز کیا گیا کہ good governance کا موثر نظام اس بات کا متقاضی ہے کہ ان اخراجات کی مکمل چھان بین کروائی جائے۔ آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ ایک سالانہ رپورٹ ہے جس کو یہ معزز ایوان پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے سپرد کر دیتا ہے۔ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے فیصلے کے بعد بھی ان معاملات کی نشاندہی اس رپورٹ میں کی جاتی ہے اور اس بارے میں کوئی حتمی رائے قائم کی جا سکتی ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اپوزیشن کے معزز ممبران کی رائے اس معاملے میں pre-mature ہے۔ میں یہ وضاحت بھی کرتا چلوں کہ صوبہ پنجاب میں اس وقت صوبائی اسمبلی کی دو پبلک اکاؤنٹس کمیٹیاں تشکیل دی گئی ہیں جن کے سربراہان کا تعلق نہ صرف اپوزیشن بنچوں سے ہے بلکہ حزب اختلاف کے ممبران کو ان کمیٹیوں میں موثر نمائندگی بھی دی گئی ہے۔ صوبائی حکومت اخراجات کی مکمل شفافیت پر یقین رکھتی ہے اور پبلک اکاؤنٹس کمیٹیوں کی سربراہی اپوزیشن کو تفویض کردہ اس بات کا ایک عملی ثبوت ہے۔

جناب سپیکر! بجٹ بحث کے دوران حکومت پنجاب کی مالی حالت کے بارے میں جن تحفظات کا اظہار کیا گیا ہے وہ قطعاً حقائق پر مبنی نہ ہیں۔ میں یہاں پر یہ وضاحت کرتا چلوں کہ معیشت کو درپیش مسائل کے باوجود پنجاب حکومت کسی قسم کے مالی بحران سے دوچار نہیں ہے۔ ہمارے لئے یہ بات باعث فخر ہے کہ تمام تر مالی اور اقتصادی مشکلات کے باوجود حکومت پنجاب نے بہترین مالیاتی نظم و نسق کو اپنا

کر اپنے تمام اخراجات احسن طریق سے پورے کئے ہیں اور پچھلے ماہ سے surface prosing اس بات کی واضح دلیل ہے۔

جناب سپیکر! زراعت کا شعبہ ہماری معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس ایوان میں وفاقی حکومت کی طرف سے agricultural inputs پر نافذ کردہ 17 فیصد جی ایس ٹی پر تحفظات کا اظہار کیا گیا ہے اور اس ضمن میں صوبائی اسمبلی کی طرف سے منظور کردہ قرارداد کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ ٹیکس وفاقی حکومت نے عائد کیا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ زرعی شعبہ خصوصاً چھوٹے کاشتکار کی مشکلات کو کم کرنے کے لئے وفاقی حکومت کو اس پر نظر ثانی کرنی چاہئے اور اس ضمن میں صوبائی حکومت کے تحفظات سے وفاقی حکومت کو آگاہ کیا جا چکا ہے۔ میں یہاں پر یہ بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ زراعت کے شعبہ کی اہمیت کے پیش نظر حکومت پنجاب نے اپنے ترقیاتی پروگرام برائے مالی سال 12-2011 میں 19۔ارب 15 کروڑ روپیہ کی مجموعی لاگت سے Drip Irrigation and Laser Levelling Unit کی فراہمی اور اصلاح کھالہ جات کا ایک جامع اور طویل منصوبہ ترتیب دیا ہے یہ ترقیاتی پروگرام 12-2011 کا سب سے بڑا انفرادی منصوبہ ہے۔

جناب سپیکر! اس وقت یہاں پر اپوزیشن لیڈر نہیں بیٹھے، میں آپ کی وساطت سے اُن سے مخاطب ہو کر کہنا چاہتا ہوں کہ زراعت، ٹریکٹر اور فرٹیلائزر پر 17 فیصد جی ایس ٹی وفاق کی طرف سے لگایا گیا ہے۔ میں اپنے اپوزیشن لیڈر کو کہنا چاہتا ہوں کہ آؤ مل کر ہمارے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر پنجاب کی عوام کے لئے آواز بلند کرو، وفاق سے مطالبہ کرو کہ اس تمام تر اخراجات اور اس مد میں ہونے والے ٹیکسوں کو وفاق ختم کرے تاکہ چھوٹے کاشتکاروں پر کم سے کم بوجھ ڈالا جا سکے۔

جناب سپیکر! ترقیاتی پروگرام میں ایوان کی خصوصی دلچسپی اس امر کا ثبوت ہے کہ معزز ممبران اسمبلی نہ صرف عوامی توقعات اور خواہشات سے مکمل آگاہی رکھتے ہیں بلکہ ان کی بہتری کے لئے بنائے گئے منصوبہ جات کی بروقت تکمیل کو یقینی بنانے کے لئے کوشاں ہیں جہاں اگلے مالی سال کے ترقیاتی پروگرام پر سیر حاصل بحث ہوئی وہیں کچھ معزز ممبران نے رواں مالی سال کے ترقیاتی پروگرام میں دی گئی ترجیحات پر مختص کی گئی رقوم میں تبدیلی یا کمی کا بھی تذکرہ کیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایوان کا وقت آدھا گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر خزانہ (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں اپنی بجٹ تقریر میں واضح کر چکا ہوں کہ معاشی اور اقتصادی لحاظ سے موجودہ مالی سال ایک غیر معمولی سال تھا جہاں نہ صرف وفاق سے حاصل ہونے

والے محاصل میں صوبے کو کمی کا سامنا رہا بلکہ سیلاب کی تباہ کاریوں نے صوبائی خزانہ پر بہت کم وقت میں ایک اضافی بوجھ ڈالا لیکن ہماری حکومت نے Financial Prudent Management کے نظام کے ذریعے نہ صرف سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور پنشن کے اضافی بوجھ کو برداشت کیا بلکہ ممکن حد تک ترقیاتی پروگرام کو متاثر نہیں ہونے دیا۔ اس کے ساتھ ساتھ متاثرین سیلاب کی بحالی اور آبادکاری کو یقینی بنانے کے لئے ایک خطیر رقم خرچ کی جس کا ذکر میں بجٹ تقریر میں کر چکا ہوں۔آپ یقیناً اس سے اتفاق کریں گے کہ ان نامساعد حالات میں اس سے بہتر حکمت عملی ترتیب دینا ممکن نہ تھا۔

جناب سپیکر! میرے لئے یہ امر باعث مسرت ہے کہ ہماری حکومت نے اگلے مالی سال کے ترقیاتی پروگرام کے لئے 230۔ارب روپے کی ریکارڈ رقم مختص کی ہے اور اس ترقیاتی پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب کے development vision کے مطابق ایک جامع حکمت عملی بھی ترتیب دی گئی ہے۔ سماجی شعبہ کی ترقی اور بہتری، روزگار سکیموں کا اجراء ، شاہرات کا network کم ترقی یافتہ علاقوں خصوصاً جنوبی پنجاب، خواتین اور اقلیتوں کے لئے خصوصی اقدامات، زراعت، بجلی کے منصوبوں کا قیام ان نمایاں ترجیحات میں شامل ہیں جن کا ذکر میں اپنی بجٹ تقریر میں کر چکا ہوں۔

جناب سپیکر! ترقیاتی پرگراموں پر بحث میں حصہ لیتے ہوئے معزز ممبران نے چند منصوبہ جات جن میں خاص طور پر پیلو کیب سکیم، دانش سکول، آشیانہ ہاؤسنگ سکیم اور روزگار سکیم کے بارے میں خدشات کا اظہار کیا ہے، یہاں پر بہت سے دوستوں نے اقلیتوں کے فنڈز میں کمی کی بات کی ہے تو ہم نے نہ صرف 22کروڑ 50لاکھ بلکہ دس کروڑ روپے کی ایک اضافی allocation blocked بھی اس میں شامل کی ہے اس طرح اقلیتوں کا ڈویلپمنٹ فنڈ 32کروڑ 50لاکھ روپے ہو گیا ہے جو کہ وفاقی بجٹ میں اقلیتوں کے لئے رکھی گئی رقم سے دگنا ہے۔

جناب سپیکر! جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ بجٹ اجلاس کے دوران قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف صاحب نے آشیانہ ہاؤسنگ سکیم، دانش سکول، پیلو کیب سکیم اور روزگار سکیم کی اہمیت، افادیت اور ان کے مقاصد پر اپنی تقریر میں مفصل اظہار خیال کیا تھا۔ انہوں نے اس ایوان کو یقین دلایا تھا کہ ان منصوبہ جات کی تکمیل میں نہ صرف مکمل شفافیت کو یقینی بنایا جائے گا بلکہ ان کے اثرات معاشرے کے غریب پسے ہوئے مظلوم طبقات تک پہنچانے میں وہ خود اور اس معزز ایوان کا ہر ممبران وسائل کا امین بن کر اپنا موثر اور جامع کردار ادا کرتا رہے گا۔

جناب سپیکر!اس معزز ایوان کے بعض ممبران کی طرف سے ترقیاتی بجٹ میں سماجی شعبہ کے لئے ناکافی رقوم کا ذکر کیا گیا ہے۔ میں یہ واضح کرتا چلوں کہ اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ سماجی شعبہ جات میں ترقی موجودہ حکومت کا اوّلین مقصد ہے۔یہاں پر جاوید حسن گجر صاحب نے اپنی تقریر میں پوچھا تھا تو میں بتانا چاہوں گا کہ ترقیاتی بجٹ 12-2011 میں سماجی شعبہ جات یعنی تعلیم، صحت، مقامی ترقی، سماجی تحفظ، فراہمی ونکاسی آب اور اضلاع کی ترقی کے لئے 71۔ارب 63کروڑ روپے سے زائد رقوم مختص کی گئی ہیں جو کہ مالی سال 11-2010 کے نظر ثانی شدہ تخمینہ سے 53فیصد زیادہ ہے۔ شعبہ تعلیم کے لئے کل 36۔ارب 90کروڑ روپے کی رقم مہیا کی گئی ہے۔ شعبہ صحت کے لئے کل 27۔ارب70کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ فراہمی ونکاسی آب کے لئے 10۔ارب روپے کی خطیر رقم مختص کی گئی ہے۔ کم ترقی یافتہ علاقوں کی بہتری کے لئے 15۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں جو کہ رواں مالی سال کے نظر ثانی شدہ تخمینہ سے 48فیصد زائد ہیں۔P.D.P کے تحت تمام معزز ممبران اسمبلی کی تجویز کردہ ترقیاتی سکیموں پر عملدرآمد کے لئے 3۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں تاکہ مقامی سطح کی ضروریات کو بھی پورا کیا جاسکے۔

جناب سپیکر!جنوبی پنجاب کی ترقی حکومت کی اوّلین ترجیح ہے۔ مالی سال 12-2011 میں جنوبی پنجاب کی ترقی کے لئے70۔ارب روپے مختص کئے جارہے ہیں جو کہ کل ترقیاتی بجٹ کا32فیصد بنتا ہے۔ یہ واضح رہے کہ جنوبی پنجاب کی آبادی پنجاب کی کل آبادی کا31فیصد ہے اور میں اس معزز ایوان کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ موجودہ حکومت کے ساڑھے تین سالہ دور اقتدار میں جنوبی پنجاب کے لئے 212۔ارب روپے سے زائد رقوم مختص کی گئی ہیں جبکہ پچھلی حکومت کے پورے پانچ سالہ دور اقتدار میں جنوبی پنجاب کے لئے صرف68۔ارب روپے کی رقم مختص کی گئی تھی۔ مالی سال04-2003 سے مالی سال08-2007تک جنوبی پنجاب کے لئے مختص کئے گئے فنڈز ان سالانہ ترقیاتی پروگرام کے صرف 14 سے 21فیصد کے درمیان رہے۔ موجودہ حکومت کی طرف سے آئندہ مالی سال کے ترقیاتی پروگرام میں جنوبی پنجاب کے لئے 32فیصد فنڈز مختص کئے جانے کی نظیر نہیں ملتی۔ میں سمجھتا ہوں کہ مزید برآں جنوبی پنجاب کے لئے ییلو کیب سکیم کا40فیصد حصہ مختص کیا جارہا ہے۔ یہ اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ حکومت جنوبی پنجاب کی ترقی کے لئے دن رات کوشاں ہے اور صرف نعروں کی بجائے عملی اقدامات پر یقین رکھتی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگلے مالی سال کا ترقیاتی پروگرام وزیراعلیٰ پنجاب کی اس بات کی تعبیر ثابت ہوگا جس میں ایک ایسے صوبے کا تصور ہے جہاں کوئی بے روزگار نہ ہو، جہاں ہر

کسی کو رہنے کے لئے اپنی چھت میسر ہو، جہاں کسی غریب کا بچہ وسائل کی عدم دستیابی کی وجہ سے تعلیم سے محروم نہ رہ جائے، جہاں امن وامان کا دور دورہ ہو اور ترقی کا عمل حقیقی معنوں میں صوبہ کے ہر علاقہ میں یکساں اور منصفانہ طور پر جاری و ساری رہے۔

جناب سپیکر! مجھے افسوس ہے کہ حزب اختلاف کے کچھ معزز ممبران نے سستی روٹی سکیم کو تنقید کا نشانہ بنایا اور تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے اعداد و شمار کے بارے میں مبالغہ آرائی سے کام لیا اور الزام لگایا کہ سستی روٹی سکیم پر اب تک 70۔ارب روپے صرف کئے گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس صدی کا سب سے بڑا جھوٹ ہے۔ اس سکیم پر آج تک کل 11۔ارب روپے صرف ہوئے ہیں۔ میں درخواست کرتا ہوں کہ حزب اختلاف کے وہ ممبران جنہوں نے خود ساختہ اعداد و شمار یہاں پر پیش کئے انہیں ہدایت کریں کہ وہ اپنے الزامات واپس لیں بصورت دیگر میری آپ سے یہ درخواست اور تجویز بھی ہے کہ اس روٹی سکیم کے سلسلہ میں حزب اقتدار اور حزب اختلاف کے ممبران پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی جائے تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے۔

جناب سپیکر! عوام نے ہمیں 18۔ فروری 2008 کو اس لئے منتخب کیا تھا کہ ہم ان کے مسائل سے چشم پوشی کریں بلکہ حکومت کی یہ بھاری ذمہ داری اس لئے سونپی تھی کہ ہم ان کے دکھوں کا مداوا کریں۔ میں بلند و بانگ دعوے نہیں کرنا چاہتا مگر ہماری حکومت کی ساڑھے تین سالہ کارکردگی اس امر کی گواہ ہے کہ ہمارے ہاتھ عوام کی نبض پر ہیں۔ ہم عوامی توقعات سے غافل نہیں ہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب اور ان کی ٹیم جس محنت، دیانتداری، عرق ریزی اور لگن کے ساتھ اس صوبے کی عوام کی خدمت میں دن رات مگن ہے اس کی مثال ہماری تاریخ میں نہیں ملتی۔ مجھے یہ کہنے میں کوئی عار نہیں کہ عوام ہم سے ہے اور ہم عوام سے ہیں۔

جناب سپیکر! آخر میں، میں آپ کا اور معزز ممبران اسمبلی کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ بجٹ پر بحث کے حوالے سے آپ سب نے بھرپور تعاون کیا۔ ان الفاظ کے ساتھ میں بجٹ پر بحث سمیٹتا ہوں کہ یہ گھر ہم سب کا گھر ہے اس کو سنوارنا اور اس کی حفاظت کرنا ہم سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ اپوزیشن ممبران ہوں یا حکومتی ممبران ہوں ہم سب کو ذاتی مفادات اور خواہشات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے خوشحال اور ترقی یافتہ بنانا ہے جہاں غریب اور امیر کے درمیان فرق کم سے کم ہو۔ میں ایک شعر پر اپنی تقریر کو اختتام پذیر کرتا ہوں کہ:

ہم نے خیرات میں یہ پھول نہیں پائے ہیں
خون دل صرف کیا ہے تو بہار آئی ہے
بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ اجلاس کا وقت ختم ہوتا ہے۔ کل سالانہ بجٹ کے مطالبات زر پر ووٹنگ کا آغاز ہوگا۔ اب اجلاس کل بروز منگل مورخہ 21۔جون 2011 کو صبح 10:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔